ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ   اگست ۲۰۱۷ء

پاکستان کا مطلب کیا
لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

کیا یہ وہی پاکستان ہے؟

خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحتیں

حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ نے لوگوں میں بیان فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

"اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے، ان کے علما اور فقہا نے انہیں روکا نہیں۔ اللہ نے ان پر سزائیں نازل کیں۔ غور سے سنو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب اترے جو ان پر اترا تھا اور یہ سمجھ لو کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے نہ رزق کم ہوتا ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔ آسمان سے تقدیر کے فیصلے بارشوں کے قطروں کی طرح اترتے ہیں، چنانچہ ہر انسان کے اہل و عیال، مال و جان کے بارے میں کم ہو جانے یا بڑھ جانے کا جو فیصلہ اللہ نے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ آسمان سے اترتا ہے۔ اب جب تمہارے اہل و عیال جان و مال میں کسی قسم کا نقصان ہو اور تمہیں دوسروں کے اہل و عیال جان و مال میں نقصان کی بجائے اضافہ نظر آئے تو اس سے تم فتنہ میں نہ پڑ جانا۔ مسلمان آدمی اگر دنایت و کمینگی کا ارتکاب کرنے والا نہ ہو تو اسے جب بھی یہ نقصان یاد آئے گا وہ عاجزی، انکساری، دعا اور التجا کا مظاہرہ کرے گا۔ اور کمینے لوگوں کو اس پر بہت غصہ آئے گا۔ جیسے کہ کامیاب ہونے والا جوئے باز، تیروں سے جوا کھیلنے میں پہلی دفعہ ہی ایسی کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے خوب مال ملے اور تاوان وغیرہ اسے نہ دینا پڑے۔ ایسے ہی خیانت سے پاک مسلمان آدمی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو دو اچھائیوں میں سے ایک کی اسے امید ہوتی ہے۔ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے یا پھر اللہ اسے مال دیں گے اور اس کے اہل و عیال میں خوب کثرت ہو گی اور وہ خوب مال دار ہو گا۔ کھیتی دو طرح کی ہے۔ دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی نیک اعمال ہیں۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دونوں کھیتیاں عطا فرماتے ہیں"۔

[ابی ابن الدنیا وابن عساکر]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو شخص جہاد کے لیے نکلا، پھر اس کو موت آگئی یا کسی نے قتل کر دیا، یا سواری سے گر کر مر گیا، یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر پر کسی مرض میں مر گیا تو وہ بھی شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے“۔ (ابو داؤد)

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۸

ذوالقعدۃ ۱۴۳۸ھ — اگست 2017ء

اس شمارے میں

اداریہ		
تزکیہ واحسان	ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب	۵
	عشرہ ذی الحجہ کے فضائل	۷
دروس حدیث	توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث	۹
نشریات	لائحہ عمل... جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر	۱۰
	شہیدا کا اسلحہ اب تم اٹھالو!	۱۲
	امیر محترم شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا بیان	
	پاکستان ہمارا ہے!	۲۱
القدس تنادینا	اے امتِ مسلمہ! آؤ جہاد کی طرف	۲۵
	القدس کی آزادی ہماری گردنوں پر فرض ہے	۲۹
	مسجد اقصیٰ کی بندش اور مسلم ممالک کی مجرمانہ بے حسی	۳۱
	قضیہ فلسطین: امتِ مسلمہ اور یہود و نصاریٰ کے مابین عداوت کی اہم وجہ	۳۴
	یہ عرب اسرائیل مسئلہ نہیں، بلکہ امتِ مسلمہ اور ملل کفر کے کشمکش ہے	۴۰
فکر و منہج	وادیٔ پُر خار	۴۲
	اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد	۴۵
	قتالِ نکایہ یعنی ”پرائیویٹ جہاد“	۵۳
مہاجر کے لیے جائے پناہ انصار کی بستی	نصرتِ دین کے امین... انصار	۵۴
پاکستان کا مقدر... شریعتِ اسلامی کا نفاذ	خیالات کا ماہنامچہ	۵۸
	پاکستان کو کس نظام کی ضرورت ہے؟!	۶۱
	پاکستانی فوج کے کالے کرتوت	۶۲
	خوش رہے رحمان بھی	۶۳
وادیٔ جنت نظیر	اب شریعت یا شہادت ہر زباں پر ہے صدا	۶۵
صرف کشمیر نہیں ہند ہے سارا میرا	مقصودِ اصلی ہندوستان پر جہاد ہے	۷۰
عالمی منظر نامہ	کیا ترکی کا نمونہ اسلامی انقلاب کے لیے مثالی نمونہ ہے؟	۷۲
	سائبیریا... روس کے زیرِ تسلط مسلم مقبوضہ خطہ	۷۸
افغان باقی کہسار باقی	ٹرمپ کی ”باجوگی“	۸۰
	تین دن میں عظیم فتوحات	۸۲
	مجاہدین کے کارگر ہتھیار	۸۳
افسانہ	مسافرانِ نیم شب	۸۵
	اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے	

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

نتیجہ خیز سفر ہو، یہ بازی سر بھی تو ہو!

۱۹۴۷ء کی دوسری ششماہی میں کراچی، لاہور، قصور، بہاولپور کے مضافات میں ہندوستان نے ہجرت کرنے والی اُس نسل نے پڑاؤ ڈالا جس نے "پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ" کے خواب کی تعبیر پانے کے لیے مصائب وآلام کی وہ تمام کٹھن ترین گھاٹیاں عبور کیں، جو انسانی حاشیۂ خیال میں آسکتی ہیں... الفاظ و کہاوتوں کی حد تک نہیں بلکہ حقیقی طور پر خون کے دریا پار کیے، لاشوں کی وادیاں پاٹیں، شیر خوار اور معصوم بچوں کا سکھوں کی کرپانوں اور بلوائی ہندوؤں کے نیزوں میں پرونا سہا، عفت وحیا میں گندھی بیٹیوں بہنوں کی عزتوں کو رسوائیوں کی چادر اوڑھا کر، بیسیوں ٹرینوں کے قطار اندر قطار ڈبوں میں بھرے کڑیل جوانوں کے بے گور و کفن جسدہائے خاکی کو اجتماعی قبروں میں دفنا کر... یہ نسل ارضِ وطن میں اُتری تھی کہ یہاں اُن کے لٹے پٹے وجود کو سنبھالا دینے کے لیے دین کے محافظ ہوں گے، چرکوں سے نڈھال و بے حال جسم کو شریعت کی ٹھنڈی چھاؤں میسر آئے گی، گھر بار عزت و آبرو لٹا آنے والے یہی ارمان ہی تو لائے تھے کہ اسلام کی عزت و سربلندی قائم کرنے واسطے ایک خطہ زمین ملا ہے جس پر اپنا سب کچھ لٹا دینا کچھ مہنگا سودا نہیں!

آج ۷۰ سال بیت گئے... وہ نسل معدوم ہو چکی، اگلی نسل کبر سنی کو پہنچ رہی اور اُس سے اگلی نسل جوانیوں کی دہلیز پر ہے... لیکن وہ خواب کیا ہوا؟ سچی بات ہے کہ وہ خواب 'محض ایک سراب ہی ثابت ہوا... نہ اس دھرتی پر گزشتہ ۷۰ سالوں سے دین کا نفاذ ہوا، نہ اسلامی نظامِ زندگی ایک دن کے لیے بھی اس ملک میں دیکھنا نصیب ہوا اور نہ شریعت کی حاکمیت و بالا دستی کی تمنائیں ہی حقیقت بن سکیں... سات دہائیوں میں اس ملک پر قابض ٹولے نے اللہ تعالیٰ سے پے در پے بدعہدیاں کیں... اِنہی بدعہدیوں کا نتیجہ اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے خیانت کا بھیانک انجام محض ۲۴ سالوں میں ہی بھگتنا پڑا جب سیاسی مداریوں اور فوجی جرنیلوں کی ملی بھگت سے آدھا ملک گنوا دیا گیا... اس کے بعد بھی تا حال رجوع الی اللہ اور اپنے مالک سے کیے گئے وعدے کی طرف پلٹنے کا خیال کسی کو نہیں آیا... اِن ستر سالوں میں جرنیلوں، سیاست دانوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور بیوروکریسی نے مل کر اس قوم کو جتنا اور جس قدر چاہا لوٹا، نوچا اور کھایا... یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے... یہ سارا شیطانی کھیل جو اس ملک کے مسلمانوں کی بوٹیاں نوچنے اور ہڈیاں چچوڑنے کے لیے کھیلا جا رہا ہے' اس میں فوجی جرنیل "ڈرائیورنگ سیٹ" پر ہمیشہ سے براجمان رہے ہیں اور اب بھی ہیں... جب کہ سیاست دانوں سمیت باقی تمام ظالم طبقات 'جرنیلی ٹولے کے ہاتھوں پتلی تماشے کی طرح استعمال ہوئے ہیں... ایوب خان سے لے کر قمر باجوہ تک تمام ہی جرنیلوں نے اس ملک پر حقیقی معنوں میں حکومت کی ہے، کسی نے بالواسطہ اور کسی نے بلاواسطہ! اور سیاست دانوں کا معاملہ ہمیشہ یہی رہا کہ یہ جرنیلی ٹولے کے ہاتھوں میں کھلونے کے طور پر ہی رہے... یہی وجہ ہے کہ سیاست دانوں کی کرپشن پر بھی بات ہوتی ہے، ان کی بدعنوانیاں بھی زیرِ بحث آتی ہے، ان کے خلاف ہر قسم کی چارج شیٹ بھی تیار ہوتی ہے اور اِنہیں عدالتوں میں بھی گھسیٹا جاتا اور "انصاف" کی نذر کیا جاتا ہے... بلاشبہ اس ملک کے عوام کے استحصال اور اُنہیں اُن کی اصل منزل یعنی نفاذِ شریعت سے دور رکھنے کے جرم میں سیاست دانوں کا بھی مسلّم کردار ہے... اور ان کے جرائم کی فہرست بھی بہت ہی طویل ہے... لیکن اس حقیقت سے انکار کرنے کی کوئی بھی جراَت نہیں کر سکتا کہ سیاسی قیادت کی تمام خیانتیں، بدعنوانیاں، اقربا پروریاں اور لوٹ کھسوٹ اپنی جگہ لیکن یہ سب جرنیلوں کے جرائم کا چند فیصدی بھی نہیں ہیں...

نواز شریف نے ہر ممکن حد تک جرنیلی مافیا کے عزائم کی تکمیل کے لیے خود کو وقف کیا، لادینیت کے فروغ اور اسلام دشمنی میں سیاست دان بھی کچھ کم نہیں لیکن اصل حاکم چونکہ فوجی جنتا ہی ہے اس لیے یہی وہ سرغنے ہیں جو پردے کے پیچھے بیٹھ کر کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں الحاد، سیکولرازم اور لادینیت کے نفاذ میں جُتے ہوئے ہیں... نواز شریف بھی اِن کا مہرہ ہے، "مسٹر ٹین پرسنٹ" زرداری بھی اِنہی "ہنڈرڈ پرسنٹ" والوں کو رام کرنے والا ہے، عمران خان اور دیگر سیاسی جماعتیں بھی اِنہی کے چرنوں میں بیٹھ کر اقتدار کے ایوانوں کی زینت بننا چاہتی ہیں... لیکن اِن میں سے فوج کے لیے صرف وہی قابل قبول ہے اور صرف اُسے ہی مسلمانوں کے چوسے ہوئے خون سے حصہ دینا منظور ہے جو جرنیلوں کو آنکھیں نہ دکھائے اور خاموشی سے اپنی "تنخواہ" پر کام کرتا رہے... قرارِ دادِ مقاصد کی صورت میں دستورِ پاکستان کے ابتدائیہ میں تو لکھ دیا گیا کہ "حاکمیتِ اعلیٰ اللہ کے لیے ہو گی"، لیکن اصلاً یہاں حاکمیتِ اعلیٰ فوجی جرنیلوں کے لیے مختص ہے اور وہ اس حاکمیت میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں حصہ دیتے ہیں... وہ بھی صرف اس صورت میں کہ اپنے کل پرزے نہیں نکالے گا اور زرداری کی طرح شترِ بے مہار فوج کی حاکمیت کو تسلیم کیے رہے گا... نواز شریف بھی اسی شرط پر لایا

گیا تھا اور اپنے تئیں اُس نے جرنیلوں کی ہر مرضی پوری کی... ضربِ کذب سے لے کر ردالفساد تک فوج کی ہر جہاد اور اسلام دشمن کارروائی کو own کیا، ملک بھر میں خفیہ ایجنسیوں کے ٹارچر سیلوں سے نکال نکال کر شہید کیے جانے والے مظلوم قیدی مجاہدین اور اسلام پسندوں کی شہادتوں کا ''کریڈٹ'' لیا، مشرف جیسے قومی مجرم کو فوجی دباؤ پر فرار کروایا، ملکی خزانے کو فوجی مہمات کے لیے وقف کر دیا کہ فوجی جرنیل جس وقت چاہتے وزیر خزانہ کو جی ایچ کیو طلب کر کے ''آپریشن فنڈ'' کے احکامات جاری کرتے، خارجہ پالیسی کلیتاً فوج کے حوالے کیے رکھی حتیٰ کہ پچھلے چار سالوں میں ملک کا کوئی وزیر خارجہ تک نامزد نہیں کیا گیا اور وزارت خارجہ کے تمام چھوٹے امور 'دفاعی اتاشی' اور بڑے امور خود فوجی جرنیل نمٹاتے رہے، خارجہ پالیسی کے تمام معاملات کو وضع کرنے، چلانے اور آگے بڑھانے کے لیے آرمی چیف ہی ''وزیر خارجہ'' کا کردار ادا کرتا رہا[اس ضمن میں راحیل اور باجوہ کے غیر ملکی دوروں پر ایک نظر ڈال لی جائے، نیز اس عرصہ میں تمام بیرونی ممالک سے آئے سرکاری وفود اور حکمرانوں کی جی ایچ کیو آمد و رفت کی رودادیں اور خبریں بھی دیکھ لی جائیں]... لیکن اس سب کے باوجود نواز کو بالآخر ججوں کے کندھے پر بندوق رکھ کر نکال باہر کیا گیا... اس تمام صورت حال میں بہت سارے اسباق کے ساتھ کچھ سبق مذہبی جماعتوں کے لیے بھی ہیں... کہ نواز جیسا سیکولر خیال تابعدار بھی جب ''مقررہ تنخواہ'' سے زیادہ پر پڑنے لگے تو ناقابل برداشت ہو جاتا ہے، ایسے میں یہ غریب مذہبی سیاسی قائدین 'جرنیلوں کی چاپلوسی کر کے اسلامی نظام نافذ کرنے کے منصوبے لیے بیٹھے ہیں!

مولانا ابو الکلام آزاد نے تقسیم ہند کے وقت تاریخی پیشین گوئی کی تھی کہ ''مسلم لیگ کی لیڈر شپ کے آب و گِل سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان اس طرح تقسیم ہوا تو پاکستان میں اسلام نہیں رہے گا اور ہندوستان میں مسلمان نہیں ہو گا''... یہ پیشین گوئی لفظ بلفظ سچی ثابت ہو رہی ہے... پاکستان کے احوال یہاں کے ہر فرد کے سامنے ہیں... جب کہ ہندوستان میں گاؤ رکھشا کے نام پر وشوا ہندو پریشد، راشٹریہ سیوک سنگھ اور بجرنگ دل کے بلوائی جہاں چاہتے ہیں مسلمانوں کی آبادیوں پر حملے کر کے برچھیوں، خنجروں اور آتشیں ہتھیاروں سے اہلِ اسلام کو تہہ تیغ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں... گویا اسلام اور مسلمان اس پورے خطے میں خطروں، آفتوں اور صدموں سے دوچار ہیں...

لیکن اس خطے کے پڑوس میں واقع سرزمین میں دین و شریعت کے جاں بازوں کا وہی کاررواں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی امید بن کر ابھر رہا ہے، جس کے راہی 'تاریخ اسلامی کے ہر مشکل اور کٹھن موڑ پر اسلامیانِ برصغیر کی نصرت اور مدد کے لیے پہاڑوں، دروں، صحراؤں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کر کے یہاں کے اہلِ ایمان کے لیے نجات دہندہ بن کر آتے رہے ہیں... جی ہاں! غزنوی، غوری، ابدالی اور سُوری کی سرزمین پر ہی اسلام کے بیٹوں نے کفار کے کیل کانٹوں اور اسلحہ کے انباروں سے لیس لشکروں کو قوتِ ایمانی کے بل بوتے پر مات دی ہے... اب عالمی کفر کا سردار بھی نیم دروں نیم بروں حالت میں ہی سہی لیکن اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکا ہے... ہبلِ عصر کی کمر افغانستان میں دوہری ہو چکی ہے... اسی لیے امریکی صدر اور اُس کی انتظامیہ اب بری طرح جھنجھلاہٹ کا شکار ہے... کبھی افغانستان میں مزید فوجیں بھیجنے کی بات کی جاتی ہے اور کبھی پینترا بدل کر مکمل انخلا کی تجاویز دی جاتی ہیں... کبھی کہا جاتا ہے کہ ''پاکستان کے بغیر افغانستان کی جنگ نہیں جیت سکتے'' اور کبھی پاکستان ہی کی ''کولیشن سپورٹ فنڈ'' قسط روک لی جاتی ہے اور ''ڈو مور'' کا چھانپڑ لگایا جاتا ہے... ٹرمپ 'وائٹ ہاؤس میں منعقدہ افغان سیکورٹی سے متعلق اجلاس میں وزیر دفاع جیمز میٹس اور چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف جوزف ڈنفورڈ پر چیختا ہے کہ ''اس جنگ کا خاتمہ کیسے ہو گا؟ ہم جیت نہیں رہے، افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ جان نکلسن کو برطرف کرنے کا سوچو''... جب کہ برطانوی اخبار گارڈین اپنی ۳ر اگست کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ''افغانستان میں طالبان نا صرف حکومت اور امریکہ سے جیت رہے ہیں بلکہ لوگوں کے دل و دماغ بھی فتح کر رہے ہیں۔ افغان حکومت کا کنٹرول صرف صوبائی صدر مقامات تک محدود ہے جب کہ پورے افغانستان میں طالبان عملی طور پر حکومت کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان عوام اب کٹھ پتلی حکومت اور امریکہ کے جمہوریت اور انسانی حقوق جیسے کھوکھلے نعروں پر یقین نہیں رکھتے اور امریکہ افغان جنگ مکمل طور پر ہار چکا ہے''... اسی طرح امریکہ کی خصوصی ایلچی برائے افغانستان و پاکستان ایلس ویلز اگست کے ابتدائی ایام میں پاکستان کے دورے پر آئی اور اُس نے واپسی پر ٹرمپ انتظامیہ کو سفارشات پیش کی ہیں کہ ''افغان جنگ کا حل طاقت کے استعمال کے بجائے مذاکرات سے نکالا جائے''...

یہ کفر کے اماموں کی حالت ہے اور اِن کے مقابل مجاہدین امارت اسلامیہ کا ایمان، حوصلے، توکل اور ہمت دیکھنے لائق ہے! امارت اسلامیہ کے مجاہدین نا صرف افغان کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور حکومتی عہدے داروں کو اپنے نشانوں پر رکھے ہوئے ہیں بلکہ امریکی اور صلیبی افواج کو بھی مسلسل شکار کر رہے ہیں... یہی وجہ ہے کہ ٹرمپ شیطان کا غصہ اور طیش بڑھتا جا رہا ہے... مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُسی کے فضل کی بدولت ۹ جولائی ۲۰۱۷ء سے ۱۰ر اگست ۲۰۱۷ء تک مختلف کارروائیوں 'جن میں فدائی عملیات، ریموٹ کنٹرول بم دھماکے، کمین، تعارض اور میزائل حملے شامل ہیں' میں ۴۵ سے زائد امریکی صلیبی فوجیوں کے تابوت امریکہ روانہ کیے... حالیہ مہینوں میں یہ سب

سے زیادہ امریکی ہلاکتیں ہیں، جنہوں نے امریکی انتظامیہ کو بری طرح خجالت وذلت کے گھونٹ پینے پر مجبور کیا ہے...ایسے میں امریکیوں کا غصہ اپنے غلاموں پر نکلنا فطری امر ہے جس کی پیش بندی کے لیے پاکستانی فوج کے سربراہ قمر باجوہ نے افغانستان میں قندوز کے محاذ پر مردار ہونے والے امریکی فوجیوں کی ہلاکت کی مذمت کی اورامریکہ سے ناصرف اظہار ہمدردی کیا بلکہ ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں اپنے کردار کو بخوبی نبھانے کا اعادہ بھی کیا...مرتدین اپنا کردار نبھائیں لیکن اِن کے آقا نہ پہلے اِن سے راضی ہوئے نہ ہی اب ہوں گے...جب کہ مجاہدین بھی اپنا کردار نبھارہے ہیں اور کیا ہی خوب نبھارہے ہیں!

امیر المومنین شیخ الحدیث ملاہبۃ اللہ نصرہ اللہ کے فرزندِ ارجمند حافظ خالد عبد الرحمن نے ۲۱جولائی کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں افغان فوج کے فوجی مرکز پر فدائی حملہ کیا۔ اے امت مسلمہ کے نوجوانو!یہاں دیکھو!یہ ہے اصل قیادت!یہ ہے جہادی قیادت!یہ ہے امت کی قیادت!امیر المومنین نصرہ اللہ کے فرزند اوراُن کے تدریبی معسکر کے استاد سے متعلق یہ حقیقت بھی ملاحظہ کیجیے کہ شہید خالد عبد الرحمان اپنی فدائی باری کے انتظار میں شب وروز فدائیوں کے معسکر میں اپنی تربیت اور عبادات میں گزار رہے تھے۔اِسی دوران میں شیخ الحدیث ہبۃ اللہ کو امارت کی ذمہ داری سونپ دی گئی،تو معسکر کے ذمہ دار نے امیر المومنین کو خط لکھا اور خالد کی صلاحیتوں،جذبہ خدمت اور اخلاص کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ اس کی صلاحیتوں کے پیش نظر میری رائے ہے کہ اسے مستقبل میں کسی اہم ذمہ داری کے لیے فدائی عملیہ سے روک دیا جائے تو امیر المومنین نصرہ اللہ نے عجیب ایمان افروز جواب دیا اور فرمایا:''مجھے اللہ رب العزت اور ان جوانوں سے شرم آتی ہے کہ کل کو میں انہیں کیا منہ دکھاؤں گا جو اپنی خوب صورت جوانیاں اوراپنا مستقبل اللہ کی راہ میں اپنا قربان کرکے لٹارہے ہیں اور میں اپنے بیٹے کو مستقبل کی امارت کی لالچ میں ابھی سے انتظار میں بٹھا کر جان قربان کرنے سے روک دوں!ایسی رائے سے میں قطعی اتفاق نہیں کرتا''...اس ایمان افروز جواب کے ساتھ اپنے بیٹے کو فدائین کے معسکر سے واپس بلانے سے انکار کردیا...محاذوں پر موجود مجاہد بھائی بتاتے ہیں کہ ''مشاہدے میں آرہا ہے کہ امیر المومنین نصرہ اللہ کے بیٹے کی فدائی عملیہ نے مجاہدین میں ایک نیا جذبہ،نیا جوش،نیا ولولہ،نیا عزم،نیا اعتماد اوراپنی قیادت پر فخر پیدا کیا ہے...جس کے بعد ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر امریکہ اور اس کے پٹھوؤں پر جھپٹنے اور چھٹنے کو بے تاب نظر آرہا ہے...

امیر المومنین نصرہ اللہ کے فرزند کی یہ قربانی اوراُن کے والد گرامی کا یہ حوصلہ ہی تو جہاد اوراہل جہاد کا سرمایہ ہے!جہادی قیادت اوراُن کی اولاد کی جانب سے اگلے محاذوں پر جانے اور کفر سے براہ راست ٹکرا جانے کی یہ پہلی مثال نہیں ہے...بلکہ یہاں تو ایک طویل فہرست ہے اُن قائدین جہاد کی جو خود بھی شہید ہوئے اوراُن کے اہل خانہ اور بچے بھی کفر سے مقابلہ کرتے ہوئے جنت مکین ہوئے...شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ اوراُن کے بیٹے،شیخ اسامہ رحمہ اللہ اوراُن کے بیٹے،شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے اہل خانہ،شیخ جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے چار بیٹے،شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ اوراُن کے بیٹے،شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ اوراُن کے بیٹے،شیخ انورالعولقی رحمہ اللہ اوراُن کے اہل وعیال،شیخ ابوخباب المصری رحمہ اللہ اور اُن کے فرزند...غرض ایک لمبی فہرست ہے قائدین جہاد کی!جنہوں نے امت کو زبانی کلامی دعوتِ جہاد نہیں دی بلکہ اپنے عمل سے اس دعوت کی صدق وسچائی کو ثابت کیا اور اپنی نسلوں کو اس راہ میں وار کر جہادِ اسلامی کی زریں تاریخ رقم کی!

ان قائدینِ جہاد نے بتا دیا کہ ایمان،ہجرت،جہاد،ہمت،صبر،حوصلہ،نصرت،شہادتیں،فتوحات...یہ صاف اور سیدھا راستہ ہے،اسلام کے غلبے کا،شریعت کے نفاذ کا اور عزتوں اور ناموس کی حفاظت کا... اور مجاہدین کا قافلہ 'امیر المومنین ملاہبۃ اللہ نصرہ اللہ کی قیادت میں اسی راستے پر استقامت اور صبر سے قائم ہیں...اللہ کے اذن سے یہی جہادی کاررواں'برصغیر کے مسلمانوں کے لیے نجات کی راہیں ہموار کرے گا...یہی قافلہ 'مسلمانانِ برصغیر کو پاکستان کے اسلام بے زار اور بدعنوان سیاست دانوں،دین دشمن اور کفر کے آلہ کار جرنیلوں،بھارت کے گاؤ کھشاؤں اور مشرک ہندوؤں،بنگال کے سیکولر وملحد حکمرانوں اور برما کے بت پرست بُدھ درندوں کے جبر وستم کی گھٹن اور ظلم وجور کی تنگیوں سے نکال کر دین کی معطر بہاروں،شریعت کی پُر کیف ایمانی فضاؤں اوراسلام کی جہادی وروحانی کھلی فضاؤں میں لائے گا اوراُن کے لیے دنیا وآخرت کی فوز وفلاح کے راستے واضح بھی کرے گا اور آسان بھی،ان شاء اللہ!

☆☆☆☆☆

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

جنازہ کی تین قسمیں: دوستو! ایک دن انتقال ہونا ہے، کیوں بھائی! اس میں کسی کو شک ہے ؟جنازہ قبر میں اُترنا ہے یا کسی کو اس میں شک ہے ؟جنازہ جب اترے گا تو تین قسمیں ہو جائیں گی۔(۱) ایک رجسٹر کافروں کا ہو گا۔(۲) گناہ گار مسلمانوں کا۔اس کا نام ہے مسلمان فاسق، نافرمان مسلمان۔(۳) متقی مسلمان، مومن ولی اللہ۔

ان تین رجسٹروں کے علاوہ چوتھا نہیں ہو گا۔بتایئے آپ کس رجسٹر میں جانا چاہتے ہیں؟ کیونکہ دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا، ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا؟ آپ بتایئے کہ یہاں کوئی لوٹ کر آیا ہے؟ اس لیے دوستو! ایک ہی دفعہ جب آئے ہیں تو کیوں نہ ولی اللہ بن کر جائیں تاکہ وہاں جا کر بڑی عزت سے رہیں اور کیوں صاحب پردیس میں اگر کوئی رئیس ہے تو وطن میں بھنگی اور فقیر رہنا چاہتا ہے؟ جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہ اپنا دیس اور وطن ہے، ہر عقل مند آدمی اپنے وطن کی زندگی کا بناتا ہے۔

ایک بزرگ کی نصیحت: ایک بزرگ سے کسی نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت کر دیجیے۔فرمایا کہ دو جملوں میں پورا دین پیش دیتا ہوں۔اعمل فی الدنیا بقدر مقامك فیھا۔دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا یہاں رہنا ہے۔واعمل للآخرۃ بقدر مقامك فیھا۔آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔

بتایئے اس میں پورا دین ہے یا نہیں؟ اب اگر دونوں زندگی کا کوئی بیلنس نہ نکالے، ہر وقت کماتا رہے تو بتادوں وہ کیا بن جائے گا؟ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں ایک فیکٹری اور کھولنا چاہتا ہوں۔میں نے کہا جب زیادہ کمانا ہو گا تو پھر میرے پاس کم آنا ہو گا اور دین کمزور ہو جائے گا۔اتنا کماؤ جس سے عزت سے رہ لو اور جو دونوں زندگی کا بیلنس نہیں نکالتا اور رات دن دنیا میں پھنسا ہوا ہے تو بیلنس میں ایک لفظ بیل ہے یا نہیں بتاؤ؟ تو یہ سمجھ لو کہ یہ بیل ہے انسان نہیں ہے کہ وطن کو خراب کر رہا ہے اور چند روزہ تعمیر میں لگا ہوا ہے۔

خواجہ مجذوب صاحبؒ کا شعر: خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ میرے شیخ کے ساتھ لکھنؤ میں سفر کر رہے تھے تو لکھنؤ سجایا جا رہا تھا۔انگریزوں کی حکومت میں وائسرائے کی آمد پر سارا لکھنؤ سجایا گیا تو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت! ابھی ابھی ایک شعر بن گیا ہے

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

تو میں نے عرض کیا تھا کہ اطمینان اور چین کہاں ملتا ہے؟ الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دل کا اطمینان صرف میری ہی یاد سے ملے گا۔مگر یاد سے کیا مراد ہے؟

ذکر کی دو قسمیں: ذکر کی دو قسمیں ہیں: یادِ مثبت، یادِ منفی۔جب شریعت کا حکم ہو نماز کا تو نماز پڑھو، روزہ کا تو روزہ رکھو، زکوٰۃ کا تو زکوٰۃ دو، حج کا تو حج کرو۔اس کا نام ذکرِ مثبت ہے۔لیکن جب لڑکیاں سامنے آجائیں اب ذکر منفی کرنا پڑے گا۔یعنی ان کو نہ دیکھو، اس وقت نہ دیکھنا ذکر ہے ورنہ یہ ذکر نہیں کہ دیکھتے بھی رہو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی پڑھتے رہو۔ایسا لاحول خود ہمارے اوپر لاحول پڑھتا ہے۔اے مولانا! دیکھئے نا کیسی ٹانگ کھلی ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! گویا ٹانگ دیکھتے بھی جا رہے ہے اور اور شیطان ان کو ٹانگ بھی رہا ہے۔یہ کون سا لاحول ہے؟ پہلے نظر کو ہٹاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ میری نظر نے اگر ایک ذرہ حرام لذت حاصل کرلی ہے تو ہم اس سے معافی کے خواست گار ہیں۔توبہ سے کام بنے گا۔ایسے شہروں میں بغیر توبہ کے کوئی چارہ نہیں۔

علامہ اسفرائینی کی دعا: امام غزالی رحمہ اللہ کے استاد علامہ اسفرائینی نے سات چکر طواف کے بعد دعا کی کہ اے اللہ مجھے معصوم کر دیجیے، کبھی مجھ سے گناہ نہ ہو۔بیس برس تک یہ دعا مانگی۔ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ ایک دن طواف کر رہے تھے کعبہ سے آواز آئی اے اسفرائینی، استادِ غزالی! تو کیوں چاہتا ہے کہ مجھ سے کوئی خطا نہ ہو؟ میری محبوبیت کے دو دروازے ہیں۔

محبوبیت کے دو دروازے:

۱۔میں متقی بندوں کو محبوب رکھتا ہوں

۲۔ان اللہ یحب التوابین۔اور توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہوں۔

تو جب میں نے اپنی مقبولت کی دو کھڑکیاں بنائی ہیں تو تُو ایک ہی کھڑکی سے کیوں آنا چاہتا ہے؟ اگر تقویٰ کی کھڑکی سے نہیں آسکتا تو توبہ کی کھڑکی سے آجا۔یعنی خطا کرو تو نہیں لیکن اگر خطا ہو جائے تو دو رکعت توبہ کی پڑھ کر رونا شروع کر دو۔اتنا قرب بڑھے گا کہ جس کی حد نہیں۔ندامت اور توبہ سے وہ قرب ملتا ہے کہ فرشتوں کو بھی وہ قرب نصیب نہیں کیونکہ فرشتوں کو قربِ عبادت حاصل ہے لیکن انسانوں میں اولیاء اللہ کو دو قرب نصیب ہیں۔قربِ عبادت اور قربِ ندامت۔جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے!

اولیا کا مقام: ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیا کے ذکر کا اور اولیاء اللہ کا اتنا اونچا مقام ہے کہ فرشتے ان کا ذکر سننے آتے ہیں، گھیر لیتے ہیں۔گناہ گاروں کے ذکر کو سننے کے لیے فرشتے اپنا ذکر چھوڑ کر آتے ہیں۔کیوں صاحب! کسی کی دال روٹی پر کوئی بریانی والا آئے گا؟ ان کو ہمارا ذکر بریانی معلوم ہوتا ہے اور ہمارے ذکر کے مقابلے میں ان کو اپنا ذکر کم تر معلوم ہوتا ہے۔جس کی دو وجہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھی ہیں فتح الباری

شرح بخاری میں، کہ فرشتے یہ دیکھتے ہیں کہ یااللہ! یہ جتنے انسان مومن ہیں یہ بغیر دیکھے تجھ کو یاد کررہے ہیں اور ہم تجھ کو دیکھ کر یاد کررہے ہیں تو جو ذکر عالم شہادت کا ہوتا ہے اس سے ذکر عالمِ غیب کا افضل ہوتا ہے۔

آپ بتائیے کوئی کسی کو دیکھ کر محبت کررہا ہے اور ایک آدمی بغیر دیکھے ہی اسے یاد کر کے رو رہا ہے۔ ہم لوگوں نے کبھی اللہ کو دیکھا؟ نہیں! لیکن بتاؤ اللہ کو یاد کر کے روتے ہو یا نہیں؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! آپ نے کیسی مخلوق انسان بنائی ہے کہ جو بغیر دیکھے آپ کو یاد کررہی ہے۔ فدا ہورہے ہیں، شہید ہورہے ہیں، رو رہے ہیں، روزہ نماز کررہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کیسی مخلوق ہے کہ بیوی بچے ہیں اور تمام فکر آٹا چاول کی ہورہی ہے اور ہزاروں فکر کے باوجود اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ جب کہ ہمیں کوئی فکر نہیں لہٰذا ان کا ذکر افضل ہے ہمارے ذکر سے۔ اس لیے ہمارے ذکر کے وقت فرشتے ہمیں گھیر لیتے ہیں۔ جیسے اس وقت اللہ کا ذکر ہورہا ہے تو ان شاء اللہ فرشتوں نے ہمیں گھیر لیا ہے آسمان تک اور جب فرشتوں کا ماحول ملے گا تو ہمارے اندر فرشتوں کے اثرات نہیں آئیں گے؟ اس لیے بزرگوں نے نصیحت کی ہے کہ جہاں اللہ والے رہتے ہوں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہو وہاں جاؤ۔ ان شاء اللہ تمہاری اصلاح ہوجائے گی تمہارے اخلاق فرشتوں جیسے ہوجائیں گے کیونکہ فرشتوں میں رہو گے تو فرشتوں جیسے اخلاق آئیں گے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ ؒناظم مظاہر العلوم میرے شیخ کے استاد یہ شعر پڑھا کرتے تھے

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

اور ایک شعر اور پڑھتے تھے نظر کی حفاظت کے بارے میں چونکہ مولانا خود بھی بہت حسین اور عاشق مزاج تھے۔ عاشقوں کو بہت زیادہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے مگر ان کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے جس کا مجاہدہ قوی ہوتا ہے اس کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے۔ تو فرماتے ہیں

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں

اے اسعد! تم حسینوں کے عشق میں آرام تلاش کرتے ہو اور جنت کے مزے دوزخ میں تلاش کرتے ہو

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

آج نوے فی صد لوگ پاگل خانے میں اسی نظر کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔ چین سے رہنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ صرف اللہ کی یاد ہی سے تم کو چین ملے گا۔

اللہ کی یاد کی مثال: اللہ کی یاد کی مثال قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں دیتے ہیں کہ جیسے مچھلی پانی میں ہوتی ہے۔ الا بذکر اللہ میں جو با ہے یہ با معنی میں مصاحبت کے نہیں کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ چین ملتا ہے۔ بلکہ با معنی فی ہے کما ان السمکۃ تطمئن فی الماء جیسے مچھلی جب پانی میں ڈوب جاتی ہے کہ اوپر نیچے دائیں بائیں سب پانی ہو تب اس کو چین ملتا ہے۔ اگر مچھلی کا صرف ایک انچ سر پانی سے کھلا رہ جائے تو چین نہیں پائے گی۔

لہٰذا دوستو! جب ہم اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے، جب آنکھیں بھی ذاکر ہوں، کان بھی ذاکر ہوں، جسم کا کوئی عضو نافرمانی میں مبتلا نہ ہو تو سمجھ لیں کہ ذکر میں ڈوب گئے۔ اب دل کو اطمینانِ کامل نصیب ہوگا لیکن اگر آنکھیں بد نظری میں مبتلا ہیں تو اللہ کے قرب کے دریا سے خارج ہیں۔ ایک گناہ دل کو بے چین کردے گا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جیسے اہل یورپ، سوئٹزرلینڈ وغیرہ واٹر پروف گھڑیاں بناتے ہیں چاروں طرف پانی ہوتا ہے مگر گھڑی میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں گھستا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے ذاکرین کے دل کو پریشانی سے محفوظ رکھتے ہیں مگر ذاکرین سے مراد ذکر مثبت اور ذکر منفی والے ہیں یعنی جو اللہ کے احکام کی تعمیل بھی کرتے ہوں اور گناہ سے بھی بچتے ہوں۔ دونوں ضروری ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

ڈاکٹر مفتی احمد خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ماہ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ خصوصی فضیلت کا حامل ہے، اللہ رب العزت نے سورہ فجر میں کئی چیزوں کی قسم اٹھائی جن میں سے ایک "فجر" ہے، حضرت ابن عباس، مجاہد اور عکرمہ فرماتے ہیں: اس فجر سے مراد دس ذوالحجہ کی فجر ہے، دوسری چیز جس کی قسم اٹھائی گئی وہ "ولیالٍ عشر" ہے جس کے بارے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ذکر ہے "اتممناها بعشر" (اعراف: ۱۴۲)، کیوں کہ یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں"۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

"مذکورہ حدیث سے ذُوالحجہ کے پہلے عشرہ کا تمام دنوں میں افضل ہونا معلوم ہوا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی یہی دس راتیں ذی الحجہ کی مقرر کی گئی تھیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دنیا کے دنوں میں سب سے افضل ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دن ہیں"۔ (کشف الاستار)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ انے ارشاد فرمایا:

"کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں اِن (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب ہو اور پسندیدہ ہو"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے" (سب اللہ کے راستے میں قربان کردے، اور شہید ہو جائے یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے)۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے یہاں (ذوالحجہ کے) دس دنوں کی عبادت سے بڑھ کر عظیم اور محبوب تر کوئی عبادت نہیں لہٰذا ان میں "لاالہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ" کثرت سے پڑھا کرو۔ (احمد، بیہقی)

جب ذوالحجہ کا عشرہ آتا تو سعید بن جبیر رحمہ اللہ عبادات کے لئے وقف کر دیتے اور فرماتے:

"اس عشرے میں رات کو اپنے چراغ گل نہ کرو اور عبادات میں رات گزارو۔ (لطائف المعارف)

لہٰذا ان مبارک دنوں میں غیر ضروری تعلقات سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت بہت لگن اور توجہ کے ساتھ کرنی چاہئے اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا اور ذکر و فکر، تسبیح و تلاوت، صدقہ، خیرات اور نیک عمل میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا اور گناہوں سے بچنا چاہئے اور روزوں کا بھی جہاں تک ہو سکے، اہتمام کرنا چاہئے۔

سنن نسائی کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج رضی اللہ عنہن سے روایت ہے کہ

كَانَ يَصُومُ تِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالحج کے ۹ دن روزے رکھتے تھے"۔

۹ ذوالحجہ اور اس کے روزہ کے فضائل و مسائل:

۹ ذوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، اس دن میں حج کا سب سے بڑا رکن "وقوف عرفہ" ادا ہوتا ہے، اور اس دن بے شمار لوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا: اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کر کے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔

اللہ رب العزت نے قرآن میں "مشھود" کا لفظ فرما کر عرفہ کے دن کی قسم اٹھائی۔ (معارف القرآن للکاندھلوی: ۸/۴۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمام دنوں میں سب سے افضل دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے، اور یہ دن "شاہد" ہے اور "مشہود" عرفہ کا دن ہے اور "یومِ موعود" قیامت کا دن ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(عرفہ کے دن کے مقابلہ میں) کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، حق تعالیٰ شانہ (عرفات میں وقوف کرنے والوں سے خصوصی رحمت کے ساتھ) قریب ہوتے ہیں پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟" (مسلم)۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سال بھر میں مجھے کوئی روزہ عرفہ کے دن سے زیادہ محبوب نہیں"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

اس حدیث میں ۹ ذوالحجہ کے دن کے روزے کی بیش بہا فضیلت بیان کی گئی ہے۔ایک روایت میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ (یعنی ۹ ذوالحجہ) کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنا) ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔(مسلم، مسند احمد)

عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن کا حکم:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو وہ تو جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے"۔(ترمذی، مسلم، ابوداؤد)

☆... بال ناخن نہ کاٹنے کا حکم قربانی والے کے لیے ہے۔

☆... یہ مستحب ہے فرض واجب نہیں، لہٰذا کوئی اس کی رعایت نہ کر سکا تو بھی گنہگار نہ ہو گا۔

☆... عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

☆... اگر زیر ناف بالوں اور ناخنوں کو چالیس دن یا زیادہ ہو رہے ہوں تو یہ حکم نہیں، صفائی ضروری ہے۔

تکبیر تشریق:

تکبیرات تشریق یہ ہیں: " اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ "

☆... ۹ ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک پانچ دنوں میں تکبیر تشریق کی خاص تاکید اور فضیلت ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ

اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں۔(البقرۃ)

☆... ابن شہاب زہری فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب ایام تشریق کے دنوں میں تکبیر پڑھتے تھے"۔

☆... حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔"(کنز العمال)

☆... حضرت امام محمد سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"(ہمارے شیخ امام) ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہم نے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔(کتاب الآثار)

اسی وجہ سے ہمارے فقہا کے نزدیک تکبیر تشریق ۹ ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر تشریق کے مسائل:

☆... یہ تکبیر ہر فرض اور جمعہ کی نماز کے بعد مرد و عورت، مقیم و مسافر، حاجی و غیر حاجی، تنہا اور جماعت سے نماز پڑھنے والے ہر ایک پر واجب ہے، اور مسبوق ولاحق مقتدی پر بقیہ نماز سے فراغت پر تکبیر کہنا واجب ہے۔احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیرِ تشریق پڑھی جائے۔

☆... یہ تکبیر مرد درمیانی آواز سے اور عورت آہستہ پڑھے۔بہت سی خواتین اور مرد حضرات یہ تکبیر نہیں پڑھتے، حالانکہ اس کا پڑھنا واجب ہے۔اسی طرح بعض مرد حضرات آہستہ یا بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ دونوں باتیں قابل اصلاح ہیں۔

☆... فرض نماز کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ تکبیر پڑھنی چاہیے۔

☆... سلام کے فوراً بعد اگر کوئی یہ تکبیر پڑھنا بھول جائے تو اگر نماز کے خلاف کوئی کام مثلاً بات چیت نہیں کی اور یاد آ گیا تو تکبیر کہہ دینی چاہیے۔

☆... ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایام تشریق کے اندر ہی قضا کرے تو اس نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہنا واجب ہے، البتہ اگر ایام تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ان دنوں میں ادا کرے یا ایام تشریق کی فوت شدہ نماز ان دنوں کے گزر جانے بعد قضا کرے تو پھر تکبیر نہ کہے۔

☆... اگر کسی نماز کے بعد امام یہ تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً خود تکبیر کہہ دیں امام کے تکبیر کہنے کا انتظار نہ کریں۔

☆... ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا سنت کے خلاف ہے۔

☆... بقر عید کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہہ لینی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوعَلِمْتُمْ قَدْرَ رَحْمَةِ اللهِ لَاتَّكَلْتُمْ وَمَا عَمِلْتُمْ مِنْ عَمَلٍ

اگر تمہیں اللہ عزوجل کی رحمت کا اندازہ ہو جائے، اللہ کی رحمت کی مقدار کا پتہ چل جائے تو تم اُس پر بھروسہ کر بیٹھو اور عمل کرنا چھوڑ دو، اُسی پر اعتماد کر بیٹھو اور عمل کرنا چھوڑ دو

وَلَوْعَلِمْتُمْ قَدْرَ غَضَبِهِ مَا نَفَعَكُمْ شَيْءٌ

اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا اندازہ ہو جائے تو، اُس کی مقدار کا اندازہ ہو جائے تو تم یوں سمجھو کہ تمہیں کوئی عمل بھی نفع نہیں دے گا۔

تمہیں اپنا ہر عمل بے فائدہ لگے، اُس کے غضب کی مقدار کو دیکھتے ہوئے۔

یہ مسند البزار اور ابن ابی الدنیا کی روایت ہے، صحیح روایت ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ایمانیات کا ایک اساسی باب، ایک اساسی جز معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایمان 'خوف اور رجا، خوف اور امید ہے درمیان کی کیفیت کا نام ہے۔ جیسے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس طرح پرندے کے دو پر ہوتے ہیں، اسی طرح ایمان کے بھی یہ دو پر ہیں... ایک خوف اور ایک امید... ان میں سے کوئی ایک بھی کٹ جائے تو پرندہ گر جائے گا، پرواز نہیں کر سکے گا، نہیں باقی رہ سکے گا"۔

تو یہی معاملہ ایمان کا ہے کہ انسان پر کوئی ایک پہلو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حوالے سے غالب آجائے... محض خوف میں مبتلا ہو، محض غضب پر نگاہ ہو تو شیطان اُس کو مایوسی کی طرف لے جاتا ہے اور انسان کو یہ پٹی پڑھاتا ہے کہ اب تمہارے گناہ اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ معافی کا کوئی امکان نہیں بچا اور اب تو سزا ہی کے مستحق ہو... تو مایوس کر کے بے عملی کے اندر اس کو مزید بڑھاتا ہے، انسان کو یہ سبق دیتا ہے چونکہ اب کوئی حل نہیں بچا اس لئے گناہوں میں آگے بڑھتے جاؤ اور برائیوں میں آگے بڑھتے جاؤ، اب تم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے، اب گناہوں سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے... اس کے برعکس اگر انسان صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھے اور غضب کو بھول جائے، غضب کی شدت کو بھول جائے، تب بھی شیطان اسی رستے پر ڈالتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ جو بھی گناہ کرو گے بالآخر تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دینا ہے، اس لیے کہ اللہ رحیم وکریم رب ہے۔ اِس لئے انسان بے خوف ہو جاتا ہے اور بے خوف ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

تو اگر یہ دونوں چیزوں پر نگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھی اور غضب پر بھی اور جب انسان پر بے خوفی طاری ہو تو اللہ تعالیٰ کا غضب یاد کرے اور جب انسان پر مایوسی طاری ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت یاد کرے... یہ پورا ایمان کا سفر خیریت سے کٹ جاتا ہے۔

اِن دونوں چیزوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی جنتیں 'زمین وآسمان زیادہ وسعتوں کی حامل ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں... اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:۔

مَّا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا

"اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرنے والے ہو اور ایمان لانے والو ہو"۔

اللہ تعالیٰ کو دینے میں کوئی کمی نہیں ہے اور کوئی قلت نہیں ہے لیکن جس طرح یہ جنّت اتنی وسیع ہے... اسی طرح وہ جہنم بھی، جو اللہ تعالیٰ نے تیار کی ہے وہ بھی اتنی وسیع ہے کہ اُس کے کنارے سے ایک پتھر لڑھکایا جائے تو ستّر ہزار سال بعد جاکر جہنم کی تہہ سے ٹکراتا ہے۔ اور وہ جہنم بھی ایک دن میں بھر جائے گی اور پوچھے گی کہ "ھل من مزید" کیا ہے کوئی اور بھی جس کو اس کے اندر ڈالنا ہے؟ ان دونوں چیزوں کے اوپر انسان کی نگاہ ہو... جنّت کی وسعت پر بھی اور جہنم کی شدّت پر بھی... اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے غضب پر بھی... وہی رب جو ایک کتّے کو پانی پلانے پر بخش دیتا ہے، وہی ایک بلی کو باندھنے پر جہنم میں ڈال دیتا ہے... تو چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو بھی انسان حقیر نہ سمجھے، چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی ہلکا نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اُمید، دونوں کو ساتھ رکھتے رکھتے اپنا سفر کاٹے... تو جب بھی مایوسی آئے تو یہ آیتیں اپنے سامنے لے کر آئے جہاں اللہ تعالیٰ توبہ کی طرف قرآن میں بار بار دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

"سچی توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر کے پلٹ آؤ"۔

تُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

"اے ایمان والو! سب کے سب توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ آؤ تاکہ تم فلاح پانے والے بن جاؤ"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے"۔

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

لائحہ عمل

جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وذریتہ ومن تبعھم بإحسان إلیٰ یوم الدین وبعد!

پہلی بات!

ظلم، فساد اور فتنوں کی جو سیاہ رات آج ہر طرف چھائی ہوئی ہے، اس کا خاتمہ اللہ ربّ العالمین نے جہاد فی سبیل اللہ میں رکھا ہے۔ یہ جہاد اہم ترین فرض بھی ہے اور عصرِ حاضر کی پکار بھی۔ پھر یہ بھی ایک واضح امر ہے کہ جہاد کا ایک ہدف کفر کا زور توڑنا اور شریعت کا نفاذ ہے تو ساتھ ہی دوسرا اہم مقصد مسلمانوں کی ہدایت، حفاظت اور ان کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں مقاصد شریعت کی نظر میں ضروری بھی ہیں اور لازم وملزوم بھی، کسی ایک میں بھی کوتاہی پر دوسرے ہدف کی سمت پیش رفت ناممکن ہو جاتی ہے۔ موجودہ حالات کے پیشِ نظر آج اس خطے میں پہلے سے کہیں زیادہ ایسی جہادی تحریک کی ضرورت ہے جو مذکورہ دونوں اہداف کو برابر اہمیت کے ساتھ نگاہوں میں رکھ کر آگے بڑھے۔ ایسی تحریک بلاشبہ مسلمانانِ برصغیر کے لیے رحمت وبرکت کا باعث ہوگی اور ظلم وفساد کی اس سیاہ رات کو شریعت کی پرنور صبح میں تبدیل کرنے کا بھی ذریعہ بنے گی، ان شاء اللہ۔ پس ہر مجاہد اور جہادی جماعت کا شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تمام تر جہادی سرگرمیوں کا محور مذکورہ بالا مقاصد کو رکھے۔ یہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے جہاد کا عملی طریقۂ کار کیا ہونا چاہیے؟ جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا یہ 'لائحۂ عمل' اس طریقۂ کار کو واضح کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ہم یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاد اجتماعی عبادت ہے اور اس میں ایک فرد یا جماعت کے افعال خاص اُس فرد یا جماعت تک محدود نہیں رہتے ہیں بلکہ وہ میدان میں برسرِپیکار تمام مجاہدین اور پوری امت کو متاثر کرتے ہیں، اس لیے ہم جہاں اپنی جماعت سے منسلک مجاہدین کو پیش کردہ لائحے کا مکمل پابند بناتے ہیں وہاں دیگر برادر جماعتوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ آیئے سب مل کر مقاصدِ جہاد کی تکمیل کے لیے اپنی شرعی ذمہ داریاں ادا کریں، اس مبارک عمل میں ایک دوسرے کے معاون بنیں اور ایسے تمام امور کا سدِباب بھی ہم مل کر کریں جو اس پورے خطے کی جہادی تحریک کو نقصان دینے والے ہوں۔ اگر ہم نے صدقِ دل کے ساتھ یہ اجتماعی ذمہ داری نبھائی تو بلاشبہ ہمارا یہ جہادی سفر اللہ کی رضا کا موجب بھی ہوگا اور اس خطے میں امت مظلومہ کی نصرت، مسلمانوں کی ہدایت اور نظامِ کفر کے خاتمہ پر بھی منتج ہوگا، ان شاء اللہ۔

لائحۂ عمل کا تعارف

جماعت 'قاعدۃ الجہاد برصغیر'، جماعت 'قاعدۃ الجہاد' (المعروف بہ القاعدہ) کی ایک شاخ ہے جس کی تاسیس سال ۱۴۳۵ھ میں ہوئی۔ جماعت کی ابتداء میں زیادہ تر وہ مجموعات اس میں ضم کیے گئے جو عرصہ دراز سے جماعت قاعدۃ الجہاد کے تحت یہاں مصروفِ جہاد تھے۔ یہ جماعت مرکزی جماعت قاعدۃ الجہاد کے امیر کی اطاعت میں ہے۔ اس کا دائرۂ کار برما سمیت برصغیر کا مکمل خطہ ہے جس میں خاص طور پر تین بڑے ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش شامل ہیں۔ اپنی ابتدا سے یہ جماعت، جماعتِ قاعدۃ الجہاد کی عمومی ہدایات کے مطابق برسرِ جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا لائحۂ عمل جاری کیا جا رہا ہے۔

اس لائحہ کی تیاری میں جماعت قاعدۃ الجہاد کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی جانب سے جاری کردہ 'جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات' [توجیھات عامۃ للعمل الجہادی] بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح دیگر علمائے جہاد کے فتاویٰ اور نصف صدی سے زائد کے طویل جہادی تجارب سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اس لائحے میں اصولی امور کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے انتظامی نوعیت کے امور بھی شامل کیے گئے ہیں جن میں حسبِ ضرورت تبدیلی ممکن ہے۔ یہ تبدیلی امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر، جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کی شوریٰ کی موافقت سے کر سکتے ہیں۔ جماعت سے منسلک ہر فرد اس لائحۂ عمل کے مطابق کام کرنے کا پابند ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں امیر جماعت اور جماعت کی شوریٰ احتساب کا حق رکھتے ہیں۔

لائحہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی وضاحت

جماعت: اس اصطلاح سے مراد جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر ہے جسے مختصراً 'القاعدہ برصغیر' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جہاں جماعت کے ساتھ **امیر، نائب اور شوریٰ** کی اضافت ہے تو اس سے مراد **جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے امیر، نائب اور شوریٰ** ہیں۔

لجنہ شرعیہ: اس سے مراد جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا وہ شعبہ ہے جو علمائے کرام پر مشتمل ہے اور جس کی ذمہ داری شرعی امور میں رہنمائی ہے۔

لائحۂ عمل کا مقصد

لائحے کی اشاعت کے درج ذیل بڑے مقاصد ہیں:

- جماعت سے منسلک مجاہدین کے سامنے دائرۂ عمل رکھنا، انہیں غیر شرعی کارروائیوں سے روکنا اور ایسے اہداف کو نشانہ بنانے سے بھی انہیں باز رکھنا جو شرعاً تو جائز ہوں مگر تحریکِ جہاد کے لیے نقصان دہ یا غیر مفید ہوں۔
- میدانِ جہاد میں موجود تمام مجاہدین کو اہداف کے چناؤ اور طریقۂ کار میں یک جہتی ،یکسانیت اور وحدتِ عمل کی پُر خلوص دعوت دینا۔
- عوام کو اپنے مقاصد و طریقۂ کار سے آگاہ کر کے انہیں دعوتِ جہاد دینا۔

پہلا باب: جماعت کے مقاصد

1. عبادت سے لے کر حاکمیت تک کو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کرنے کی دعوت دینا۔
2. شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کو نافذ کرنے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی سعی کرنا (امارت اسلامی افغانستان کی تقویت و دفاع اسی مقصد کا حصہ ہے)۔
3. تمام مقبوضہ اسلامی سرزمینوں اور بیت المقدس سمیت تمام اسلامی مقدسات کو کفار کے تسلط سے آزادی دلانا۔
4. ظلم، حق تلفی اور استحصال کا راستہ روکنا اور ایسا اسلامی معاشرہ قائم کرنا جہاں امن و امان، عدل اور خیر کا بول بالا ہو۔
5. مسلمانوں کے دین، عزت، جان اور مال کی حفاظت اور دفاع کرنا۔ نیز پوری دنیا کے مظلوموں کی مدد کرنا۔
6. کفار اور طواغیت کی جیلوں میں قید مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو رہائی دلوانا۔
7. امت کے وسائل کو غاصب قوتوں سے بازیاب کرانا اور مسلمان عوام میں عادلانہ تقسیم کرنا۔
8. وطن، قوم اور لسانیت کے بت توڑ کر اخوتِ ایمانی کو فروغ دینا اور ایک امت کا تصور بیدار کرنا۔
9. اللہ کی جنتوں کا حصول... جسے اللہ رب العزت نے راہِ جہاد پر استقامت کے ساتھ جوڑا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ”بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں، اور نہ انھیں جانچ کر دیکھا ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔“ (سورۃ آلِ عمران: ۱۴۲)

دوسرا باب: جماعت کے چند بنیادی اہم اصول

1. جماعت عالمی کفریہ نظام کے خاتمے اور نفاذِ شریعت کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کو فرض سمجھتی ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتی۔
2. جماعت نفاذِ شریعت کے لیے دعوت و قتال کو لازم و ملزوم گردانتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی تقویت و ترقی کا باعث ہوں۔
3. فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں جماعت خود کو شریعت کے ان واضح اصولوں کا پابند سمجھتی ہے جنھیں سلفِ صالحین نے قرآن و سنت کی روشنی میں مدون کیا ہے۔
   a. چنانچہ جماعت شریعت کے دشمنوں کو مارنے، ان سے جنگ کرنے یا ان کے اموال غنیمت بنانے میں شریعت کے واضح اور مسلّمہ دلائل کو بنیاد بناتی ہے نہ کہ بے جا تاویلات اور مبہم عبارات کو۔
   b. جماعت عین میدانِ جنگ میں بھی اپنے سے منسلک مجاہدین کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں گے اور بودی اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر کسی بھی مشتبہ امر سے گریز کریں گے۔ چنانچہ کسی شخص کی جان یا مال مشتبہ ہو جانے کی صورت میں جماعت اپنے سے منسلک مجاہدین کو فقہائے امت کے بیان کردہ مسلّمہ اصولوں کی پابندی کا امر کرتی ہے۔
4. جماعت ہر اس ہدف کو نشانہ بنانے اور قتل کرنے سے روکتی ہے جس کو مارنا شرعاً تو جائز ہو مگر اس ہدف کو نشانہ بنانے یا قتل کرنے سے مرتب ہونے والے نتائج جہاد کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچائیں، نیز ایسی کارروائیوں سے بھی جماعت روکتی ہے جو مسلمان عوام کی سمجھ سے بالاتر ہوں اور انہیں جہاد سے متنفر کرنے والی ہوں۔
5. جماعت ہر اس طریقے سے اموال لینے پر پابندی لگاتی ہے جس کی وجہ سے جہاد اور مجاہدین بدنام ہوتے ہیں۔

a. جماعت کسی ایسے کافر سے مال لینے پر بھی پابندی لگاتی ہے جس کا پیسہ لینا شرعاً تو جائز ہو لیکن وہ غریب اور طبقاتی طور پر مظلوم ہو۔ جس کی وجہ سے اسلام اور جہاد کا چہرہ مسخ ہونے کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد غریب و نادار اور مظلوموں کو مقتدر طبقے کے ظلم سے نجات دلا کر اسلام کی چھاؤں میں لانا ہے۔

b. چنانچہ جماعت غنائم کے سلسلے میں واضح اہداف متعین کرتی ہے جن کا مال لینے میں کسی کو شک و شبہ نہ ہو۔

6. اسی طرح کسی بھی کلمہ گو کی تکفیر کرنے، اس سے جنگ کرنے، اس کو قتل کرنے میں جماعت خود کو 'اہل السنۃ والجماعۃ' کے واضح اور مسلّمہ اصولوں کا پابند سمجھتی ہے، اور ہر ایسی ناحق تاویل سے خود کو بچاتی ہے جو شرعی اعتدال کے راستے سے ہٹاتی ہو۔ نیز جماعت عام ساتھیوں کو ان نازک موضوعات پر بات کرنے سے روکتی بھی ہے اور ان معاملات میں انہیں جید علماء کا پابند بناتی ہے۔

7. جماعت شرعی مسائل میں خطے کے اہل حق علماء سے رجوع کرتی ہے اور اُن تمام معاصر علماء سے استفادہ بھی ضروری سمجھتی ہے جن کا تقویٰ، علم اور تجربہ مسلّم ہے۔

8. جماعت کی پالیسی ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس ظالم کفریہ نظام کے خلاف جنگ پر صرف کرتی ہے اور اس کے علاوہ جانبی لڑائیوں میں الجھنے سے خود کو بچاتی ہے۔

9. جماعت جن اہداف پر کام کرتی ہے انھیں اعلانیہ قبول کرتی ہے اور جنھیں ہدف بنانا غلط سمجھتی ہے ان کا اعلان اس لائحہ میں کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کبھی خطاء ہو جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے اس کی معافی مانگے گی اور قوم کے سامنے بھی اس کا اعتراف کر کے تلافی کی کوشش کرے گی، اس لیے کہ آخرت کی پکڑ دنیا کی پکڑ سے کہیں زیادہ ہے۔

10. محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ ہی کے وقت سے القاعدہ اپنی کارروائیوں میں حکمتِ عملی پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ چنانچہ ہدف کو نشانہ بنانے میں جگہ کا انتخاب، وقت اور موقع و مناسبت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنی حکمتِ عملی کم وسائل کی مدد سے بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرنے کی بنیاد پر مرتب کرتے ہیں۔

تیسرا باب: امارت اسلامیہ افغانستان سے تعلق

1. جماعت قاعدۃ الجہاد کے بانی شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد اس بیعت کی تجدید کی، اور امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ کے بعد امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اور آپ کے بعد امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

2. جماعت کے امیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے بھی شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے واسطے سے امارت اسلامیہ افغانستان کے موجودہ امیر، عالی قدر امیر المومنین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ہبۃ اللہ اخوندزادہ نصرہ اللہ کی بھی بیعت کی ہے اور القاعدہ برصغیر اس بیعت کے تحت برصغیر میں نفاذِ شریعت کے لیے کوشاں ہے۔

3. جماعت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد امارت اسلامیہ افغانستان کی تقویت، دفاع اور استحکام ہے۔ اس مقصد کے لیے جہاں جماعت افغانستان سے باہر امارتِ اسلامیہ کے دشمنوں سے برسرِ پیکار ہے وہاں جماعت افغانستان کے اندر بھی امارت کے شانہ بشانہ قتال میں شریک ہے اور مسلمانانِ برصغیر کو امارت اسلامیہ کی بیعت اور نصرت کی دعوت دیتی ہے۔

چوتھا باب: مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل اور ان سے متعلق ضوابط

1. مسلمان عوام ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو ہم خود پر عائد فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی عزت، جان اور ان کے گناہ گاروں تک کے اموال ہم اپنے لیے حرام سمجھتے ہیں اور انہیں ان کے حقوق کی ادائیگی کی مکمل یقین دہانی کراتے ہیں۔

2. ہم یا ہم سے منسلک کسی ساتھی سے خدانخواستہ اگر کسی بھی مسلمان کے حق میں کوئی زیادتی واقع ہو جائے تو ہم خود کو شرعی محاکمے کا پابند سمجھتے ہیں۔

3. مسلمانانِ برصغیر کا حکومتی اور غیر حکومتی مظالم سے دفاع ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور مجاہدین کو یہ ذمہ داری حسبِ استطاعت نبھانے کی تلقین کرتے ہیں۔

4. مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا تعلق محبت و بھائی چارگی کا ہے۔ہم دعوت واصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعے انہیں دین کی طرف راغب کرنے، ان میں موجود غیر شرعی امور کی اصلاح کرنے اورانہیں قافلۂ جہاد میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
5. چونکہ علماء ہی اس امت کی اصل قیادت ہیں، انہی کے ذریعے معاشروں کی اصلاح، تعلیم وتربیت کا کام سرانجام پاتا ہے، چنانچہ ہم انہی کے گرد لوگوں کو جوڑ کر معاشرے میں علماء کی قدر واہمیت کو بڑھانا اور ان کے کردار کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔
6. تھانہ اور کچہری کے فسادی اور ظالمانہ نظام سے عوام کو کاٹنے اور انہیں مساجد اور دار الافتاء میں علمائے حق کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔
7. قبائل کو ظالمانہ کالے قوانین اور کفریہ جمہوری نظام سے نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے امن وانصاف والے نظام میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اس مقصد کے حصول کی خاطر قبائلی علماء اور عمائدین کو بہت اہم سمجھتے ہیں اور انہی کے ذریعہ قبائل میں اسلام کی بہاریں لانے کے طریقۂ کار کو مناسب خیال کرتے ہیں۔
8. جہاں کہیں اللہ ہمیں استطاعت دیں، مسلمانوں کے دینی ودنیاوی فائدے کے کاموں میں أحب الناس الی اللہ انفعهم للناس (اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو لوگوں کے لیے زیادہ نافع ہوں) کے اصول کے تحت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔
9. دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ہم حتی المقدور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خیال رکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو دین کے ساتھ جوڑا جاسکے اور اس کے نتیجے میں معروف عام ہو اور منکر کا راستہ روکا جاسکے۔
10. عوام میں سے کسی گروہ، قبیلہ یا جماعت کی طرف سے مجاہدین کے خلاف عملی جنگ میں شرکت کی صورت میں ہم خود کو درج ذیل اصولوں کا پابند کرتے ہیں:
   i. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع استعمال کرتے ہوئے انہیں جنگ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، کیونکہ جانبی لڑائیوں میں الجھنا کفریہ نظام کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
   ii. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع کے استعمال کے باوجود بھی یہ گروہ اگر عملی جنگ سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف صرف اتنی ہی قوت استعمال کی جائے کہ ان کے ظلم کو مجاہدین سے دور کیا جاسکے۔
   iii. مذکورہ گروہ کے خلاف قوت کے اس استعمال میں بھی مقاتلین اور غیر مقاتلین کا بھرپور خیال رکھا جائے۔نیز ان کے اموال واملاک کے بارے میں فیصلے کے لیے جماعت کی لجنۂ شرعیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

پانچواں باب: دشمن کی نوعیت اور عسکری کارروائیاں

ہم دشمن کی نوعیت اور اہداف کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

- حصہ اول: امارت اسلامیہ کے دفاع کے لیے افغانستان میں قتال
- حصہ دوم: پاکستان میں ہمارے عسکری اہداف
- حصہ سوم: بھارت، بنگلہ دیش اور اراکان (برما) میں دشمن واہداف

حصہ اول: امارت اسلامیہ کے دفاع کے لیے افغانستان میں قتال

جیسا کہ ابتدا میں ذکر ہو چکا کہ جماعت امارت اسلامیہ افغانستان کی تقویت ودفاع اپنے بنیادی مقاصد میں سے گردانتی ہے۔اسی تناظر میں افغانستان کی سرزمین پر جہاں عالم کفر کے شیاطین امریکہ کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف لڑ رہے ہیں، وہاں امارت اسلامیہ کی صورت میں رحمانی لشکر شریعت کے ان دشمنوں سے برسرپیکار ہے۔جماعت سے منسلک مجاہدین بھی امارت کے جھنڈے تلے میدان جہاد میں موجود ہیں اور شریعت کے دشمنوں کے خلاف جنگوں میں بھرپور شریک ہو رہے ہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ امارت اسلامیہ کے ہاتھوں امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کی شکست اس پورے خطے میں دینی قوتوں کی فتح پر منتج ہو گی، ان شاءاللہ۔

حصہ دوم: پاکستان میں ہمارے عسکری اہداف

واضح رہے کہ جماعت قاعدۃ الجہاد شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے دور سے ہی اسلام دشمنوں کے بارے میں قرآن کے اس اصول: فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ (کافروں کی قیادت سے جنگ کرو) کو بنیاد بناتی ہے، جنھیں شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے سانپ کے سر سے تعبیر کیا ہے۔چنانچہ ہر نوع کے دشمن کے بارے میں جماعت کی پہلی ترجیح اس کی اعلیٰ قیادت اور وہ دماغ ہوتے ہیں جن میں دین دشمنی کے منصوبے پنپتے ہیں۔اسی اصول کی رو سے پاکستان میں وہ قوتیں جماعت کا پہلا ہدف ہیں جو سانپ کے سر

امریکہ اور عالمی کفریہ قوتوں کی زیادہ چہیتی ہیں اور ہر دور میں عالمی قوتوں کے مفادات کے لیے مسلمانانِ پاکستان کے ساتھ دھوکہ کرتی رہی ہیں... کیونکہ مقامی سطح پر ان کی قوت توڑے بغیر مسلمانانِ پاکستان کو امریکہ اور عالمِ کفر کی غلامی سے نجات دلانا اور شریعت نافذ کرنا ایک خواب ہی رہے گا...

اس نظریے کے تحت جماعت کے اہداف ترجیحاتی طور پر درج ذیل ہیں:

1. پاکستان میں امریکی کافر باشندے اور ان کے واضح مفادات ہماری اولین ترجیح ہیں۔ اس لیے کہ:
   - i. امریکہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے والوں کی براہ راست مدد کرنے والا
   - ii. آزادیٔ بیت المقدس کے راستے میں بنیادی رکاوٹ
   - iii. عالمی نظامِ کفر کا سرغنہ اور
   - iv. اسلامی اور جہادی بیداری کے خلاف صف آراء مرکزی دشمن ہے۔
2. پاکستان میں دوسرے نمبر پر اُن کفریہ ممالک کے کافر کارندے ہدف ہیں جو اہل پاکستان کو لوٹتے ہوئے انہیں عالمی طاقتوں کا غلام بناتے ہیں، پاکستانی مسلمانوں کے قتلِ عام کے لیے فنڈ فراہم کرتے ہیں اور جو افغانستان سے کشمیر، شام اور فلسطین تک امت مسلمہ پر حملہ آور ہیں، مثلاً بھارت اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ جنگ مغربی ممالک۔
3. پاکستان پر مسلط ظالمانہ انگریزی نظام کے خلاف قتال ہماری اہم ترجیح ہے، اس لیے کہ:

– ظالمانہ سودی نظام سے نجات ممکن ہے نہ کشمیری اور ہندوستانی مظلوم مسلمانوں کی مدد کی جاسکتی ہے اور نہ ہی خطے میں شریعت کے نفاذ کا خواب پورا ہو سکتا ہے جب تک کہ پاکستان پر مسلط ظالمانہ نظام کے خلاف جہاد نہ ہو۔ پاکستانی ایجنسیوں کی خفیہ سازشوں اور فوج کی اعلانیہ جنگ کے مقابل اہلِ دین کے پاس ان سے لڑنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے ان دشمنوں کے خلاف جہاد ہی اصل میں غزوۂ ہند کا دروازہ ہے۔ برطانوی سامراج کی پاکستان پر مسلط کردہ یہ فوج شریعت کی اولین دشمن جبکہ امریکہ اور عالمی نظامِ کفر کی بہترین محافظ ہے، اس لیے اس فوج نے ہمیشہ عالمِ کفر کے مفاد کے لیے اسلامی تحریکوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ میں یہی فوج فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ امریکہ کے ہاتھوں امارت اسلامیہ افغانستان کا سقوط اسی کی معاونت کے سبب ممکن ہوا، نصرتِ جہاد اور شریعت کا مطالبہ کرنے کے جرم میں قبائل، سوات اور جامعہ حفصہؓ کی معصوم طالبات پر اسی فوج نے آگ و بارود برسایا، ہزاروں مسلمانوں کو دورانِ قید شہید کیا گیا، سینکڑوں کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ پس مجاہدین پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان ہی نہیں پورے خطے میں اسلامی تحریکات کی کامیابی کے لیے پاکستان پر مسلط نظام کے خلاف جہاد ضروری ہے۔

پس پاکستان میں مذکورہ بالا اہداف کے بعد ہمارے اہداف درج ذیل ہیں:

- i. **نفاذِ شریعت کے راستے میں رکاوٹ اور امریکی بالادستی قائم رکھنے والی ریاستی مسلح قوتیں... جو بالترتیب اہداف کی اہمیت کے لحاظ سے یہ ہیں:**
  - اَ. خفیہ ایجنسیوں بالخصوص آئی ایس آئی، ایم آئی، ایف آئی اے، سی آئی ڈی، آئی بی وغیرہ کے افسران اور اہلکار
  - ب. فوج (بری، فضائی، بحری اور ایف سی) کے اعلیٰ افسران
  - ت. قانون نافذ کرنے والے اداروں (رینجرز، سی ٹی ڈی، پولیس) کے اعلیٰ افسران
- ii. **وزراء اور وہ اعلیٰ بیوروکریٹ... جو براہِ راست اس امریکی جنگ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خلاف برسرِپیکار ہیں۔**
- iii. **ریٹائرڈ فوجی افسران اور وہ سابقہ حکمران جنہوں نے اسلام کے خلاف نفاذِ شریعت کی اس جنگ میں کھل کر حصہ لیا۔**
- iv. **گستاخانِ نبی**... ہمارے ماں باپ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان! اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اگر ہمیں اپنا سب کچھ بھی قربان کرنا پڑا تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے اور ہر قیمت پر اپنے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کریں گے۔
- v. **قیدی بھائی بہنوں کی رہائی کے لیے:**
  - اَ. جیلوں پر حملے
  - ب. آئی جی جیل خانہ جات، عسکری اداروں کے افسران اور مغربی ممالک کے شہریوں کا اغوا
- vi. خطے میں لادینیت کی ترویج کرنے والے ملحدین... کیونکہ اپنے معاشروں کو لادینیت سے بچانا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ البتہ اپنے منسلک مجاہد کو خود سے اس قسم کی کارروائی کی اجازت ہم نہیں دیتے بلکہ مرکزی ذمہ داروں سے اس میں اجازت لینا لازم ہے۔ جماعت ایسے معاملات میں اپنے آپ کو جید علمائے کرام سے فتاویٰ لینے کا پابند سمجھتی ہے اور پھر تمام مصالح و مفاسد دیکھ کر ہدف کے بارے میں فیصلہ دیتی ہے۔

vii. دینی طبقے کے دشمن اور قاتل... کیونکہ دینی طبقے اور علمائے حق کا دفاع ہم اپنی خصوصی ذمہ داریوں میں سے سمجھتے ہیں۔ البتہ یہاں بھی ہدف کے انتخاب میں امیر جماعت اور نائب امیر سے اجازت ضروری ہے۔

اہم تنبیہات:

1. عسکری اداروں کے تمام افراد ہمارے ہدف ہیں، یہ افراد جنگ کے علاقوں میں ہوں یا بیرکوں اور چھاؤنیوں میں، چھٹی پر آئے ہوئے افراد کو بھی استثناء حاصل نہیں، کیونکہ نفاذِ شریعت کے مقابل محارب ہونے اور کفریہ نظام کا محافظ ہونے کے اعتبار سے شرعاً ان سب کا حکم ایک ہے۔ الّا یہ کہ ان میں سے کوئی مجاہدین سے امان حاصل کیے ہوئے ہو۔
2. ہم سپاہی کے مقابلے میں افسران کے قتل کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ جو ہدف ایک افسر کو مارنے سے حاصل ہوتا ہو، اس کے لیے سو سپاہیوں کو نشانہ بنانے کی جگہ اسی ایک افسر کو نشانہ بنانے کی کوشش ہو گی، ان شاء اللہ۔ جتنا بڑا دشمن کا افسر ہو، اسے قتل کرنا ہماری اتنی ہی بڑی ترجیح ہے۔ حکومتی مسلح اداروں میں ایجنسیوں کے افسران کو نشانہ بنانا ہماری اولین ترجیح ہے، اس کے بعد فوج، ایف سی اور اینٹی ٹیررزم فورسز اور پھر رینجرز، پولیس، وغیرہ۔
3. جن سیاست دانوں اور افسروں نے عوام، مجاہدین اور دینی طبقوں کے اہل خانہ پر مظالم کیے ہیں انہیں ہدف بنانا بھی ترجیحات میں شامل ہے۔

حصہ سوم: بھارت، بنگلہ دیش اور اراکان (برما) میں اہداف:

1. بھارت و بنگلہ دیش میں بھارتی ریاست، امریکی و اسرائیلی اہداف کے بعد ہمارے اولین نشانے پر ہے، اس لیے کہ:
   - بھارتی ریاست کشمیر و بھارت میں مسلمانوں پر مظالم ڈھانے، ان کے گھر بار تباہ کرنے، ان کو طبقاتی طور پر کمزور کرنے اور ان کو جبراً ہندو بنانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اس کی واضح دلیل ہیں۔
   - لادینیت اور اسلام دشمنی کا فروغ اور دین دشمن عناصر کی سرپرستی بھارت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی کا غالب پہلو ہے۔ بنگلہ دیش، پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک میں بھارت کی اس پالیسی کا اثر واضح نظر آتا ہے۔
   - بھارت پورے خطے (کشمیر، بھارت، بنگلہ دیش اور برما) میں اسلامی و جہادی بیداری کے مقابل امریکہ، روس اور اسرائیل کا مضبوط حلیف ہے۔
   - بھارت بنگلہ دیش میں لادین حکومت اور لادین تحریکوں کا سب سے بڑا محافظ ہے اور گستاخانِ رسول و ملحدین کو ہر طرح کی امداد فراہم کرتا ہے۔
   - بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے پانی پر قبضہ، ان کی زراعت کو تباہ کرنے اور مسلمانانِ بنگال کی صنعت و تجارت پر قبضہ کرنے جیسے جرائم کا بھارت مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ ہمیشہ سے یہ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ بنگال اس کے غلام بن کر رہیں، تاریخ اس پر گواہ ہے۔
   - ریاستِ بھارت اسلامی ہندوستان کی تشکیل میں بنیادی رکاوٹ ہے۔ ہندوستان پر ایک ہزار سال تک اسلام کی حکمرانی رہی، اس لحاظ سے اس اسلامی سرزمین کو دوبارہ اسلام کے جھنڈے تلے لانا اور یہاں توحید کی حکمرانی قائم کرنا ہم پر شرعاً فرض ہے۔

چنانچہ بھارت و بنگلہ دیش میں ہمارے عسکری اہداف درج ذیل ہیں:

i. بھارتی ریاست کے وہ ادارے جو مسلم کش پالیسی کو تقسیم ہند سے جاری رکھے ہوئے ہیں، بالخصوص بھارتی پولیس، فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی قیادت۔

ii. ہندو فرقہ پرست تنظیموں کی وہ قیادت جو مساجد کو شہید کرنے، مسلمانوں کو قتل کرنے، ان کی املاک تباہ کرنے اور مسلمانوں کو جبراً ہندو بنانے میں ملوث ہے۔

iii. بھارتی فوج کے وہ افسران جن کے ہاتھ ہمارے کشمیری بھائیوں کے خون سے رنگین ہیں۔

iv. **گستاخانِ رسول**

2. برما میں برمی مسلمانوں پر ظلم کرنے والی فوج اور مسلح بدھ گروہ ہمارا ہدف ہیں۔ تاکہ
   - برما کے مظلوم مسلمانوں کی مدد اور ان کا دفاع کیا جائے۔
   - ظالم برمی حکومت سے برمی مسلمانوں کا انتقام لیا جائے۔
   - اور اسلامی اراکان کو قابض برمی فوج سے واپس حاصل کیا جائے۔
3. خطے کے کسی بھی علاقے میں ہندو، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے عام افراد، آبادیوں اور عبادت خانوں کے خلاف کارروائیاں کرنا ہمارا ہدف نہیں۔ اس لیے کہ ہماری جنگ ان مذاہب کے ان مسلح گروہوں کے خلاف ہے جو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

(جاری ہے)

شہدا کا اسلحہ اب تم اٹھالو!

شیخ ابو عمر خلیل اور شیخ ابو دجانہ پاشا رحمہما اللہ کی سیرت کا بیان

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اتبعہ

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس نشست میں مَیں شہدا کے اسی گروہ اور دعوت وجہاد کے مینارہ نور شخصیات کے بارے میں اپنی گفتگو پیش کروں گا جنھوں نے اپنے رب کے راستے کو اپنایا، صبر و استقامت، عزم وتوکل، اللہ تعالیٰ کے دین سے مضبوط وابستگی اور اس مادی دنیا سے بے رغبتی کی نئی مثالیں قائم کیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت، قبولیتِ شہادت اور جنت الفردوس میں ان کی صحبت کی دعا کرتا ہوں۔

اس قافلہ شہدا میں سے ایک گروہ شہدا'وزیرستان کا ہے جنھوں نے شعبان ۱۴۳۵ھ میں خائن پاکستانی فوج کی جانب سے شروع کردہ آخری ظالمانہ وزیرستان آپریشن کے مدمقابل استقامت کی زندہ مثال قائم کیں۔ یہ وہی فوج ہے جس کے سپہ سالار'امریکی خوشنودی اور ان کے حرام ڈالرز کے لیے اپنی ہی زمین اور عوام کو نیلام کرچکے ہیں۔ آج یہ ظالم فوج ایک مرتبہ پھر رائل برٹش آرمی (ہند اور دیگر علاقوں کے مسلمین کے قتل کے لیے برطانویوں کا ایک کارآمد آلہ) کی تاریخ میں سیاہ کاری کے ایک اور باب کا اضافہ کررہی ہے۔ یہ وہی فوج ہے جس نے بنگالی مسلمانوں پر بدترین اور وحشیانہ مظالم ڈھائے اور پھر ۹۰ ہزار کی تعداد میں مسلح ہونے کے باوجود ڈھاکہ میں ہندوؤں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ یہ فوج کمزور اور بے یارومددگار مسلمانوں کے اجتماعات پر ہی تکبر کے ساتھ چڑھ دوڑنے میں مہارت رکھتی ہے اور میدانِ جنگ میں ذلیل ہوکر ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ یہ فوج بنگلہ دیش میں بھی اسلام کے دفاع کے لیے ہرگز نہ لڑی تھی بلکہ اسلام آباد میں موجود حکمرانوں کے دفاع میں لڑی تھی۔ یہ فوج ہرگز بنگالی مسلمانوں کے عزتوں کی خاطر نہ لڑی تھی بلکہ اپنے فسادی افسران کے مفادات کے لیے جنگ میں اُتری تھی۔ یہی داستان اس خائن فوج کے ظالم افسران کے ہاتھوں وزیرستان اور سوات میں بھی دہرائی جارہی ہے۔ جبکہ اس سے قبل ہم پاکستانی فوج کی اسی خیانت کا مشاہدہ افغانستان میں بھی کرچکے ہیں۔

شہدائے وزیرستان کا یہ گروہ (جیسا کہ ہمارے ان کے بارے یہی گمان ہے) امریکی ڈرون حملوں کے سامنے ڈٹا رہا اور اپنے خون سے اسلام اور جہاد کی تاریخ میں مزید کئی صفحات رقم کرگیا۔ اسی طرح یہ شہدا'خائن پاکستانی فوج کی خباثت، اجرتی کردار اور جرائم پر گواہ بن کر اپنے رب کے پاس پہنچ گئے۔ میں معذرت چاہوں گا کہ شاید میں شہدائے وزیرستان کا ایسا تذکرہ نہ کرسکوں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ شاید السحاب کے بھائی (اپنے دیگر پوشیدہ خدمات جو وہ اسلام اور جہاد کے لیے سرانجام دے رہے ہیں) اس معاملے کو کما حقہ سنبھال سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ان کے اعمال کی قبولیت کی دعا مانگتا ہوں۔

یہاں پر میں خاص طور پر ادارہ السحاب کی مبارک اور وسیع خدمات کی تعریف کرنا چاہوں گا جو وہ اب بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اس مجاہد دستے کے سپاہی اکثر اوقات اپنے پیغامات کو امت تک پہنچانے کے لیے بھاری قیمت بھی چکاتے رہتے ہیں۔ یہ بھاری قیمت کچھ اور نہیں بلکہ ان کی اپنی جان، خون اور ان کے خاندانوں کا خون، تنہائی، دشمنوں کی طرف سے پیچھا اور ان کی خاندانوں کا مصیبت میں مبتلا ہوجانے کی صورت میں ہوتی ہے۔ ان کے مراکز اور گھروں کو یکساں طور پر بم باریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے قائدین اپنے اہل وعیال سمیت شہید ہوتے رہے۔ وہ خوف، پریشانی، مسلسل نقل وحرکت سمیت عجیب قسم کے سخت حالات سے گزرے اور مسلسل گزر رہے ہیں۔ لیکن ان کی استقامت بڑھتی جارہی ہے۔ اور جب شہادت کا وقت آتا ہے، تو ان کا مورال اور بھی بلند ہوتا ہے۔ وہ سچے اصدارات کے ذریعے سے صلیبی فریب کا پردہ چاک کرتے ہیں۔ اس مبارک جماعت کی خدمات صرف اس کے سپاہیوں تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ ان کے اہل وعیال بھی اس اجر میں برابر کے شریک ہیں کہ انہوں نے بھی تمام تر سختیوں کا سامنا کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ 'ادارہ السحاب کی عمر میں برکت ڈال دے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس کی بنیادیں ہمارے اسیر بطل، اپنے ذات میں ایک فوج کی مانند شخصیت، خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ نے رکھیں۔ وہ ایک ایسے روشن مینار کی مانند ہیں جو آج بھی مسلمانوں کو عالمی مجرموں کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہونے کا سبق رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ خالد شیخ محمد اور ادارہ السحاب میں ان کے رفیق ابو انس المکی فک اللہ اسرہ جو ان کے ساتھ گوانتانامو میں قید ہیں 'ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اے اللہ! تمام مسلمان قیدی بھائیوں خصوصاً القاعدۃ کے قیدیوں پر رحمت نازل فرما اور ان کو رہا کروانے میں ہماری مدد فرما۔ آمین

اے اللہ! ادارہ السحاب کے شہدا کو اپنی رحمتوں میں لپیٹ دے خصوصاً زبیر المغربی، عزام الامریکی، عمر طالب، احمد فاروق اور ان کے بھائی جنھوں نے سختیوں اور سخت ترین آزمائشوں کا سامنا کیا اور موجودہ صلیب کے چہرے سے نقاب اتار پھینکا۔ اے اللہ! ادارہ السحاب پر خصوصی رحمت فرما کہ جس کی صدق اور امانت داری یقیناً بادلوں سے بھی آگے نکل گئی اور جس نے دیانت داری، احساس ذمہ داری اور صبر کے ساتھ مسلمانوں کو متحد کرنے والی جہادی ابلاغ کے لیے ایک نئی مثال رقم کردی۔

شیخ عمر ابو خلیل رحمہ اللہ:

شہدائے وزیرستان کی طرف واپس آتے ہیں...ان میں سے ہر دلعزیز شخصیت، محترم شیخ، عابد وزاہد، مہاجر و مجاہد اور مرابط عمر ابو خلیل تھے۔انہوں نے کمیونسٹ روس کے خلاف جہاد کی غرض سے افغانستان کی طرف ہجرت کی۔افغانستان میں انہوں نے جاجی کے معروف معرکے میں بھی شرکت کی۔وہ رباط کے دوران انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے تھے۔وہ جاجی کے محاذ پر قبا کے پہاڑوں میں مسلسل ایک سال تک تعینات رہے۔بعد میں وہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ساتھ سوڈان منتقل ہوگئے۔سوڈان سے پھر انہوں نے دوسری مرتبہ افغانستان کی جانب ہجرت کی۔مجھے قندھار میں 'قریۃ العرب' میں ان کی ہمسائیگی میں رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

وہ مسجد میں بھائیوں کے لیے مشورے دیتے تھے۔ایک خوش مزاج رفیق، اورانتہائی نرم مزاج شخصیت کے حامل شیخ خلیل اپنے زیادہ تر وقت عبادت، بھائیوں کو نصیحت اور محاذوں کی جانب اسفار گزارتے۔جب افغانستان کے خلاف صلیبی جنگ شروع ہوئی تو انہوں نے وزیرستان کی طرف ہجرت کی جہاں پر وہ مجاہدین کے ایک رہنما اور استاذ بنے۔انہوں نے کئی ایک ضروری ذمہ داریاں اٹھائیں، جن کے سبب وہ القاعدۃ یا دیگر جماعتوں کی جانب سے کیے گئے کئی ایک کارروائیوں کے دور رس نتائج پر نظر رکھتے۔اسی طرح وہ القاعدہ کے مجاہدین کے لیے مختلف دورہ جات کا انتظام کرتے بھی اور قیدیوں کے رہائی کے لیے بھی کوششیں کرتے رہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے دروس کے ذریعے سے بھی مجاہدین کی روحانی ترقی اور تربیت کرتے رہتے۔

اپنے ایک ایسے ہی درس میں شیخ عمر ابو خلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”اسی لیے جن گروہوں کی اللہ رب العزت نے اپنے راستے میں جہاد کی توفیق اور سعادت سے نوازا ہے اُن کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے جب اللہ کی کتاب، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور نیکی کے کاموں میں امرا کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلیا جائے، جن میں سر فہرست اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی اور اسلام و مسلمانوں کے مفادات ہیں۔اسی طرح کامیابی کے لیے اکابر و اسلاف کی پیروی بھی ضروری ہے، جن میں سر فہرست حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے وحدت صفوف مسلمین کے لیے ایک زبردست مثال قائم کی اور دشمن کو کسی بھی طرح موقع سے فائدہ اٹھانے سے محروم کیا۔اور یہ سب اُنہوں نے ذاتی مفاد پر امت کے مفاد کو ترجیح دے کر کیا جب وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اپنے حق سے دست بردار ہوئے جب کہ وہ اس عہدے کے لیے حقدار بھی تھے۔لیکن وہ لوگوں کے رہنما ہیں جیسا کہ ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میرا یہ بیٹا سردار ہے“۔آج امت مسلمہ کو یقیناً ایسے ہی سرداروں کی ضرورت ہے“۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں نے ان سے ابراہیم البدری، اس کی جماعت اور ان کی بغاوت کے حوالے سے بات کی تو انہوں نے اس جماعت سے تنظیمی تعلق ختم کرنے کی بابت میری حوصلہ افزائی کی۔

شیخ ابو دجانہ الپاشار حمہ اللہ:

شہدائے وزیرستان کے اس مبارک قافلے کے ایک دوسرے راہی کا نام شیخ ابو دجانہ الپاشا(محمد محمود دالبحیطی) رحمہ اللہ ہے۔پہلے انہوں نے جماعت الجہاد میں شرکت اختیار کی اور بعد میں افغانستان اور پھر پاکستان کی جانب ہجرت کی۔وہ ہجرت و جہاد کے دوران اور جماعت الجہاد اور پھر قاعدۃ الجہاد کے سفر میں شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ کے قریبی رفیق اور ہم وطن تھے۔وہ اسلام آباد میں مصری سفارت خانے پر حملے کی کارروائی میں بھی شریک رہے جس کی قیادت ایک بطل، قرآن کے ایک قاری، ایک شہید طارق انور رحمہ اللہ کررہے تھے۔شیخ ابو دجانہ نے افغانستان میں ہی رہنے کو ترجیح جہاں پر وہ جماعت القاعدہ کے تدریبی مراکز میں ایک عسکری استاد کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔بعد میں انہوں نے روس کے خلاف تاجکستان کے جہاد میں بھی حصہ لیا۔جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ افغانستان واپس آئے تو شیخ ابو دجانہ ان کے ساتھ مل گئے۔وہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ہمراہ شمالی اتحاد کے خلاف بھی برسرپیکار رہے۔یہیں ایک معرکے میں ان کی ٹانگ پر شدید زخم آئے جس کی وجہ سے ان کی ٹانگ کاٹنی پڑی۔

افغانستان پر صلیبی حملے کے بعد وہ پاکستان منتقل ہوگئے۔مجاہدین کے خلاف پاکستانی حکومت کی جانب سے کریک ڈاؤن سے بچنے کے لیے وہ ایران چلے گئے جہاں پر وہ گرفتار ہوگئے۔وہ سات سال تک اپنے اہل خانہ کے ساتھ جیل میں رہے۔جیل میں انہوں نے علوم اسلامی کے حصول کو جاری رکھا۔اللہ نے ان کو ایک کتاب ”تحقیق مختصر از زبیدی لصحیح البخاری“، اور دیگر مضامین وغیرہ لکھنے کی توفیق دی جن میں 'المختصر فی فقہ السفر' اور 'جوامع الدعاء' قابل ذکر ہیں۔وزیرستان میں شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ کی تحریض پر انہوں نے 'قراء فی کتاب المفاہیم' اور 'حکم الہدایت العمل' کے نام سے کتابیں لکھیں۔جب اللہ تعالیٰ نے انہی ایرانی صفویوں کی قید سے رہائی دلائی تو انہوں نے پھر سے وزیرستان کارخ کیا جہاں پر انہوں نے دو عظیم شیوخ الجہاد شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ ابو یحییٰ رحمہا اللہ کی نگرانی میں کئی ایک اہم منصوبوں کی نگرانی کی جن میں قیدیوں کی رہائی، لجنۃ الشریعۃ میں شرکت (بھائیوں کی سوالات کا جواب دینے اور دعوت وغیرہ سے متعلق) وغیرہ شامل ہیں۔

شیخ ابو دجانہ الپاشہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اے ہماری محبوب امت! ہم آپ کو ایسے گروہوں سے خبردار کرنا چاہتے ہیں جو خارجیت یا ارجاء کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہم ان لوگوں کے درمیان پس رہے ہیں جنہوں نے اس امت کو جمہوریت جیسے شرک کی راہوں میں گم کردیا ہے، اور جو دین و شریعت کی بنیادی تعلیمات اور احکامات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ یہ لوگ اُمت مسلمہ کی کثیر تعداد کو باطل نظریات میں الجھائے رکھنے میں مصروف ہیں باوجود یکہ وہ اس کے تلخ نتائج وعواقب بھی دیکھ چکے ہیں۔ اگر وہ اللہ کے بندوں کے معاملے میں اس سے ڈرتے تو وہ ضرور لوگوں کو اس رب عظیم کی شریعت کی طرف دعوت دیتے، اتحاد کی طرف ان کو بلاتے تاکہ وہ اللہ کی شریعت اور حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کریں جس طرح وہ عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ موجودہ سیاسی نظام ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے اس امت کے اُن صادق بیٹوں کو کچلا جارہا ہے جو مختلف ممالک میں اللہ کی شریعت کی نفاذ کی کوششیں کررہے ہیں جیسے کہ غزہ، تیونس اور دیگر ممالک۔

اسی طرح یہ امت جاہل شدت پسندوں کی وجہ سے بھی مسائل کا شکار ہو چکی ہے۔ اس گروہ نے مسلمانوں کو ہی دائرہ اسلام سے ہی نکال باہر کیا ہے، ان لوگوں کو قتل کیا جو اللہ کی دین کی طرف دعوت دیتے تھے، جہاد کو مسخ کیا، مجاہدین کے منہج کی بدنامی کا سبب بنے اور اپنے گمراہ منہج میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ اللہ کی مدد یقیناً اللہ ہی سے طلب کی جائے گی۔

اے اللہ! آپ گواہ رہنا کہ ہم ان دونوں غلط منہجوں کو رد کرتے ہیں اور ان سے برأت کرتے ہیں اور ہم آپ سے ان دونوں جماعتوں کو حق کی جانب پلٹانے کی درخواست کرتے ہیں۔

اے محبوب امت مسلمہ!

یہ آپ کے بیٹوں کا آپ کے لیے پیغام ہے، یہ وہ پیغام ہے جس کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ لوگ اس سے دور ہو سکیں۔ پس یہ پیغام آج ہم آپ کے سامنے بلا کم وکاست پیش کررہے ہیں، یہی پیغام ہے جو ہر قسم کے ارجاء اور خارجیت سے پاک ہے۔ پس اے بہترین امت! دنیا بھر میں موجود اپنے مجاہد بیٹوں کے کندھوں سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جایئے۔

یہاں میں اسلام کے مورچوں پر ڈٹے ہوئے اپنے مجاہدین بھائیوں کے لیے کچھ الفاظ کہنا چاہوں گا۔ وہ آج ایک نازک صورت حال کا مشاہدہ کررہے ہیں جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ اللہ کے دشمنوں کی طرف سے پھیلائی گئی فریب کاریاں اور ان سے وابستہ کچھ نادانوں کے مکر گہرے سے گہرے ہوتے جارہے ہیں اور صفوں کو علیحدہ کیے جارہے ہیں جس سے مجاہدین کے مابین لڑائی جھگڑے کی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ یہ صورت حال بالکل واضح اور عیاں ہے اور اس حوالے سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رہا۔ ہم اللہ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

میرے مجاہدین بھائیو!

آپ کے کندھوں پر اس دنیا کی بہت بھاری ذمہ داری آچکی ہے۔ آپ اس بہترین امت کا دفاع کررہے ہیں جس کو انسانیت کی رہ نمائی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ آپ آج ایک ایسے سانحے کا مشاہدہ کررہے ہیں جس نے شام کے محاذوں کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ناچاقی، باہمی اختلاف، خانہ جنگی اور ایک دوسرے کو اسلام سے خارج سمجھنا، جس کی وجہ سے شکست اور طاقت میں کمی کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے، اہلِ ایمان کی باہمی چپقلش کے حالات میں یہی اللہ کی سنت ہے۔ ایسے حالات میں آپ کے پر عائد کردہ فرائض میں اضافہ ہی ہو رہا ہے کہ اس صورت حال پر جلد از جلد قابو پائیں جس نے جہاد کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور مسلمانوں کے مستقبل کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ غلطیوں کی تلافی کردی جائے، مجاہدین کو آپس کے اتحاد اور اتفاق کی طرف پلٹایا جائے تاکہ وہ مل کر ہر قسم کی نااتفاقی اور ناچاقی والے نعروں کا مقابلہ کرسکیں۔

میں اسلام کے تمام محاذوں پر برسرپیکار اپنے بھائیوں خصوصاً ان اہل علم و عمل کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا، جن کا اس سے قبل بھی اسی قسم کے حالات سے سابقہ پیش آچکا ہے اور جنہیں معلوم ہے کہ کس طرح جہاد کا رُخ غلط سمت میں پھر سکتا ہے، کس طرح اس کے ثمرات ضائع ہو سکتے ہیں، کس طرح وہ لوگ جہادی صفوں میں داخل ہوتے ہیں جنہیں جہاد پر دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں اور پھر حتمی طور پر مجاہدین کو ناکامی اور شکست کی جانب لے جاتے ہیں۔ میں ان تمام اہل علم کو اس جہاد کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر توانائیاں اس صورت حال کو قابو کرنے میں لگادیں اور مجاہدین و امت کے سامنے حق واضح کرکے بیان کریں کہ یہ ایک ذمہ داری ہے جس کے بارے میں ہم میں سے ہر ایک سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

میرے بھائیو! جان لیجیے کہ خراسان میں موجود آپ کے بھائی کفار اور اسلام دشمنوں کے حلق کا کانٹا ہی بنے رہیں گے۔ اللہ کی مدد سے وہ اپنے دین پر ثابت قدم ہیں، وہ نہ تو تبدیل ہوگئے ہیں اور نہ متزلزل ہوگئے ہیں۔ الحمدللہ وہ صابر وشاکر ہیں۔ تمام تر نقصانات، سخت حالات، شدید آزمائشوں، ملامتوں، فریب اور دغابازی کے باوجود ان کے پایۂ استقامت اور عزم میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ یقیناً ان کو معلوم ہے کہ یہ سب کچھ تو اس راہِ جہاد کے مختلف مراحل ہیں اور ان کو علم ہے کہ آزمائش کی شدت ان کی فتح اور تمکین سے قریب ہونے کی علامت ہے ان شاء اللہ۔

میں یہاں سرزمین شام میں موجود اپنے بھائیوں کو چند نصیحتیں کرنا چاہوں گا جن کو چند کھوکھلے نعروں اور پرفریب دعوؤں کے ذریعے سے دھوکہ دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اپنے ذہن، بصیرت کا استعمال کریں اور معاملات کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور نفس کے بہکاوے اور من پسند تاویلات سے بچیں کہ یہ انسان کے دین اور اخروی زندگی کے لیے شدید خطرناک ہیں۔ آپ کے پاس صرف ایک ہی زندگی ہے۔ پس اس سے پہلے کہ یہ جہاد اپنے پٹڑی سے اتر کر ان کے راستے پر چلا جائے جو اپنی نفس کی پیروی کرتے ہیں، اس کو بچایئے۔ مجاہدین کے درمیان وحدت کو برقرار رکھنے اور باہمی ناچاقی اور نااتفاقی کے شعلوں کو بجھانے میں اپنی پوری کی پوری توانائیاں صرف کیجیے۔ میں شیطان کی جانب سے آپ کے اور آپ بھائیوں کے درمیان نفرتوں کے بیج بونے سے آپ خبردار کرتا ہوں۔ خون مسلم کی حرمت سے پوری طرح باخبر رہیے۔ مجاہدین سے لڑائی کرنے سے محتاط رہیے، کہ یہ راستہ سراسر ناکامی اور تباہی کی طرف جاتا ہے اور اس کا نتیجہ دنیا میں نقصان اور آخرت میں خسارے کی صورت میں نکلتا ہے۔ میں آپ کو ان نادانوں لوگوں سے خبردار کرتا ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت کچھ جانتے ہیں اور جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں محتاط رہنے کا کہا ہے کہ ایسے لوگوں کی جہالت ان کو گمراہ کرتی ہے اور ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی۔ اہل علم سے پوچھیے اور ان سے پوچھیے جو آپ سے درجے اور تجربے کے لحاظ سے سبقت کرنے والے ہیں۔ خالی نعروں سے دھوکہ مت کھایئے، پرفریب دعوؤں اور بڑے بڑے ناموں کو مت دیکھیے کہ یہ سب ایک فریب کی مانند ہیں جو آپ کو تباہ کردیں گے۔ یہ آپ کو اس امت میں تقسیم، مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کا سبب بنائیں گے۔ اللہ معاف فرمائے۔

بھائیو! میں آپ کو خواہشات کی اتباع چھوڑ کر شریعت کے پیچھے چلنے کی دعوت دیتا ہوں۔ مخلص اہل علم کی اتباع کیجیے۔ ان کے مرتبے کو جانیے، اور ان سے پوچھیے جو آپ نہیں جانتے۔ جان لیجیے کہ جو اہل علم کو چھوڑ کر جاہلوں اور خود کو بڑا سمجھنے والوں کے پیچھے چلتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بہت ہی مہیب خطرے اور گمراہی کی جانب لے جاتا ہے۔

جان لیجیے میرے بھائیو! کہ حق کی صفوں میں درمیان تقسیم خود بخود نہیں درآتی بلکہ خواہشات کا اتباع ہی ان کے درمیان تقسیم کی لکیر کھینچتا ہے۔ جو چیز ان کی کمر توڑ سکتی ہے وہ یہی نااتفاقی اور آپسی ناچاقی ہے، اور یہ اللہ کی سنت ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔

میں مخلص علمائے دین سے، عوام اور خصوصاً مجاہدین کے مابین اس بنیادی عقیدے کی اصلاح کرنے کی استدعا کرتا ہوں۔ ان کو حرکت میں آنا چاہیے، اس سے پہلے کہ خواہشاتِ نفس 'دین اور منہج کی صورت اختیار کرلیں، گمراہی اور شدت پسندی کو ثابت قدمی سمجھا جائے، شریعت کے بنیادی اصولوں سے انحراف کو حکمت اور بصیرت سمجھا جائے، جہاد اپنے صحیح راستے سے ہٹ کر جاہلوں اور ان نادانوں کے ہاتھ میں چلا جائے جو اہل علم اور علم کی غیر موجودگی کے باوجود اہم معاملات میں اہم عہدوں پر بیٹھ جائیں۔

ایک بڑا مسئلہ جو کہ آج کل سامنے آیا ہے وہ یہی ہے کہ بڑی تعداد میں یہ جاہل اور مجہول لوگ فتوے جاری کرتے ہوئے، ہدایت کا دعوی کرتے ہوئے سامنے آتے ہیں جس کے سبب بہت ساری نئی نئی چیزیں وجود میں آئی ہیں جن کا مستند علم سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور بدقسمتی سے یہ دین کے سب ایک اہم معاملے یعنی اللہ کی صفات اور ناموں وغیرہ کے حوالے شرعی احکامات سے متعلق ہیں۔ ان لوگوں نے ان نئی باتوں کو لے کر نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی تکفیر کردی بلکہ ان میں موجود بہترین لوگوں یعنی مجاہدین کو بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ان کے خون کو مباح قرار دیا۔ اگر یہی سب کچھ جاری رہا تو یہ فتنہ پھر بڑی شدت کے ساتھ بڑھے گا۔ یہ ایسی چیز ہے کہ جس نے جہاد کو بری طرح نقصان پہنچایا ہے اور اس کا چہرہ مسخ کیا ہے اور اس کی وجہ سے امت کے مستقبل کو بھی شدید خطرات لاحق ہوچکے ہیں۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں یہ اس جہاد کو ہی بدنام کرنے اور لوگوں کو اس سے دور کرنے کی سازش ہے۔ یہ فتنہ صرف ان مجہول اوران پڑھ مفتیوں کے ساتھ خاص نہیں ہے جو ہدایت کا دعوی کرتے ہیں، بلکہ لوگوں کو مخلص علما سے دور کرنے

سے بھی متعلق ہے جن کو اللہ نے علم دین کی ذمہ داری دی ہے۔ یہ صورت حال اہل علم سے بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی تربیت میں اپنی پوری کوششیں صرف کریں، اس سے پہلے کہ شریعت کے احکامات مجاہدین کے مابین اجنبی بن جائیں اور وہ لوگ جنھوں نے گمراہی اختیار کی اور منہج سے ہٹے، وہ ان کے لیے قابل تقلید بن جائیں۔

ہمیں اپنی غلطیاں چھپانے اور ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے بلکہ ہمیں ان کا اعتراف کرکے ان کو ٹھیک کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیۓ اور اللہ کی رضا کی خاطر ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیۓ"۔

انہوں نے جو دوسرا انتہائی اہم کام پہلے شیخ ابو عمر خلیل رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر ان کی حوصلہ افزائی اور قیادت میں کیا، وہ برصغیر میں متعدد جہادی مجموعات کو متحد کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پرانے تعلقات کو استعمال کرنے کی توفیق دی جو انہوں نے مختلف محاذوں اور تدریبی مراکز میں برصغیر مجاہدین کے ساتھ بنائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مجاہدین برصغیر کے مابین ایک پسندیدہ شخصیت بنایا تھا پس انہوں نے ان تمام مجموعات کو ایک وحدت میں پرونے کی کوششیں شروع کیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت سے امارت اسلامیہ کی قیادت میں 'قاعدۃ الجہاد فی شبہ القارۃ الہندیۃ' (القاعدہ برصغیر) کا قیام عمل میں آیا۔

جب ابراہیم البدری اور اس کے ساتھیوں نے طاقت کے حصول کے لیے مسلمانوں کی تکفیر کی اور ان کا خون بہایا تو شیخ ابو دجانہ نے ان کی نفسانی خواہشات اور ان کے ارادوں سے متعلق لوگوں کو خبردار کیا۔ بعد میں جب امریکی رشوت پر پلنے والے ظالم اور خائن پاکستانی حکومت اور فوج نے جب وزیرستان میں آپریشن شروع کیا تو شیخ ابو دجانہ رحمہ اللہ نے اپنے بھائیوں کے معاملات نمٹانے کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لی۔ وہ مہاجرین کے معاملات نمٹانے اور ان کی اہل وعیال کو محفوظ مقامات تک پہنچانے وغیرہ کی کوششوں میں دن رات مصروف رہے۔ جس کی وجہ سے وہ مرتدین کی جاسوسوں کی نظر میں آگئے جنھوں نے انہیں ہدف بنا کر کے ڈرون میں شہید کروادیا۔ پس وہ اپنے رب کی جانب چلے گئے، اپنے خون سے پاکستانی فوج اور حکومت کی اجرتی قاتلوں والے کردار اور منافقت، اور صلیبیوں کے جرائم پر ایک نئی شہادت رقم کر گئے۔

ان حالات میں ابراہیم البدری اور ان کا گروہ 'پردۂ سیمین پر نمودار ہو کر ایسی شخصیات کے بارے میں ہرزہ سرائیاں کرتا رہا اور ان کی تکفیر کرتا رہا۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا

"یہ بہت بڑی باتیں ہیں جو ان کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ وہ سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں بولتے"۔

صفاتِ مومنین کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس آیت سے یہ (ابراہیم البدری اور اس کے ساتھی) کس قدر دور ہیں :

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر:۱۰)

"اور (ان کے لیے بھی) جو ان کے بعد آئے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے اُن بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے، گناہ معاف فرما اور مومنوں کے طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے"۔

میں فی الحال اسی پر اکتفا کروں گا۔ اگلی نشست میں بھی میں شہدا کے اسی گروہ کا تذکرہ جاری رکھوں گا جو وزیرستان میں صلیبی پاکستانی فوج کے حملے میں شہید ہوگئے ان شاءاللہ۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: سلسلۂ دروس توحید

تو ایک طرف انسان جب مبتلا ہو مایوسی میں، شیطان اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھلانے کی طرف لے کر جائے اور انسان کا عمل کمزور ہونے لگے تو یہ رحمت کی آیتیں سامنے رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گرے۔ اللہ تعالیٰ سے اعمال کی توفیق مانگے ... اور جب بے خوفی طاری ہونے لگے، غفلت طاری ہونے لگے، انسان بھول جائے آخرت کو، جہنم کی شدّت اور آخرت کی سختیاں، تو پھر اپنے آپ کو وہ ساری آیتیں یاد دلائے ۔ جہاں جہنم ذکر ہے بالخصوص آخری دو تین پاروں کے اندر تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔

جہنم کی آگ کا ذکر ہے اس ایک ایک جو شرارہ اُونٹوں سے زیادہ بڑا، اتنا بڑا شرارہ ہے۔ محلوں سے بڑا شرارہ ہے۔ ایک ایک انگاری ہے اس کی۔ تو وہ سارا کچھ انسان اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے تو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بے خوفی طاری نہیں ہوتی۔ ان دونوں چیزوں کو ساتھ لے کر چلنے کا نام ایمان ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی خشیت بھی، اپنی محبت بھی عطا فرمائے اور ایمان کا یہ سفر جو قائم رکھے اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ موت عطا فرمائے۔ آمین

سبحانك اللہ وبحمدك نشھد ان لا الہ الا انت نستغفرك ونتوب الیك

وصلی اللہ علی نبیینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

نشریات

پاکستان ہمارا ہے!

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ، ترجمان جماعت القاعدہ برصغیر

ادارہ السحاب نے گزشتہ سال "ماہِ آزادی" کے موقع پر پاکستانی بھائیوں کے نام' جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ کا یہ بیان یہ پیغام نشر کیا تھا۔ اس پیغام میں ارضِ پاکستان سے مجاہدین کی وابستگی اور مسلمانانِ پاکستان سے مجاہدین کے دیرینہ و قلبی تعلق کی مضبوط بنیادوں اور حصولِ پاکستان کے مقصد یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کا مفصل بیان ہے، نیز پاکستان کی اصل اور حقیقی وارثین 'اسلامیانِ پاکستان اور مجاہدینِ عزام کی تاریخی جدوجہد کے جامع احوال کا تذکرہ استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ نے بہت موثر اور مدلل انداز سے بیان ہے...ماہِ اگست کی مناسبت سے اس بیان کو دوبارہ شامل اشاعت کیا جارہا ہے[ادارہ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری ویسّر لی أمری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی!

پاکستان میں بسنے والے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی اس گفتگو کا موضوع مملکتِ خداداد پاکستان ہے۔ نظریہ پاکستان کیا ہے؟ اصل پاکستان کس کا ہے؟ کون اس پاکستان کے محافظ ہیں، اس کی آزادی وحفاظت کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں اور کون مفادات کے حصول کے لیے پاکستان کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں؟

مگر اس موضوع کی طرف آنے سے پہلے میں کوئٹہ سول ہسپتال کے سانحے پر بات کرنا چاہوں گا جہاں دھماکے میں ۷۰ کے لگ بھگ افراد جاں بحق ہوئے ہیں، إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔ عوامی مقامات پر دھماکوں کے یہ جرائم چونکہ تاحال رکے نہیں ہیں اس لیے اظہارِ برأت کے ساتھ ساتھ ان کے مضمرات بتانا بھی ضروری ہے۔

محترم بھائیو! پاکستان میں ظلم وفساد کی اصل جڑ یہاں کی امریکی غلام پاکستانی فوج اور خائن حکمران ہیں۔ ان ناسوروں کو چھوڑ کر مسلمان عوام کو خوف زدہ کرنا اور انہیں نقصان پہنچانا ایک انتہائی سنگین جرم ہے۔ یہ ایک خطرناک سازش ہے جس کا مقصد جہاد و مجاہدین کو بدنام کرنا، جہاد پاکستان و افغانستان کو نقصان پہنچانا اور یہاں امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کے تسلط کو دوام دینا ہے۔ اس قسم کی سازشیں اس سے پہلے دوسرے اسلامی خطوں میں بھی کی جاچکی ہیں جہاں خفیہ ایجنسیوں نے جہاد سے منسوب چند مجرمین کو ساتھ ملایا، مسلمانوں کو جہاد سے متنفر کرنے کے لیے جہاد کے نام پر عام آبادیوں میں دھماکے کیے اور عوام کو قتل کیا[1]۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد کے خلاف یہ ہتھکنڈے پہلے بھی کبھی کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی اِن کی یہ چالیں اللہ ان ہی کے خلاف پلٹائے گا۔ اس لیے کہ جہاد جاری رہے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور باطل حق سے چھٹ کر حق کے نکھار پر منتج ہوگا، ان شاء اللہ۔ اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

پاکستان میں بسنے والے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

قیامِ پاکستان کی تحریک میں ہمارے آباؤاجداد نے بے شمار قربانیاں دیں، لاکھوں مسلمان شہید، لاتعداد بے گھر اور دربدر ہوئے بچے ماؤں کی گودوں سے چھین کر نیزوں پر اچھالے گئے، بہنوں کی عصمتیں لٹیں مگر اس سب کے باوجود ہر بچے بوڑھے اور جوان کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا۔ 'پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ"؛ یہ کوئی سیاسی نعرہ نہیں تھا، بلکہ یہ ایک امنگ، ایک ہدف، ایک عقیدہ اور ایک نصب العین تھا۔ منزل واضح تھی "اسلام کی آزادی" اور "لا الہ الا اللہ کی سربلندی"۔

ایک عزم تھا کہ ہندوؤں کی حکمرانی قبول نہیں، انگریزی قوانین کی بالادستی منظور نہیں، بدکاری اور بے حیائی کی اشاعت برداشت نہیں، انسان انسانوں کا غلام نہیں، ایک اللہ کا غلام رہے گا اور اللہ کی اس زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوگا۔ اُن مسلمانوں میں یہ شعور زندہ تھا کہ زندگی محض کھاپی کر مزے اڑانے کا نام نہیں، خود غرض بن کر اپنے دنیاوی مفاد کی فکر کرنا زندگی کا مقصد نہیں، بلکہ یہ زندگی امانت اور آزمائش ہے اور اس کا مقصد اللہ کی اطاعت میں تن من دھن لگانا ہے۔ سب کچھ میسر ہو مگر شریعت کا نفاذ نہ ہو اسلام غالب نہ ہو بلکہ انسان نما شیاطین کا من پسند نظام غالب ہو تو یہ جاہلیت ہے، ظلم اور بربادی ہے۔ مسلمانانِ برصغیر کو "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" کے اس نصب العین میں اُن ہزاروں علما کے خوابوں کی تعبیر نظر آئی جو دہلی کی جامع مسجد کے سامنے پھانسی پر ٹکائے گئے تھے! اُن کے دلوں اور ذہنوں پر ۱۸۰۶ء میں دیا گیا مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کا وہ

---

[1] خائن خفیہ اداروں کا یہ کھیل اب بھی جاری ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عامۃ الناس کی جانوں سے کھیلنے اور اُن کا بے دریغ خون بہانے کی قبیح کارروائیوں کا سلسلہ ہنوز برقرار ہے۔ جس کی تازہ مثال ۷ اگست کو لاہور میں ہونے والے بارودی مواد کے دھماکے کی صورت میں سامنے آئی ہے، جس کے نتیجے میں دسیوں مسلمان زخمی ہوئے ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کی ایسی کارروائیاں مجاہدین کے موقف کی حقانیت پر دال ہیں کہ یہ سیکورٹی ادارے 'عامۃ المسلمین کی جان ومال کے تحفظ کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف طاقت واقتدار کے حریص ہیں... اور اپنے مخالفین کو زیر کرنے اور اپنے اختیارات پر گرفت مضبوط کرنے کے لیے یہ عام مسلمانوں کو تہہ تیغ کرڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے![ادارہ]

فتویٰ بھی نقش تھا جس میں انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا، آپؒ نے فرمایا تھا:

''غلبۂ کفر کے خاتمے اور شریعت کے قیام تک ہندوستان میں جہاد فرضِ عین ہے۔اور جو جہاد کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر ہجرت لازم ہے''۔

اس مطالبے میں اُن مسلمانوں کو امید نظر آئی کہ بے گھر اسلام کو گھر مل جائے گا اور برصغیر میں 'دارالاسلام' کا قیام وہ دیکھ سکیں گے۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مجاہدین، شاملی کے میدان میں انگریزوں کے خلاف علَمِ جہاد بلند کرنے والے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ و مولانا قاسم نانوتویؒ رحمہااللہ اور مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے وارث علما تک سب نے تحریک پاکستان کو اپنی ہی تحریک سمجھا اور اس کی کامیابی کے لیے اپنا آپ کھپایا۔

پاکستان بن گیا۔ مسلمانوں کو اپنے خوابوں کا وہ پاکستان مطلوب تھا جس کا مطلب لا الہ الا اللہ ہو۔مگر اُن کے خوابوں کی تعبیر میں انگریز کی مسلط کردہ یہ فوج اور حکمران طبقہ رکاوٹ بن گیا۔ مسلمانوں کو زمین کا ایک ٹکڑا تو ملا مگر ساتھ ہی انگریز نے اپنا پروردہ طبقہ اس پر مسلط کیا۔ حکمرانوں اور فوج پر مشتمل اس طبقے نے انگریز ہی کا دیا ہوا نظام یہاں نافذ کیا اور پھر اس نظام کو اس نے پاکستان کے نام سے پکارا۔ تاریخ اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ زمین تو مسلمان عوام کے پاکستان کی ہے مگر اس پر مسلط کردہ نظام حقیقی پاکستان کا جنازہ ہے۔اِس طبقے نے نہ صرف حقیقی پاکستان کے حصول کا راستہ روک رکھا ہے بلکہ اُس پاکیزہ پاکستان کے تصور ''تصورِ پاکستان'' کو دلوں اور ذہنوں سے کھرچنے کے لیے بھی پورا زور لگا رکھا ہے۔ اس غاصب طبقے کا اصرار ہے کہ ظلم و جبر سے عبارت کافرانہ نظام کو ہی پاکستان مانو! امریکہ کی چراگاہ کو اپنا اصل پاکستان سمجھو! قانون و ثقافت، تعلیم و معیشت، فوج و پولیس... پورا نظامِ حکومت اسلامی نہیں، غیر اسلامی ہو گا مگر اسی کو عین اسلام سمجھو اور کفر مت کہو! ظلم کو عدل، جھوٹ کو سچ اور سراب کو منزل جانو! پھر اسی سراب کے نغمے گاؤ، سیاہ اندھیرے کو روشنی بتاؤ... خرد کو جنوں کہو، جنوں کو خرد!

انگریزوں کی تشکیل کردہ ''رائل انڈین آرمی''... ''پاکستان آرمی'' بن گئی مگر مقصد و نصب العین، تربیت و تعلیم اور اہداف و طریقہ کار وہی کافرانہ انگریز کے عطا کردہ رہے۔ دیواروں پر جہاد فی سبیل اللہ کی چاکنگ کی گئی، گاڑیوں پر کلمہ توحید پینٹ کیا گیا، دعاؤں سے مزین رنگ برنگے بینر بھی لٹکائے گئے، مگر نئی بوتل میں شراب پرانی ہی رہی۔ ۷۰ سال گزر چکے، کشمکش جاری ہے، کفر کا اسلام پر حملہ تھما نہیں، مگر اہلِ اسلام نے بھی ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ ان ۷۰ سالوں میں لا الہ الا اللہ کا حقیقی پاکستان چاہنے والے مسلمان عوام اور اِس پاکستان کو موت کی نیند سلانے والے حاکم طبقے کے مابین کشمکش جاری رہی۔ علما، عوام اور مجاہدین اپنے حقیقی پاکستان کی حفاظت و تعمیر کے لیے قربانیاں دیتے رہے، جب کہ یہ حاکم مسلط طبقہ اسلام کو دبانے اور اسے دلوں سے کھرچنے پر اجرت لیتا رہا۔ یہ طبقہ کبھی جمہوریت، پارلیمنٹ، قرار دادوں اور آئین کی اسلامی دفعات کے مکر و فریب کے ذریعے سے تو کبھی آمریت کا سہارا لے کر کفر کو اسلام ثابت کرتا رہا۔ آگ و بارود کی بارش برسا کر 'پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ' کی یاد دلانے والوں کو خاموش کرتا رہا...ڈالر بھی بانٹے گئے اور جیٹ طیارے وڈرون بھی آزمائے گئے، امریکی، لبرل اور ماڈریٹ اسلام کی ترویج بھی جاری رہی۔ میڈیا نامی ہتھیار سے کفر و الحاد، بے حیائی اور بے دینی کے بم بھی خوب برسے... مگر اس سب کچھ کے باوجود غیرتِ اسلامی سے سرشار علما و عوام دلوں میں اُس حقیقی پاکستان کی محبت سنبھالتے رہے جس کا مطلب لا الہ الا اللہ تھا اور اپنے اُس پاکستان کی آزادی کے لیے مسلسل قربانیوں کی تاریخ رقم کرتے رہے۔

محترم بھائیو اور بہنو!

پاکستان کا مطلب کل بھی 'لا الہ الا اللہ' تھا اور آج بھی 'لا الہ الا اللہ' ہے... اس لیے کہ حقیقی پاکستان اسلام ہے، اسلامی معاشرت اور اسلامی روایات ہی ہمارا پاکستان ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب ہمارا پاکستان ہیں۔ طاغوت کا انکار، کفر سے برأت اور مظلوموں کی نصرت ہمارا پاکستان ہے، وطنیت کا بت توڑنا اور ایک امت ایک جسد کا تصور حقیقی پاکستان ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ اصل پاکستان ہیں۔ دو قومی نظریہ 'حزب اللہ بن کر حزب الشیطان کے خلاف صف آرا ہونا' ہمارا پاکستان ہے۔ علمائے کرام، طلبائے دین، مجاہدین اور غیرتِ ایمانی سے سرشار عوام حقیقی پاکستان ہیں۔ یہ حقیقی پاکستان ایک عظیم نعمت ہے۔ اس لا الہ الا اللہ کے پاکستان سے ہمیں محبت ہے، اور یہی نعمتِ لا الہ الا اللہ ۷۰ سال سے داخلی اور خارجی حملوں کی زد میں ہے۔ حملہ آور یہاں پر قابض فوج، حکمران اور ان کے بیرونی آقا ہیں۔ اس نعمتِ پاکستان کی حفاظت، تکمیل اور توسیع کی ذمہ داری ہی ہے جو ہمیں اپنے پاکستان پر قابض امریکی غلام جرنیلوں اور ان کے کافر آقاؤں کے خلاف میدانِ عمل میں لا کھڑا کرتی ہے۔ جان و مال کی پرواہ نہیں، کیریئر و کاروبار کی فکر نہیں، دربدری اور ہجرت قبول ہے، جسم و جان گولی و بارود سے چھلنی ہونا منظور ہے، پھانسی پر لٹک جائیں ہمیں خوشی ہے مگر...... پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہی رہے گا۔ یہاں امریکہ کی غلامی نہیں چلے گی، سودی نظام نہیں چلے گا، اسلامی آئین کے نام پر اسلام سے مذاق نہیں چلے گا، چور لٹیرے سیاستدانوں کا راج نہیں ہو گا، ظلم و جبر پر مبنی یہ نظامِ کفر نہیں چلے گا اسلام غالب ہو گا، اللہ کی زمین پر اللہ کی بادشاہی ہو گی اور یہی پاکستان حقیقی پاکستان بن کے رہے گا۔ کل 'پاکستان کا مطلب، لا الہ الا اللہ' کا نعرہ لگا کر ہمارے اسلاف نے قربانیاں دی تھیں تو آج اُنہی اسلاف کی قربانیوں کو بچانے اور اُن کے خوابوں کی تعبیر کے لیے مجاہدین اپنے سر کٹوا رہے ہیں۔ نوجوانوں کی یہ چھلنی لاشیں، لاپتہ افراد، اہل دین کی ملک گیر گرفتاریاں، آپریشن در آپریشن، شہادتیں، پھانسیاں اور

دربدریاں اسی تحریکِ پاکستان کا تسلسل ہیں۔ دل کی آنکھوں سے دیکھیے! علما و مجاہدین کی سوختہ لاشوں، ملبہ بنی مساجد اور ان میں جلتے قرآنی اوراق اور عقوبت خانوں میں بند صالح نوجوانوں کی آہیں پھر سے تحریک آزادیِ پاکستان بپا کرنے کی صدا دے رہی ہیں۔

میرے محبوب پاکستانی مسلمان بھائیو!

اپنے پاکستان کو پہچانیے! مسلمانوں کے قاتل اور امریکہ کے غلام یہ جرنیل اور چور لٹیرے جھوٹے سیاستدان پاکستانی نہیں ... اسلام پسند عوام اور نظامِ ظلم کے خلاف ڈٹنے والے مجاہدین کا نام پاکستان ہے! عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ پاکستانی ہیں، عبدالرشید غازی کے قاتل پاکستانی نہیں! حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینے والے ممتاز قادری رحمہ اللہ اور ان کے جنازہ میں شریک ٹھاٹھیں مارتا عوام کا سمندر پاکستان ہیں، ممتاز قادریؒ کو پھانسی پر چڑھانے والے ملحدین پاکستانی نہیں! امریکہ اور ہندوستان کے خلاف جہاد کے انصار یہاں کی عوام پاکستانی ہیں، مجاہدین کو ڈالروں کے عوض پکڑنے اور شہید کرنے والے اجرتی قاتل پاکستانی نہیں، یہ مساجد و مدارس، سورۃ توبہ و انفال پڑھنے پڑھانے والے یہ طلبا و اساتذہ پاکستان ہیں، کالج و یونیورسٹیوں میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنے اور غلبہ دین کی تحریک چلانے والے یہ طلبہ پاکستانی ہیں، اسلامی معاشرت زندہ رکھنے والی عفت و پاک بازی کی محافظ یہ باپردہ مائیں اور بہنیں پاکستانی ہیں، روپے پیسے کی خاطر فحاشی و عریانی اور کفر والحاد پھیلانے والا جھوٹا میڈیا پاکستانی نہیں! عافیہ صدیقی پاکستانی ہیں، عافیہ صدیقی کو بیچنے والے پاکستانی نہیں۔ اخوتِ ایمان سے سرشار مجاہدین کے میزبان یہ مجاہد قبائلی پاکستان ہیں، ان قبائل پر بارود برسانے اور انہیں دربدر کرنے والی 'پاکستانی فوج' پاکستانی نہیں۔

پاکستان وہ ہے جو نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کا پاکستان ہے، مولانا عتیق الرحمن رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کا پاکستان ہے، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا پاکستان ہے!

ہمارے سروں کے تاج اساتذہ کرام علما اور طلبہ سے سوال کرتا ہوں:

کیا شریعت کی خاطر کٹنے والے یہ مجاہدین اور اہل دین، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے جانشین ہیں یا ان مجاہدین کی قاتل یہ امریکی غلام پاکستانی فوج؟ کیا اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے وارث شہید عبدالرشید غازیؒ اور مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ ہیں یا علما اور اہل دین سے خیانت کرنے والا یہ حکمران طبقہ و فوج؟ جی ہاں! تحریکِ پاکستان میں شامل علما کے خوابوں کے وارث یہ ملحد دانشور نہیں، فحاشی و عریانی کی غلاظت کو پروان چڑھانے والے میڈیا کے یہ ضمیر فروش نہیں بلکہ وہ مجاہدین ان کے وارث ہیں جو علما کو ان کا اصل مقام دلانا اپنا مقصدِ جہاد سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ نظامِ کفر کے خلاف مزاحمت کرنے والے اہل دین ہی علامہ اقبال کے شاہین ہیں، وطنیت اور جمہوریت کی پوجا کرنے والے یہ سیاست دان نہیں!

پاکستان کے مسلمان بھائیو!

وطن اور زبان کے بت پاؤں تلے روندے گئے تو پاکستان وجود میں آیا۔ جن مسلمانوں نے پاکستان ہجرت کی، انھوں نے وطن کی محبت پر اسلام کو ترجیح دی اور 'ان تازہ خداوں میں بڑا سب سے وطن ہے' کا اعلان کر کے وطن کے بت پر تیشہ مارا۔ مگر آج نظریۂ پاکستان کے برعکس یہ مسلط ظالم طبقہ نظامِ کفر بچانے کے لیے وطن کا بت تراش رہا ہے، اُس پاکستان کو یہ بت بنا رہے ہیں جس کی بنیاد ہی وطنیت کا انکار اور للّٰہیت کا اقرار ہے۔ ہم خدا پرست ہیں، مسلمان خدا پرست ہوتے ہیں وطن پرست نہیں، ربّ ذوالجلال کی طرف سے یہ فرض ہے کہ اس وطن اور اس زمین کو خدا کے دشمنوں سے آزادی دلائی جائے۔ اس لیے ہم بہانگ دہل کہتے ہیں کہ یہ آزادی کی جنگ ہے! اپنے گھر اِس پاکستان کی آزادی کی جنگ ہے! پاکستان ہی نہیں، کشمیر اور ہندوستان کی آزادی کی جنگ ہے۔ اور یہ صرف ہماری جنگ نہیں، ہمارے پورے برصغیر کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ اس لیے کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا پاکستانی ہے۔ جی ہاں! پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے اور لا الہ الا اللہ کی خاطر لڑنے والا ہر مجاہد پاکستانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد مکہ کے خلاف نہیں تھا، مکہ کو تباہ کرنے اور اسے کفر و شرک کی ظلمتوں میں ڈالنے والوں کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم لڑے تھے۔ مکہ کو کفر و شرک کے گند سے صاف کرنے اور اسے توحید کے نور سے منور کرنے کے لیے بدر و احد کے میدان سجے تھے۔ اِس ملک سے ہمیں محبت ہے، یہاں کے مکینوں اور گلی کوچوں سے ہمیں محبت ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ وقت کے ابوجہل اور اس کے آلہ کاروں سے اپنے اس پاکستان کو آزاد کروایا جائے۔ اس لیے پاکستان پر قابض شریعت کے دشمنوں کی آنکھوں میں ہم مجاہدین آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے۔

پاکستان کے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

فرانس کے سپہ سالار نپولین نے مصری مسلمانوں پر چڑھائی کی اور خون کے دریا بہادیے۔ فتح کے بعد نپولین مسلمانوں کے اجتماع کے سامنے پگڑی اور چغہ پہن کر کھڑا ہوا، خطاب کا آغاز 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' سے کیا، کہا: "ہم آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہیں۔ آپ میری تصدیق کریں یا تکذیب مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ کے دوست ہیں، دوستی کا یہ ہاتھ نہ ٹھکرائیے!"۔ نپولین کی ان باتوں کا سبب اس کی اسلامی دوستی یا مسلمانوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی نہیں تھا۔ مسلمانانِ مصر کو رام کرنے کے لیے وہ یہ کرتب دکھا رہا تھا۔

پاکستان کے مسلمان بھائیو!

پاکستان کی فوج اسلام کے ترانے بھی گاتی ہے اور حکمران طبقہ نے آئین میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار کی نمائش بھی لگا رکھی ہے۔ یہ طبقہ کتنا اسلامی ہے، مسلمانوں سے اس کی

کتنی محبت ہے؟ لال مسجد سے قبائل وسوات تک شریعت چاہنے والوں کی قبریں اس پر گواہی دیتی ہیں۔ عفت مآب بہنوں اور نیک سیرت جوانوں سے بھرے فوجی عقوبت خانے اس فوج کی اسلامی چاہت کے آئینہ دار ہیں۔ یہ کیسی اسلامی ریاست ہے کہ اللہ کے واضح احکامات اپنے نفاذ کے لیے اکثریت کی چاہت کے محتاج ہیں! اللہ سے جنگ پر مبنی سودی نظام جہاں قائم و دائم ہے... کفر واسلام کی جنگ میں کفار کا فرنٹ لائن اتحادی بننے پر جس کی فوج اور حکومت اعلانیہ فخر اور کمائی کرتی ہے... امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کی عبادت جہاں بدترین جرم ہے اور کفر والحاد اور فحاشی وبدکاری کی ترویج اور اشاعت جہاں حکومت اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے ۔ اس ملک میں اسلام کے نفاذ کی طرف اٹھنے والا ایک عملی قدم بھی یہاں کے لادین سیکولر اور لبرل طبقے کو گوارا نہیں۔ مگر یہاں کا آئین ایسا عجیب اسلامی ہے کہ اسلام پسندوں کی نسبت اسلام دشمنوں کو زیادہ عزیز ہے اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے ہی اس "اسلامی" نامی آئین کی بالادستی کو ترقی وخوش حالی بتاتے ہیں۔ پاکستان پر قابض یہ طبقہ لاکھ اس گند کو طہارت کہے، جادوگر میڈیا اس کفر کو لاکھ اسلام کہے، یہ گندگی و جہالت کبھی اسلام نہیں ہو سکتی! اسلام اور اس صریح جہالت کے درمیان دن اور رات کا فرق ہے!

قُلْ لَا یَسْتَوِی الْخَبِیثُ وَالطَّیِّبُ "کہہ دو ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے" وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیثِ "اگر چہ ناپاک کی کثرت تمہیں تعجب میں ڈالے" فَاتَّقُوا اللہَ یَا أُولِی الْأَلْبَابِ "پس اللہ سے ڈرو اے عقل والو" لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَیْضَاءِ "میں نے تمہیں روشن ہدایت پر چھوڑا" لَیْلُهَا كَنَهَارِهَا "اس کی رات بھی دن کی طرح واضح ہے" لَا یَزِیغُ عَنْهَا بَعْدِی إِلَّا هَالِكٌ "میرے بعد صرف وہی گمراہ ہو گا جس نے ہلاک ہونا ہو" وَمَنْ یَعِشْ مِنْكُمْ فَسَیَرَى اخْتِلَافًا كَثِیرًا "اور تم میں سے جو زندہ رہے گا تو وہ اختلاف کی کثرت دیکھے گا" فَعَلَیْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِی وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ الْمَهْدِیِّینَ "پس تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت میں سے جو جانتے ہو اسی کے ساتھ چمٹے رہو"۔

پاکستان کے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

اسلامی ریاست کے یہ نغمے مسلمانانِ پاکستان کو اسلام دلانے کے لیے نہیں گائے جا رہے ہیں بلکہ نفاذِ اسلام کی راہ روکنا ان کا مقصد ہے۔ چند بے جان اسلامی دفعات کو آئین میں ڈالنے کا سبب مسلمانوں کو نظامِ کفر کے سامنے رام کرنا ہے۔ یہ نفاذ اسلام کی قرار دادیں، اسلامی دفعات اور شرعی اصطلاحات نپولین کا وہ عمامہ اور چغہ ہیں جن کی آڑ میں اسلام کی تخریب ہی ہدفِ اول ہے۔ اسلام کی یہ کھوکھلی نمائش وہ آڑ ہے جس کے پیچھے مفاد پرست جرنیل اور یہ خائن حکمران اپنی اسلام دشمنی چھپا رہے ہیں۔ یہ نمائش اس مجرم ٹولے کی خوبی نہیں ہے کہ ہم ان مجرمین کی عظمت اور حرمت دلوں میں بٹھائیں بلکہ یہ اللہ کے دین کو مذاق بنانے کا جرم عظیم ہے۔ ہندوؤں کے مندر پر اللہ کی حاکمیت کا اقرار لکھنے سے مندر مسجد نہیں بنتا! شراب کی بوتل پر زم زم کا لیبل لگائیے، سود کو تجارت کہہ دیجیے، امریکی مفاد کے راستے میں مرنے والوں کو شہید کہیے جبکہ لا الہ الا اللہ کے لیے قتل ہونے والوں کو دہشت گرد کا نام دیجیے!... الأشیاء تعرف بالحقائق لا بالأسماء۔ اشیا اپنی حقیقت ہی سے جانی جاتی ہیں خالی ناموں سے نہیں۔ مسلمانانِ پاکستان کو ان شاء اللہ مزید دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"سَیَأْتِی عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ [لوگوں پر بہت جلد دھوکہ اور فریب کا دور آنے والا ہے] یُصَدَّقُ فِیهَا الْكَاذِبُ [جھوٹے کو سچا کہا جائے گا]، وَیُكَذَّبُ فِیهَا الصَّادِقُ، [اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا] وَیُؤْتَمَنُ فِیهَا الْخَائِنُ، وَیُخَوَّنُ فِیهَا الْأَمِینُ، [خائن کو امانت دار کا لقب دیا جائے گا اور دیانت دار کو خائن مشہور کیا جائے گا]، وَیَنْطِقُ فِیهَا الرُّوَیْبِضَةُ" [اس دور میں رویبضہ! بات کریں گے] قِیلَ: وَمَا الرُّوَیْبِضَةُ؟ [پوچھا گیا رویبضہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا، بے وقوف شخص جو عوام کے امور میں باتیں کرے گا]

آج واقعی دھوکہ وفریب کا دور ہے۔ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پاکستان کے خیر خواہوں کو بدخواہ اور اس کے دشمن دکھایا جاتا ہے اور اس کے صریح دشمنوں کو دوست اور ہمدرد بتایا جاتا ہے۔ ایسے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ نورِ ایمانی سے حق کو پہچانیے، آپ حق والوں کو ضرور پہچان جائیں گے، لا الہ الا اللہ کا حقیقی پاکستان دل وذہن میں تازہ رکھیے، پاکستان کے خیر خواہوں اور بدخواہوں کی پہچان آسان ہو جائے گی۔ لا الہ الا اللہ والے حقیقی پاکستان کے دشمنوں سے نفرت اور عداوت فرض ہے۔ اپنے دلوں کو ٹٹولیے، قول وعمل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ آج اصل ونقل اور حق وباطل میں تمیز کا امتحان ہے۔ پھر باطل کے خلاف حق کی تائید ونصرت میں کھڑا ہونا ہی کامیابی ہے۔

اللّٰھمّ أرنا الحقّ حقّا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

اللہ ہمیں حق حق دکھا اور اس حق کے اتباع کی توفیق بھی ہمیں دے، اور اللہ ہمیں باطل باطل دکھادے اور اس باطل سے بچنے کی توفیق بھی ہمیں عطا فرما۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه أجمعین

☆☆☆☆☆

اے امت مسلمہ! آؤ جہاد کی طرف

۲۰۰۹ء میں غزہ پر اسرائیل کی جارحیت کے تناظر میں محسنِ امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادن رحمہ اللہ کا پیغام

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا یضلل لہ ومن یضل فلا ھادی لہ واشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریك لہ واشھد ان سیدناوسندناونبیناومولانا محمدعبدہ ورسولہ

میری عزیز امت مسلمہ! میں اِس کٹھن مرحلے پر غزہ کی صورتحال پر اپنا ردعمل محض لعن طعن کی صورت میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا، بلکہ آپ سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں جس کے ذریعے ہم وہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں جو ہم سے چھن گیا۔ یہ کسی بادشاہ یا شہزادے کی خوشامد کرنا نہیں، نہ ہی کسی وزیر یا غلام کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اور نہ ہی یہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا کوئی رعب قبول کرنا ہے۔ جی ہاں! وہی سلامتی کونسل جو کہ فلسطین، عراق، افغانستان، صومالیہ، کشمیر اور چیچنیا کے مظلوم مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانا چاہتی ہے۔ میں وہ حق بات کہنا چاہتا ہوں جس کا مقابلہ کرنے کی کوشش پوری کفری دنیا کررہی ہے اور ہمیں مٹانے کے لیے اسے ہمارے عقیدے، ہمارے منہج اور ہماری زندگیوں سے مٹانا چاہتی ہے۔ میری مراد "جہاد فی سبیل اللہ" ہے جس کے ذریعے بیت المقدس کو واپس لیا جاسکتا ہے۔ وائے ناکامی! کہ القدس کا تقدس پامال کردیا گیا اور مسلمان اپنے فریضہ جہاد سے غافل ہیں۔

اے امت مسلمہ! یاد رکھیے کہ فلسطین کو آزاد کرانے کی ابتدائی کوششوں کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ آزادی کی یہ جنگ ان لوگوں کی سرکردگی میں لڑی گئی کہ جو بذات خود امت مسلمہ کے خائن حکمران ہیں کہ جنھوں نے امت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ میں امت کی ناکامی کے اسباب کو پر اسرار بنادیا گیا۔ حیرت تو تب ہوتی کہ اگر وہ جنگ ہم جیت جاتے لیکن ہم بھلا فاتح ہو ہی کیسے سکتے تھے جن حکمرانوں نے اس جنگ کی ذمہ داری اس وقت کے اردن کے حقیقی حکمران برطانوی جنرل فلپ پاشا کے سپرد کردی۔ کوئی قوم بھلا کیسے فاتح ہوسکتی ہے جبکہ اس کی فوج کا سربراہ ہی اُس کا دشمن ہو۔ جزیرۃ العرب میں عملی طور پر انگریز جنرل فلپ حکمران تھا اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اسے "حاجی عبداللہ فلپ" کا نام دے دیا گیا۔ اس موضوع پر اگر کوئی بھی برطانوی دستاویزات کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ ہمارے لوگ کتنے بے خبر تھے۔ آج بھی وہی دھوکے باز، چہرے اور نام تبدیل کئے امتِ محمد کے رہنما بنادیے گئے ہیں۔ آج مسلمان دنیا میں ہر جگہ ایک بریمر (عراق میں سابق امریکی سول منتظم) موجود ہے، چاہے وہ منظر عام پر ہو یا خفیہ طور پر اور اس کے ساتھ علاوی (سابق عراقی وزیر اعظم) موجود ہے جن کا کام بس کفار کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے اور ہر ملک میں ایک سیستانی (عراق میں شیعہ عالم) اور طنطاوی (شیخ الازہر) موجود ہے جن کی حمایت کے لیے سرکاری مولویوں کے گروہ موجود ہیں اور ایسے مصنفین، دانشور، صحافی اور رپورٹر بھی موجود ہیں جو صلیبیوں کی جارحانہ کارروائیوں کو ہماری اسلامی سرزمین پر جائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارے خائن حکمرانوں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُمت کو مسلسل دھوکے میں رکھا ہوا ہے جبکہ علمائے حق کا دور دراز دیہاتوں میں خطبہ جمعہ بھی ان حکمرانوں کو گوارا نہیں۔ مسئلہ فلسطین کو کھٹائی میں ڈالنے والی اہم اور پہلی وجہ آزادی کے خالی خولی نعرے ہیں جو کہ اصل نصب العین (یعنی جہاد کے ذریعے ارض مقدس کی آزادی اور خلافت کا قیام) سے نظر ہٹادیتے ہیں اس کی بڑی مثال مسلمانوں کے خائن حکمرانوں اور اُن کے وزرا کی ہے جنہوں نے امت کے اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل پر اعتماد کیا ہے در حقیقت یہ رویہ اپنے نصب العین سے فراموشی اور اپنی ذمہ داری سے دستبرداری کا ہم معنی ہے۔ اسی طرح کا رویہ بعض علماو مبلغین اور مذہبی تنظیموں کا بھی ہے جو مسلمانوں کے خائن اور مرتد حکمرانوں سے فلسطین میں مجاہدین کی حمایت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صرف اور صرف مزید شہادتوں کا سبب بن رہا ہے اور ارضِ مقدس، مسلمانوں سے مزید دور ہوتی چلی جارہی ہے۔ کوئی بتائے کہ ہم اپنے دشمنوں کے ایجنٹوں سے کس طرح بھیک مانگ سکتے ہیں؟ کیا یہ لوگ اتنے عشروں سے بھیک مانگ مانگ کر اکتائے نہیں؟ وہ شخص جو مصیبت میں اپنے دشمن سے مدد مانگتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی جھلسا دینے والی گرمی کے مقابلے کے لیے آگ کی مدد چاہے۔

اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے رہنما، حکمرانوں سے فلسطین کی آزادی کے لیے جہاد کی اجازت مانگتے ہیں یا لوگوں کے مطالبات لے کر حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ بیکار کے ان دھندوں سے یہ لوگ اپنی تحریکوں کے پیروکاروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور انھیں گمراہ کرتے ہیں۔ اسلامی تحریکوں کے ایسے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائیوں کو سچ سچ یہ بتادیں کہ وہ امت کی ذمہ داری کا بار گراں اٹھانے سے معذور ہیں۔ کفار عالمی اور مقامی سطح پر ہر اس شخص کو ظلم کا نشانہ ضرور بضرور بنائیں گے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے آواز بلند کرتا ہو، جو امت کے نوجوانوں کی توانائیوں کو گلی کوچوں میں غیر مسلح مظاہروں میں ضائع کرنے کی بجائے ان کو جہادی قافلوں کی صورت تیار کرتا ہے تاکہ وہ صیہونی صلیبی اتحاد اور علاقے میں موجود ان کے ایجنٹوں سے محض اللہ کی رضا کے لیے لڑیں۔ مصلحت کے شکاران رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمت اور باصلاحیت بھائیوں کو موقع دیں کہ وہ اس مشکل وقت میں اسلامی تحریکوں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ اپنا دینی فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان میں سے

جو جہاد کو فرض اولین نہیں سمجھتا، تو اسے دوسروں کو موقع دینا چاہیے اور پاسبانِ حرم کو گمراہ نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد اقصیٰ اور ارض فلسطین کی آزادی کے تمام بھٹکے راستوں کے درمیان ایک ہی صراط مستقیم ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ ہمارے مالک اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کفار کی جارحیت کو روکنے کا طریقہ کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا (النساء: ۸۴)

"پس اللہ کی راہ میں لڑو، تم اپنی ہی جان کے ذمہ دار ہو اور مومنوں کو جنگ کے لیے ابھارو۔ بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے۔ اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے"۔

چنانچہ دشمن سے لڑنے کے لیے لوگوں کو ترغیب دے کر کفار کی جارحیت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ یہ کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ اس ساری صورتحال کی ذمہ داری حاکم وقت یا علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے بلکہ یہ اپنی ذمہ داریوں سے سراسر فرار کا رویہ ہے۔ اِس سلسلے میں شریعت کا حکم بہت واضح ہے۔ جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں ہر مسلمان پر جان و مال سے جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ جہاد، فرضِ کفایہ کے درجے میں داخل نہ ہو جائے۔ آپ بغیر کسی حکمران کی مدد کے صہیونی طاقتوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کفار کو شکست دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ ان کی اکثریت صلیبی، صیہونی اتحاد کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف برسرپیکار ہے۔

عزیز امت مسلمہ! میں ایک بار پھر یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کا راستہ آپ کے لیے بہت آسان ہے۔ اگر آپ سیدھی راہ پر چلنا چاہیں اور اللہ پر توکل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور تمام برائیوں سے بچے رہیں۔ یہاں میں ثبوت کے طور پر دو واقعات پیش کرتا ہوں کہ مسلمان کیسے بے سروسامانی اور اپنی صلاحیتوں میں سے صرف کچھ صلاحیتیں صرف کر کے کفار کو شکست دے سکتے ہیں؟

پہلا واقعہ سوویت یونین کی افغانستان میں شکست ہے جو اللہ کی شان اور لوگوں کی کوششوں سے کسی ملک کی فوجوں کی مدد کے بغیر ہی ممکن ہوئی اور اس کی اجارہ داری تمام دنیا سے ختم ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لیے تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ سو تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد، غلیظ امریکہ اس کھیل کا واحد کھلاڑی بن کر ابھرا۔ اس نے اپنی پالیسیاں تمام دنیا پر مسلط کیں اور ہمارے حکمرانوں نے پہلے سے بھی بڑھ کر سر تسلیم خم کر دیا۔ بے حمیت و بے غیرت حکمرانوں کی انہی حرکات کی وجہ سے فلسطین میں صیہونیوں کو پاؤں جمانے کی مزید شہ ملی۔ اُس وقت آپ کے بھائیوں نے دنیا کی اس مغرور ترین طاقت اور وقت کے ہٹلر کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ اس دیو ہیکل گینڈے کے سینگ توڑ کر رکھ دیئے اور اس کے بلند و بالا میناروں کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن غصے میں پھٹ پڑا اور اپنا زعم باطل قائم رکھنے کے لیے پوری دنیا سے مجاہدین کے رہنماؤں کو ڈھونڈنے لگا، خواہ وہ زندہ ہوں یا پہلے ہی اپنی مراد پا چکے ہوں۔ درحقیقت امریکہ کی مثال بدر کے محاذ سے بے شمار ساز و سامان کے باوجود ذلت اٹھانے والے 'قافلۂ ابوجہل' کی سی ہے جو سبق سیکھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ پس ہمیں نے اللہ کے جود و کرم سے امریکہ اور اس کے حواریوں کا غرور خاک میں ملایا ہے۔

جب جنگ کا میدان گرم ہوا اور دشمن نے ہم پر حملہ کیا

تو جوابًا نہیں جو جواب ملا وہ تلوار ہی کا جواب تھا

الحمدللہ آج مجاہدین کے حملوں کی بدولت امریکہ کی انسانی، سیاسی اور معاشی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ وہ معاشی تباہی کے اس دہانے پر پہنچ گیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے ملک سے بھی بھیک مانگ رہا ہے، اب اس کے دشمن اس سے خوفزدہ نہیں اور دوستوں میں بھی اس کی کوئی وقعت نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ امریکہ کے وجود کے زوال پذیر ہونے سے صلیبیوں کی بنیادیں اور شریانیں تباہ ہو گئی ہیں۔ کیونکہ امریکہ کی تباہی کا سب سے بڑا خطرہ اسرائیل کے وجود کو ہے۔ امریکہ کا یہ ڈرامائی زوال، اسرائیل کے غزہ پر ظالمانہ حملے کرنے کی ایک بڑی وجہ تھا۔ شیطان بش کی مدتِ صدارت کے آخری دنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اقدام کیے گئے۔ اس عشرے کے دوران امریکہ نے ظلم اور شدید نفرت کا جو رویہ اختیار کیا، آج تک کسی نے مسلمانوں کے خلاف نہ کیا تھا۔ وائٹ ہاؤس نے اپنی فوجوں کو افغانستان میں مجاہدین کے خلاف کارروائی کا حکم دیا اور عراق میں ان کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ قبل اس کے کہ امریکہ کی کمزوریاں کھل کر سامنے آجائیں، اس سے پہلے کہ "ویٹو" کا نظام تباہ ہو جائے، قبل اس کے کہ دنیا اسرائیل کی اعلانیہ ناانصافی کی پشت پناہی چھوڑ دے اور اس کے کبر و غرور کے خلاف آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے۔ اسرائیل نے بھی بش حکومت کے خاتمے سے قبل ہی اس خوفناک قتل عام کا آغاز کر دیا تاکہ وہ اپنے صہیونی مفادات کا تحفظ کر سکے۔

اے امت مسلمہ! امریکی حکومت کی کمزوریوں اور زوال کی بحث اور امریکی معیشت کی تباہی محض ایک تخمینہ نہیں ہے بلکہ اب تو اس کے تجربہ کار رہنماؤں نے بھی اس بات کو مان لیا ہے، جسے وہ اب زیادہ دیر تک چھپا نہیں سکتے، نئے امریکی نائب صدر نے کہا ہے کہ مسائل ہماری توقعات سے بھی بدتر ہیں۔ امریکہ کی موجودہ معیشت تباہی کے خطرے سے دوچار ہے۔ سپین کا وزیر تجارت کہتا ہے "شاید تمام دنیا کی معیشت تباہ ہو جائے"۔ مزید بر آں، سابق نگران وفاقی چیئرمین ایس گرین سپین نے کہا کہ "معاشی مصائب کے مقابلے میں سب سے بڑی پریشانی بھی ایک پکنک (تفریح) معلوم ہوتی ہے"۔ فرانس کا صدر نکولس

سر کوزی اس مسئلے کو ایسے بیان کرتا ہے کہ "گہرائی میں دیکھا جائے تو عالمی معاشی نظام تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے"۔ میں یہ کہوں گا کہ وہ ابھی بھی تباہی کے راستے پر ہیں اور اللہ کی شان ہے کہ اس نے ان بے انصاف لوگوں کو ناانصافیوں کا بدلہ دیا ہے۔ جرمنی کے وزیر خارجہ کا کہنا ہے "دنیا اب کبھی اس مقام پر واپس نہیں جاسکے گی جیسا وہ اس مسئلے سے پہلے تھی۔ عالمی معاشی نظام میں امریکہ اپنا مقام بطور سپر قوت برقرار نہیں رکھ سکے گا"۔

مگر اصل سوال یہ ہے کہ آیا امریکہ آنے والی دہائیوں میں ہمارے خلاف جنگ جاری رکھ سکے گا؟ میں آپ کے سامنے امریکہ کی خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹ بیان کرتا ہوں جو یہ ثابت کرتی ہے کہ آئندہ آنے والے دنوں میں امریکہ کی طاقت زوال پذیر ہو جائے گی۔ دراصل اسلام کے بیٹوں نے جہاد کا جو علم، صہیونیوں کے خلاف بلند کیا ہے اسی کی بدولت دشمنانِ اسلام کو تباہ کن نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور یہ بات سات سال کی جنگ میں بالکل واضح ہو چکی ہے۔ مختلف رپورٹس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۷۰ فی صد امریکی، صدر بش کے جانے سے خوش ہیں جس نے انہیں ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا ہے جہاں ان کی بقا خطرے میں ہے۔ انہیں ایک ایسے اقتصادی بحران سے دوچار کر دیا ہے، جس نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس نے اپنے پیروؤں کو قبر (گڑھا) وراثت میں دی ہے، ان کے لیے دو بدترین چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک ایسی دو دھاری تلوار نگلنے کے لیے دی ہے جو انہیں زخمی کر رہی ہے مگر اس کے باوجود انہیں اس کا سامنا کرنا ہے۔ اور بدترین ترکہ تو وہ طویل گوریلا جنگ ہے جس میں ان کا سامنا ایک صابر اور ثابت قدم دشمن (مجاہدین) سے ہے ان کے جنگی مصارف کو پورا کرنے کا ذریعہ صرف سودی قرضوں کا وبال ہے۔ اگر وہ اس جنگ سے پیچھے ہٹتے ہیں تو یہ ایک فوجی شکست ہو گی اور اگر وہ اسے جاری رکھتے ہیں تو وہ اقتصادی بحران کا شکار ہو جائیں گے۔ وراثت میں دو جنگیں ملی ہیں اور وہ ان میں سے ایک کو بھی جاری رکھنے کا روادار نہیں ہے اور اب ہم اللہ کی نصرت سے اس کے لیے مزید نئے محاذ کھولنے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

صبر بہترین ہتھیار ہے اور تقویٰ بہترین سواری۔ اگر ہم شہادت کا مرتبہ پا جائیں تو یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ میں تمام مسلم اُمہ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں اور جو صبر عطا کیا ہے اس کی بدولت ہم اگلے سات سال تک جہاد جاری رکھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس سے اگلے سات سال اور پھر ان سے بھی اگلے سات سال اللہ کی نصرت کے سہارے یہ جہاد جاری رکھیں گے۔

اے امت مسلمہ! تمہیں اپنے دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد جاری رکھنے کے لیے اپنے مجاہد بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اپنے دشمنوں کو عراق و افغانستان اور باقی تمام محاذوں (جو کہ صہیونی طاقتوں نے تمہارے خلاف تمہارے علاقوں فلسطین، وزیرستان، اسلامی مغرب اور صومالیہ میں کھول رکھے ہیں) پر اُلجھائے رکھنے کے لیے تم پر واجب ہے کہ تم اپنے مال اور جان سے مجاہدین کی مدد کرو۔ یہ اللہ رب العزت کی خاص عنایت ہے کہ مجھے خود جہاد میں شرکت کا تجربہ ہے اسی لیے میں اس کے مالی معاملات سے واقف ہوں۔

خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اللہ رب العزت توفیق دیں کہ وہ اپنے دین کی اس فتح میں حصہ دار بنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا دفاع کر سکے۔ آج مجاہدین کی مشکلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی مشکلات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ جب ایک موقع پر آزمائش کی گھڑیوں میں سیدنا عثمانؓ بن عفان نے مجاہدین کے سارے لشکر کے ساز و سامان کا اہتمام کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آج کے بعد عثمانؓ سے جو بھی (خلاف اولیٰ) کام ہو جائیں تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہ ہو گا"۔

پس میری عزیز امت! کون ہے جو آج سیدنا عثمانؓ کے جذبے کی طرح اس مشکل وقت میں آگے آئے گا؟ مجھے معلوم ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی لالچ، مسلمان تاجروں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ بلکہ امریکہ اور علاقے میں موجود اس کے ایجنٹوں کا خوف انہیں اس کام سے روکے ہوئے ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ کوئی بہانہ نہیں اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (التوبہ:۱۳)

"کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو"۔

پیاری امت مسلمہ! دین کی سالمیّت اور حفاظت کے لیے ہجرت ایک ضروری عمل ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف سے مجبور کر دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان، قبیلہ، گھر اور سرزمین مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ لہٰذا آپ لوگوں کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے اور اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ہمارے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین ترکہ اور نمونہ چھوڑا ہے۔ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ اپنی سچی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے دین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ (العنکبوت:۵۶)

"اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! یقیناً میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ"۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۹۷)

”جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے۔ ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے“۔

اے امت محمد! جنگیں، مصائب و مشکلات اور راہِ حق میں آزمائشیں اپنے ساتھ (ہمارے لیے) تحفے لاتی ہیں اور دانا ایسے مواقع ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پس تمہارے پاس ایک بہترین موقع ہے کہ تم اپنے ساتھ ہونے والے ظلم اور ناانصافیوں (جو کہ کئی دہائیوں سے اندرونی و بیرونی طرف سے جاری ہیں) کے خلاف مزاحمت کرو اور طاقت کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کرو۔ وہ لوگ جو تمہیں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے انتخابات کا راستہ اختیار کرنے کے لیے مغرب کی مثال دیتے ہیں، وہ تمہیں دھوکہ میں رکھتے ہیں اور تم سے جھوٹ بولتے ہیں۔ تمہیں اس راستے پہ چلانے والے یا تو کفار اور ان ایجنٹوں کے خوف میں مبتلا ہیں یا وہ دولت اور اعلیٰ مقام کے حصول کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تمہیں جس مغرب کی جمہوریت کی مثالیں دیتے ہیں اس مغرب نے اپنے حقوق ہتھیاروں اور انقلاب کی طاقت سے حاصل کیے تھے۔ جیسا کہ امریکہ پر قبضے کے لیے لڑی جانے والی سات سالہ طویل جنگ میں فرانس اور برطانیہ نے اخراجات کے لیے اپنی عوام پر بھاری ٹیکس لگائے۔ جس نے ان دو ممالک کو بھی اقتصادی بحران کا شکار کیا ہے۔ فرانس کا بادشاہ لوئس کہتا تھا: ”میں ریاست ہوں اور ریاست مجھ میں ہے“۔ (یہی چیز مسلم ممالک کے حکمرانوں پر ثبت ہوتی ہے)۔ رعایا پر دباؤ اور ناانصافیوں نے انقلاب فرانس کو ہوا دی، فرانسیسی لوگوں نے اس ظلم کے خلاف بہترین راستہ چنا، وہ بادشاہ کے باغی ہو گئے جو اُن کے خون اور دولت کو چوس رہا تھا۔ انہوں نے لوئس کو اقتدار سے اٹھا باہر پھینکا اور اس کا سر 'گلویٹن' (سر قلم کرنے کی مشین) میں دے دیا۔

بالکل اسی طرح کے اقتصادی بحران کی وجہ سے امریکہ کے لوگ برطانیہ سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے باغی ہو گے تھے اور انہوں نے ایسا کرنے کے لیے ایسا کوئی جمہوری طریقہ اختیار نہیں کیا، جیسا آج افغانستان، عراق اور دوسری جگہوں پر ہمیں دھوکہ دینے کے لیے انتخابات کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے، بلکہ انھوں نے اپنے حقوق خون بہا کر اور ہتھیار اُٹھا کر حاصل کیے۔ ہمارے ممالک جو کہ جابروں کے تسلط میں ہیں اِن میں رائے شماری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ صرف فریب میں مبتلا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اور اس قابل افسوس امر سے ہمیں آگاہ رہنا چاہیے کہ ہمارے بہت سے علما اور مبلغ اِس بڑے دھوکے اور فریب کی حمایت کرتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اسلامی سر زمین میں امیر کا تقرر اور شورائی نظام ہوتا ہے۔ تاہم ہمیں یقین ہے کہ مغربی طرز جمہوریت نہ صرف ایک کھلا فریب ہے بلکہ یہ ہمارے دین میں ایک ناقابل قبول ایجاد (بدعت) ہے جو کہ شرک کے زمرے میں آتی ہے۔ مسلمان کبھی یہ گوارا نہیں کریں گے کہ ان پر اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور نظام مسلط کیا جائے۔ اور نہ ہی انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین ان کے لیے قابلِ قبول ہو سکتے ہیں۔ باہر سے حملہ آور، جارحیت پسندوں اور مرتد حکمرانوں کے خلاف، اللہ کی راہ میں اس وقت تک لڑنا جب تک اللہ کا کلمہ غالب نہ آ جائے، ہمارے دین کا ورثہ ہے۔

آخر میں، میں اپنے فلسطینی بھائیوں سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے صبر کا بہترین اجر دے اور اللہ تمہاری شہادتوں کو قبول فرمائے، تمہارے زخموں پر مرہم رکھے اور میری دعا ہے کہ اللہ متاثرہ خاندانوں کو صبر دے اور بہترین صلہ عطا فرمائے (آمین)۔

میرے فلسطینی بھائیو! آپ لوگ بری طرح متاثر ہوئے ہیں جیسا کہ آپ کے آباؤ اجداد پچھلے نو سو سالوں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ ہماری اور پورے دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے ایسے ہی مصائب کا ہمیں بھی سامنا ہے۔ لیکن آپ کی طرح مجاہدین کے بھی حوصلے بہت بلند ہیں۔ مجاہدین کو بھی اسی طرح کی فضائی بمباری کا سامنا ہے اور آپ ہی کی طرح انہوں نے بھی اپنے پیاروں، اپنے عزیزوں کو کھویا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں اور بے شک ہم اُسی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس سال آپ آفتابِ فتح کے نمودار ہونے اور صہیونی طاقتوں کے زوال کی خوشخبریاں سنیں گے اور ان شاء اللہ اس کے علاوہ مزید بھی بہت کچھ۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ۔ صہیونی طاقتوں کے خلاف جہاد میں ہماری منزل مشترک ہے۔ پس ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک غلبہ نہیں پا لیتے یا پھر اللہ کی راہ میں شہادت ہمارے ہم نشیں نہیں ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۗ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران: ۲۰۰)

”اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ“۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم

وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

القدس کی آزادی ہماری گردنوں پر قرض ہے

ڈاکٹر شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

تمام تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں اور درود و سلام ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم، اور ان کی آل پر۔

میرے تمام مسلمان بھائیو!، اللہ تعالیٰ تم پر رحمتیں نازل کرے۔ امابعد!

یہود کی مسجد اقصیٰ مبارک پر بار بار جارحیت اور عمومی طور پر فلسطین میں اور خصوصی طور پر القدس میں ہمارے لوگوں کے خلاف ان کے مسلسل جرائم سے ہر جگہ مسلمانوں کو تکلیف اور دھچکا لگا ہے۔ جو کچھ آج القدس میں ہو رہا ہے یہ جہاد کا ایک نیا دور ہے۔ مبارک ہوں مجاہدین کے وہ ہاتھ جو فلسطین اور اقصیٰ کا دفاع چھریوں، گاڑیوں پتھروں اور ہر اس چیز سے کر رہے ہیں جو ان کے پاس ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ان استشہادین (فدائیوں) کے لیے اجر طلب کرتا ہوں کہ جو یہود پر وار کر رہے ہیں حالانکہ انہیں خوب معلوم ہیں کہ وہ خود یہودیوں کے نشانے پر ہیں اور کسی وقت بھی قتل کیے جاسکتے ہیں۔ اللہ پاک ان کی شہادت کو قبول فرمائے اور ان کو اعلیٰ ترین درجات عطا فرمائے اور ان کی قربانی کو ہر مسلمان کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے جو اپنے عقیدے، امت اور دین میں وفادار ہو، آمین۔

میرے مسلمان بھائیو! جو کوئی القدس کو آزاد کروانا چاہتا ہے تو القدس اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے:

پہلا: مغرب پر ضرب لگانا! خصوصاً امریکہ کو خود اس کے گھر کے اندر نشانہ بنانا۔ اور ان کے مفادات پر حملہ کرنا جو کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف اسرائیل کی حمایت پر اس کے حامیوں کو ان کے خون اور معیشت کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ ہمیں ان عملیات کو جاری رکھنا چاہیے جو ۱۱ ستمبر کے مبارک حملوں، میڈرڈ، بالی، لندن اور پیرس کی کارروائیوں کی صورت میں ہوئیں۔ اور رمزی یوسف، محمد عطا، امروزی، ندال حسن، عمر الفاروق،، شہزاد تنویر، محمد میراح وغیرہ بھائیوں کے طریقوں کو جاری رکھنا چاہیے۔

دوسرا: مسلم امہ کو فلسطین کی آزادی کے لیے متحرک کرنے کے لیے اسلامی ریاست کا مصر اور شام میں قیام! اس کے لیے اتحاد کی ضرورت ہے، آپس کے تنازعات کو ختم کیجیے، مجاہدین آپس کی لڑائیوں کو بند کریں!

میرے مسلمان بھائیو!، اطراف واکناف اور جماعتوں میں موجود مجاہدین! کاشغر سے لے کے تانغیر تک، گروزنی سے مقدیشو تک! اے جہاد والے لوگو! تقویٰ والے لوگو! اخلاق اور تہذیب والو! مجاہدین کے ہر گروہ سے تعلق رکھنے والو! آج ہمیں امریکی، یورپی، روسی، رافضی اور نصیری جارحیت کا سامنا ہے جو ہمیں اُس وقت کی یاد دلاتا ہے جب عباسی خلافت کے خلاف تاتاریوں کے ساتھ رافضی اتحاد ہوا تھا اور انہی (روافض) کا اتحاد عثمانی خلافت کے خلاف فرانسیسیوں کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ مشرقی ترکستان سے لے کر مراکش تک اس شیطانی اتحاد' جو کہ دین اسلام، امت مسلمہ اور اسلامی سرزمینوں کے خلاف جارحیت پر اترا ہے' کے مقابلے میں ہمیں متحد ہو کر ایک مستحکم دیوار کی مانند کھڑا ہونا ہے! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکی، روسی، ایرانی، علوی اور حزب اللہ آپس میں ہمارے خلاف جنگ میں تعاون کر رہے ہیں۔ تو کیا ایسے میں ہم آپس کے تنازعات کو حل کر کے اپنی ساری قوت کو ان کے خلاف نہیں لگا سکتے؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: اللہ کی قسم! سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پہاڑ جیسا لشکر جرار ترتیب دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "میں بالکل واضح لشکروں کو دیکھ رہا ہوں کہ جو اپنے مخالفین کو قتل کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے"۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ 'جو حقیقت میں ان دونوں افراد میں بہترین تھے' نے ان سے کہا: "اے عمرو! اگر انہوں نے ان کو اور انہوں نے ان کو (یعنی ایک دوسرے کو) قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی خدمت کے لیے کون رہ جائے گا؟ میرے پاس ان کی عورتوں کے لیے کون باقی رہے گا؟ میرے پاس ان کے بچوں کے لیے کون باقی رہے گا؟" پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے قبیلے بنو عبد الشمس سے دو آدمیوں عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن قریض کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ ان (یعنی حسن رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور ان سے مذاکرات کرو اور ان سے بات چیت اور التجا کرو"۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ کہتے سنا:

> "میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار لوگوں کو دیکھتے اور ایک بار حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اور فرما رہے تھے "یہ میرا بیٹا سید (یعنی معزز) ہے اور اللہ پاک اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا"۔

مسلم سرزمینوں میں موجود میرے مجاہد بھائیو! شام کا محاذ فلسطین کی آزادی کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اور وہاں مجاہدین کا اتحاد اور کلمہ توحید کے گرد اکٹھا ہونا فتح کا دروازہ ہے، باذن اللہ! لہٰذا مسلم امہ کو بالعموم اور مجاہدین کو بالخصوص باہمی اتحاد کی حوصلہ افزائی کے لیے عمومی اعلان ترتیب دینا چاہیے۔ تا کہ مجاہدین کی ساری جدوجہد ایک دوسرے کے خلاف لڑائی ہی کی نذر نہ ہو جائے۔ جب کہ دوسری جانب مغربی صلیبی اور روسی ان کے خلاف

روافض، نصیری اور سیکولرز کے ساتھ متحد ہیں۔ کیا یہ تقویٰ اور سمجھ داری میں سے نہیں ہے کہ مجاہدین کی باہمی جنگوں کو ختم کر کے اپنی ساری کوششوں کو جارحانہ شیطانی اتحاد کے خلاف متوجہ کیا جائے جو امت مسلمہ پر حملہ آور ہے اور جس نے عراق اور شام پر قبضہ جمایا ہوا ہے؟

امام ابن کثیر رحمہ اللہ 'سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آپس کے تنازعے کے دوران میں ایک دوسرے کے اوپر مکمل کنٹرول کسی کو حاصل نہ ہو پایا۔ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ! رومی بادشاہ 'حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شکست اور ذلیل ہونے کے بعد اب لالچی ہونے لگا۔ سو جب اس نے دیکھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں تو اس نے بڑے پیمانے پر ایک لشکر ترتیب دیا اور کسی سمت چل دیا۔ تب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا:

"اللہ کی قسم! اگر تم نہیں رُکے اور واپس اپنی زمین نہیں لوٹے اے خبیث! تو میرا پھوپی زاد بھائی (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور میں دونوں ایک ساتھ مل کر تمہارے خلاف آئیں گے اور تمہیں تمہاری ساری زمینوں سے نکال باہر کریں گے اور زمین کو اپنی وسعت کے باوجود تمہارے لیے تنگ کر دیں گے"۔

روم کا بادشاہ خوف زدہ ہو کر رُک گیا اور جنگ بندی کے معاہدہ کی درخواست کرنے لگا۔

اے تمام جماعتوں اور محاذوں پر موجود مجاہدین! رومی بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ مسلم سرزمین کی طرف بڑھا تو ہمارے سردار معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس زبردست خطرے کے خلاف کس طرح اس کے ساتھ معاملہ کیا۔ اور ہم کئی دہائیوں سے اسلام کے دشمنوں کی جارحیت کا شکار ہیں اور جہادی گروہ اسی جارحیت کے سائے میں پروان چڑھے۔ باجود اس کے مسلمانوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی ہے۔ کیا ان معاملات میں ہمارے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ اور اسوہ' باہمی اتحاد کا لائحہ عمل بنانے کے لائق نہیں؟

ہر خطے، ملک اور ہر محاذ و مجموعے میں موجود اے میرے مجاہد بھائیو! شام اور مصر میں ہماری جنگیں پوری اسلامی تاریخ میں فتح کا دروازہ رہی ہیں۔ یہ ایک وسیع و عریض معرکہ ہے۔ یہ مرتد نظاموں اور رافضی صلیبی اتحاد جو ان کے مددگار ہیں کو ختم کرنے کے لیے مسلح جدوجہد کا معرکہ ہے۔ یہ معرکہ ہے جس کی حمایت امت کو افراد، اموال، وسائل، ماہرین اور دعاؤں کے ذریعے کرنی چاہیے۔

یہ معرکہ دعوتی جدوجہد کا ہے کہ پوری طرح واضح کیا جائے کہ اسلام کا نظریہ جہاد اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے ہے اور سیکولر قوم پرستانہ نظاموں کو باقی رہنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال:۳۹)

"اور قتال کرو ان سے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے"۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔

یہ معرکہ سیاسی جدوجہد کا ہے کہ اس سے امت کو قائل کیا جائے کہ ہمارا عمل اس کے عین مطابق ہے جس چیز کے لیے ہم بلاتے ہیں نہ کے اس کے برخلاف۔ اور ہمارا مقصد عام مسلمانوں کو مجاہدین سے الگ تھلگ رکھنا نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے طرز عمل سے مسلمانوں کو ثابت کرنا ہوگا کہ ہم حقیقتاً اپنا فیصلہ شریعت کے مطابق کرنے کے خواہاں ہیں، اور یہ کہ ہم اپنے وعدوں کو قائم رکھتے ہیں، اور یہ کہ ہم مسلمانوں کی حرمت کے درپے نہیں رہتے۔ اور ہم تکفیر میں مبالغہ آرائی نہیں کرتے، اور یہ کہ ہم باہم مسلمانوں میں سب سے نرم خو ہیں اور یہ کہ ہم مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط ہونا نہیں چاہتے! لیکن ہم امت سے یہ ضرور چاہتے ہیں کہ وہ مشورہ اور مقبولیت سے اپنے امام کو منتخب کریں تاکہ خلافت دوبارہ سنت نبوی علی صاحبھا السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کے مطابق بحال ہو۔

یہ جنگ سیاسی جدوجہد سے ہمارے لوگوں پر آشکارا کرنے کی ہے کہ یہاں بہت سی ایسی جماعتیں ہیں جو اسلامی جدوجہد سے منسوب ہیں جیسے اخوان المسلمین وغیرہ جو دین اور اس دنیا دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں۔ انہوں نے اسلام اور امت کے دشمنوں میں سے بدعنوان سیاست دانوں اور لادین فوج کے ساتھ اتحاد کیا۔ انہوں نے ان مجرمین کو استثنیٰ دیا اور ان کے قبیح چہروں کو بنا سنوار کر پیش کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی گردنوں کو قابو میں رکھنے کے لیے سیسی، محمد ابراہیم اور یحیی القائد السبسبی جیسے مجرمین کو پروان چڑھایا۔ انہوں نے اپنے آپ کو مطیعانہ معاہدے کے ذریعے اسرائیل کے سپرد کیا۔ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ طاقت حاصل کرنے کے لیے بہر صورت سیکولر آئین کو قبول کرنا اور اسرائیل کے آگے تسلیم ہونا ہوگا۔

فلسطین کو ایسے گمراہ طریقہ کار سے بچانے کے لیے کلمہ توحید کے گرد اہل تقویٰ، اہل جہاد اور اہل توحید کو فلسطین میں ہمارے لوگوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا۔ انہیں چاہیے کہ وہ ان کو (یعنی فلسطینی مسلمانوں کو) کلمہ توحید کی سربلندی کے لیے جہاد اور فلسطین کا سودا کرنے والوں کا ساتھ چھوڑنے کی دعوت دیں۔ انہیں چاہیے اس بات کی طرف بلائیں کہ شریعت کو ہر آئین اور قانون سے بالادست رکھا جائے۔

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

مسجدِ اقصیٰ کی بندش اور مسلم ممالک کی مجرمانہ بے حسی

اسامہ سعید

مودی کا دورہ اسرائیل: مودی کے حالیہ اسرائیل کے دورے میں دونوں جانب سے اس بات پر مکمل اتفاق کیا گیا کہ فلسطینی مجاہدین اور کشمیری مجاہدین میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے خلاف مل کر لڑا جائے گا۔ بھارت اسرائیل کے دفاعی و فوجی تعلقات نئے نہیں لیکن ان تعلقات میں تبدیلی یا یوں کہیں ان تعلقات کو اب رسمی طور پر ظاہر کرنے اور ان کو ترقی دینے میں ایک بنیادی جزو عرب ممالک کی فلسطین کے متعلق بدلتی پالیسی ہے۔ اس سے قبل بھارت عرب خصوصاً خلیجی ممالک سے بہتر تعلقات کا خواہاں تھا اور ان کی ناراضی کے خدشے کے پیش نظر اسرائیل سے تعلقات میں قدرے محتاط تھا۔ اب چونکہ یہ حقیقت بھارت بھی جان چکا ہے کہ کہ عرب ممالک خود فلسطین کے متعلق معذرت خواہانہ رویہ اپنارہے ہیں لہٰذا اب بھارت کو کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی کہ وہ اسرائیل کے موقف کی کھل کر حمایت کرے۔ گجرات کے قصائی مودی اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے نیتن یاہو کے درمیان فطری طور پر گاڑھی چھنتی ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے مودی سے قادیانیوں کے رہنما عودے شریف سے بھی ملاقات کروائی۔ مودی نے عودے شریف کو یقین دہانی کروائی کہ بھارت میں قادیانیوں کی سپورٹ جاری رکھی جائے گی۔ بھارت اسرائیل کے مابین دفاع، تجارت اور دوسرے کئی شعبوں میں تعاون پر معاہدے ہوئے۔ بھارت اسرائیل کے ہتھیاروں کا سب سے بڑا خریدار ہے جب کہ روس کے بعد اسرائیل بھارت کو ہتھیار فراہم کرنے والے ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے جو حالیہ معاہدوں پر عملدرآمد سے پہلے نمبر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اسرائیل نے ۱۹۶۲ء میں چین بھارت جنگ کے علاوہ پاکستان بھارت جنگوں میں بھی بھارت کو بھرپور اسلحہ فراہم کیا۔ مودی کے دورے سے قبل ہی بھارت کے اسرائیلی کمپنیوں سے صرف خلا اور ہوائی جہاز کی صنعت سے متعلقہ شعبوں میں ۲ اعشاریہ ۶ بلین ڈالر کے معاہدے طے پاچکے تھے۔ یہ معاہدے صرف بیچنے کی حد تک نہیں بلکہ بھارت کو ٹیکنالوجی کی منتقلی بھی شامل ہے۔ سٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ کے مطابق بھارت ایشیا میں دفاع پر خرچ کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ بھارت اپنی جی ڈی پی کا ۳ فی صد خرچ کر رہا ہے، چین اپنی جی ڈی پی کا ایک اعشاریہ ۹ فی صد دفاع پر خرچ کر رہا ہے جب کہ پاکستان جیسا غریب اور قرضوں میں جکڑا مقروض ملک اسکے مقابلے میں حیرت انگیز طور پر دو اعشاریہ ۳ فیصد پر ہے۔ کولیشن سپورٹ فنڈ، اور دوسرا ساز و سامان اس کے علاوہ ہے جو پاکستانی افواج کو اسلام پسندوں کی سرکوبی کے لیے عنایت کیا جاتا ہے۔ یہ پیسہ ڈی ایچ اے سکیموں اور جرنیل صاحبان کی بیگمات کے سرخی پاؤڈر کے علاوہ کہاں اور کس طرح خرچ ہوتا ہے اس کے کسی قسم کے آڈٹ، یا تحقیقاتی کمیشن کے قیام کا مطالبہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے مگرمچھ کے منہ میں ہاتھ دینا۔ یقیناً مقدس گائے ان لوازمات سے اول تا آخر مستثنیٰ ہے۔ نہ تو ان سے کشمیر کا سودا کرنے کے متعلق کچھ پوچھا جاسکتا ہے نہ ان سے اس بابت کچھ دریافت کیا جاسکتا ہے کہ جب اسرائیل ببانگ دہل بھارت کو پاکستان کے خلاف تیار کر رہا ہے تو ایسے موقع پر ان دونوں ممالک کو انٹیلی جنس معلومات کی فراہمی کس خوش فہمی کا شکار ہو کر دی جارہی ہے۔ نہ صرف اسرائیل بلکہ بھارت کو بھی کشمیری مجاہدین کے متعلق انٹیلی جنس معلومات فراہم کرکے یہ تصور کر رہے ہیں کہ یہ دونوں ممالک پاکستان دشمنی سے باز آجائیں گے۔

فلسطینی نوجوانوں کے نشانے: ۱۴ جولائی کو تین فلسطینی نوجوانوں نے صبح سات بجے مسجد اقصیٰ کے باب الاسباط کے باہر تعینات اسرائیلی سیکورٹی اہل کاروں پر حملہ کیا جس میں ۲ اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ حملہ آوروں میں انیتس سالہ محمد احمد جبارین، محمد عبد الطیف جبارین، محمد احمد مفضل جبارین جو ایک ہی خاندان اور علاقے ام الفہم سے تھے۔ تینوں حملہ آوروں کا کسی قسم کا کوئی سابقہ ریکارڈ یا کسی تنظیمی تعلق کا ثبوت نہیں مل سکا۔ البتہ ایک حملہ آور نے حملے سے چند لمحات قبل سوشل میڈیا پر پوسٹ کی کہ

"کل کی مسکراہٹ زیادہ خوب صورت ہوگی ان شاء اللہ"۔

اسرائیل، جس کو اب تجزیہ نگار ایک سیکورٹی ریاست گردانتے ہیں جو بہت سے ممالک کو سیکورٹی اور جاسوسی کے آلات بیچ رہا ہے فلسطین کے چپے چپے پر سیکورٹی کا جال بچھائے ہوئے ہے، سیکورٹی کیمرہ، چیک پوسٹیں، شاپنگ مالز، سکول ہسپتال غرض ہر جگہ تلاشیاں اب معمول کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کی مانیٹرنگ بھی بڑے پیمانے پر کی جارہی ہے، سوشل میڈیا مانیٹرنگ کے نتیجے میں ۴سو کے قریب فلسطینی گرفتار کیے جاچکے ہیں۔

عرب راجواڑے... اقصیٰ کے غدار: ان اقدامات کے باوجود فلسطینی نوجوانوں کی مزاحمت ایک ایسے وقت میں سامنے آرہی ہے، جب فلسطینیوں کو ملنے والی غیر ملکی سفارتی اور اخلاقی امداد بھی بتدریج کم ہوئی ہے فلسطینی مزاحمت ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ ایک طرف عرب ریاستیں ہیں جو فلسطین کی مالی یا عسکری مدد تو درکنار اب اخلاقی حمایت سے بھی کنارہ کش نظر آتی ہیں۔ آل سعود، عرب امارات کے حکمران، مصر کا سیسی اور اردن کا شاہی خاندان... یہ سب مل کر امریکہ اور اسرائیل کے غزہ کے مسلمانوں سے متعلق نئے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے خفیہ تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اس نئے منصوبے کے تحت غزہ کو مسلمانوں سے مکمل طور پر خالی کروایا جائے گا اور یہاں کے مسلمانوں صحرائے سینا کے بنجر، غیر آباد، ویران اور اجاڑ علاقے میں بسایا جائے گا۔ نئے

سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کی جان نشینی بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے اور یہ ولی عہد 'عرب اسرائیل سفارتی، سیاسی اور عسکری تعلقات کو مکمل طور پر بحال کرنے کے مشن پر ہے۔

فلسطین میں جاری حالیہ کشیدگی پر بحیثیت مجموعی تو مسلمان ممالک میں خاموشی ہی چھائی رہی۔ ہاں یہ ضرور دیکھنے میں آیا کہ ترکوں کی جانب سے فلسطینیوں کی حمایت میں لاکھوں افراد کی ریلی نکالی گئی ۔ اردن جس کی آبادی میں سات لاکھ سے زائد وہ افراد ہیں جو فلسطین سے ہجرت کرکے اردن منتقل ہوئے، فلسطین میں جاری حالیہ جھڑپوں کشیدگی اور اردن میں ممکنہ عوامی ردعمل کے باعث اردنی حکومت نے غیر متوقع طور پر اسرائیل کی جانب سے مسجد اقصیٰ میں نئی تنصیبات کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ اسی دوران اردن میں قائم اسرائیلی سفارت خانے کے سیکورٹی اہل کار نے سفارت خانے میں آنے والے ۲ فلسطینیوں کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ یہ دونوں کارپینٹر (بڑھئی) تھے۔ اسرائیلی سفارت خانے کا دعویٰ تھا کہ ان دونوں نے سیکورٹی اہلکار پر سکریوڈرائیور سے حملہ کیا جس پر اسے گولی چلانی پڑی۔ مزید یہ کہ اسرئیلیوں کو جنیوا کنونشن کے تحت استثنیٰ حاصل ہے لہٰذا اردنی حکام کو بھی قتل کرنے والے سیکورٹی اہل کاروں سے تفتیش کی اجازت نہیں دی گئی۔ بظاہر معاملہ ریمنڈ ڈیوس کی طرز کا تھا جس میں اردنی حکومت نے عوامی ردعمل سے بچنے کے لیے کچھ ناراضی کا اظہار کیا اور اسرائیلیوں کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ دوسری جانب اِنہی اسرئیلی اہل کاروں کا واپس اسرائیل پہنچنے پر پرتپاک استقبال کیا گیا اور انہیں ہیرو قرار دیا گیا۔

اِنہی حالات میں امام کعبہ شیخ سدیس کا کہنا ہے کہ مسجد اقصیٰ اسرائیل کا اندرونی معاملہ ہے۔ قطر پر ایران، طالبان، اخوان اور حماس کے ساتھ تعلقات کا الزام لگانے والے خود عراقی شیعہ رہنما مقتدیٰ الصدر کو سعودی عرب بات چیت کے لیے مدعو کرتے ہیں۔ اسی سال فروری میں سعودی وزیر خارجہ نے عراق کا دورہ بھی کیا جو پچھلے ستائیس سالوں میں کسی بھی سعودی حکومت کے ذمہ دار کا عراق کا پہلا دورہ تھا۔ امریکہ میں تعینات متحدہ عرب امارات کا سفیر قطر کے ساتھ تنازعات کے معاملے پر انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم یعنی متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور دوسرے عرب اتحادی مشرق وسطیٰ کو مستقبل میں سیکولر دیکھنا چاہتے ہیں جب کہ قطر ان اہداف میں رکاوٹ ہے۔ قطر کے دوسرے عرب ممالک کے ساتھ تنازعات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ اب قطر سے حجاج کرام براہ راست قطری ایئرلائن کے ذریعے سعودی عرب نہیں جاسکتے۔ ان باتوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ قطر نے مسلم امہ کی ترجمانی کرتے ہوئے کوئی بڑے اور واضح اقدامات اٹھالیے ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ امریکہ کی غلامی میں قطر بھی پیش پیش ہے، مشرق وسطیٰ میں اس وقت سب سے بڑا امریکی فوجی اڈا 'العدید ایئر بیس' قطر میں ہے، جہاں آٹھ سے دس ہزار امریکی فوجی موجود ہیں۔ ایک بلین ڈالر کے ذاتی خرچے سے تعمیر شدہ یہ العدید ایئر بیس موجود قطر میں موجود رہے گا، جہاں سے امریکی طیارے لیبیا افغانستان عراق اور شام پہ بمباری کرنے کے لیے ستاتے، تازہ دم ہوتے اوراڑان بھرتے ہیں۔ بغداد سے محض سات سو میل کی دوری پہ واقع یہ امریکی فضائی اڈہ خلیج کا طویل ترین رن وے پر مشتمل ہے جس میں ۱۲۰ طیاروں کی گنجائش موجود ہے جن میں دو درجن امریکی طیارے افغانستان پہ امریکی حملوں کے لیے تیار طیاروں کے لیے ری فیولر کا کام کرتے ہیں۔ دل چسپ امر یہ ہے کہ سعودیہ کو قطر میں موجود امریکہ کے اس ایئر بیس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں۔ امریکہ کے اسٹیٹ سیکریٹری ریکس ٹرلسن کے مطابق موجودہ بدلے ہوئے حالات میں یہ سب بھی ایسے ہی چلتا رہے گا۔ طیارے اڑتے رہیں گے بم باری ہوتی رہے گی۔ امریکہ کا اتحادی ہونے کے باوجود قطر کا اخوان اور فلسطینی مزاحمت کو اخلاقی حمایت دینا اس کی کسی حد تک آزاد خارجہ پالیسی کی طرف ایک چھوٹا سا قدم تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ مشرق وسطیٰ میں جاری اہل سنت کی خونریزی ان اقدامات سے کہاں تھمنے والی ہے۔ لیکن پھر بھی اندازہ لگایئے عرب ریاستوں پر مسلط ان امریکی غلاموں کی ذہنی بلوغت اور پستی کا کہ خطے میں جاری اہل سنت کے قتل عام کو روکنے کی بجائے ان غیر اہم معاملات پر ایک دوسرے کے خلاف یوں کھڑے ہیں گویا کفار کے مدمقابل ہوں۔ امریکہ اور مغربی ممالک کو یوں شکایتیں لگاتے پھر رہے ہیں جیسے اسرائیل کی شکایتیں لگارہے ہوں۔ ان امریکی غلاموں کی حالت زار سقوط غرناطہ سے قبل آپسی چپقلشوں میں الجھے خائن حکمرانوں جیسی ہے جو عیسائی حملہ آوروں کے ساتھ مخالف فریق کو شکست دینے کے لیے گٹھ جوڑ کرتے۔

سعودی شہزادے ولید بن طلال کے اسرائیل کے حق میں متنازعہ بیانات بھی اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں جس پر جب ردعمل آتا ہے تو کبھی دیئے جانے والے بیانات سے مکر جاتا ہے اور کبھی اخبارات سے بیانات کو توڑ مروڑ کر چھاپنے کا گلہ کرتا ہے۔ دوسری طرف اسرائیلی اخبارات جو کچھ ولید بن طلال کی طرف منسوب کرکے چھاپتے ہیں وہ واضح اشارہ ہے کہ اندرون خانہ سعودی اسرائیل تعلقات ترقی کر رہے ہیں بس عوامی ردعمل سے بچنے کے لیے پاکستان کی طرح ان تعلقات کو پوشیدہ ہی رکھا جاتا ہے۔

''اسلام کا قلعہ'' بھی خاموش: صرف عرب ریاستیں ہی نہیں بلکہ پاکستان جو اس سے قبل سفارتی سطح پر زبانی کلامی ہی فلسطینیوں کی حمایت میں جو دو چار الفاظ ادا کرتا تھا اب یہ بھی ہونٹ سیے ہوئے ہے۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ یہ وہی نام نہاد کلمہ گو حکمران ہیں جو ٹرمپ کی ایک کال پر سعودی عرب کانفرنس میں سجدہ ریز ہونے پہنچ گئے مسجد اقصیٰ کی صداؤں پر کان بند کیئے ہوئے ہیں۔ اور کریں بھی کیوں نہ جو اپنے ملکوں میں مسجدوں کو خون میں نہلانے سے نہ چوکتے ہوں ان کے لیے کون سے اچنبھے کہ بات ہے کہ اسرائیل 'مسجد اقصیٰ کو فلسطینی مسلمانوں کے خون سے رنگین کردے۔ ضیاء الحق کے فلسطینیوں کے لیے گئے ''کارنامے'' بھلا کون بھول سکتا ہے جسے دنیا بلیک ستمبر سے جانتی

ہے۔ جب اردنی حکومت نے اردن میں فلسطینیوں کی سرکوبی کا فیصلہ کیا تو اس کام کی ذمہ داری ضیاء الحق کو دی گئی جو اس وقت بریگیڈیئر کے عہدے پر فائز تھا۔ ضیاء نے اردنی سپاہیوں کی قیادت کرتے ہوئے ایک اندازے کے مطابق پچیس ہزار فلسطینی قتل کئے۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ اسرائیلی وزیر اعظم کو بھی کہنا پڑا کہ "اتنے فلسطینی ہم نے ۲۰ سال میں نہیں مارے جتنے انہوں نے گیارہ دن میں مار دیے"۔

پاکستانی میڈیا کا مسجد اقصیٰ کی بندش اور فلسطینی مسلمانوں کی شہادتوں کو یکسر نظر انداز کرنا بھی ان کی زرد صحافت کو بے نقاب کرتا ہے۔ چند سال قبل آج ٹی وی چینل کا اینکر طلعت حسین فلسطین امدادی اشیاء لے جانے والے ترک بحری جہاز 'فریڈم فلوٹیلا' پر سوار تھا۔ اس جہاز پر اسرائیلی اہل کاروں نے کمانڈو ایکشن کرتے ہوئے عملے اور جہاز میں سوار افراد کو گرفتار کر لیا جن میں طلعت حسین بھی شامل تھا۔ آج ٹی وی نے اپنے اینکر کی گرفتاری کے باعث نشریات مکمل طور پر اسی معاملے کے لیے وقف کر دیں، دوسرے چینلز نے بھی معاملے کو خوب اچھالا...اور وزرا اور اہم سیاسی شخصیات پر طلعت حسین کی رہائی کے لیے دباؤ ڈلوایا۔ صحافیوں کی جانب سے تند و تیز لہجوں میں سیاست دانوں پر واضح الزام لگایا گیا کہ پاکستان کی اندرون خانہ اسرائیلی حکام سے مختلف امور پر گفت و شنید رہتی ہے۔ تو جب تعلقات اور رابطے ہیں تو کیوں نہیں رہا کرواتے طلعت حسین کو۔

آئی ایس آئی ...اسرائیل کی محافظ: دسمبر ۲۰۱۰ء میں پاکستان اسرائیل تعلقات کے متعلق وکی لیکس کے انکشافات پاکستانی اخبارات میں شائع ہوئے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ اس وقت کے آئی ایس آئی کے سربراہ شجاع پاشا موساد سے براہ راست رابطوں میں تھا اور اس نے اسرائیل کو مطلع کیا کہ بھارت میں مجاہدین' اسرائیلیوں اور اسرائیلی اہداف کو نشانہ بنانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ شجاع پاشا کی جانب سے بھیجے جانے والے مراسلے میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ اپنے بھارتی ہم منصب سے بھی اس سلسلے میں ملنے کے لیے تیار ہے اور ان حملوں کو روکنے کے لیے کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔ رائٹرز نیوز ایجنسی کے نمائندے نے جب اس بابت آئی ایس آئی کے ایک افسر سے اس رپورٹ کی تصدیق کرنا چاہی تو جواب میں کہا گیا کہ رپورٹ سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے یعنی مطلب صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کی تردید نہیں کر رہا تھا، لیکن تصدیق کی صورت میں عوامی ردعمل کا خدشہ تھا اس لیے گول مول جواب پر اکتفا کیا گیا۔ یہ وہی نام نہاد نمبر ون خفیہ ایجنسی ہے جو عوام کو "را اور موساد" کے گٹھ جوڑ کا چورن بیچتی نہیں تھکتی۔ مودی کو نواز شریف کا یار بتلاتی ہے اور کلبھوشن کی پھانسی میں رکاوٹ نواز شریف کے بھارت میں کاروبار کی خبریں چلواتی ہے۔ لیکن اصلاً خود ہی را اور موساد سے تعاون کرتی ہے۔ ایک لمحے کے لیے فرض کیجیے اس قسم کے کسی رابطے اور تعاون کی خبر کسی پاکستانی سیاست دان کے حوالے سے سامنے آجائے تو پاکستانی میڈیا اور دوسرے سیاست دان اس کا کیا حشر کریں گے؟

اقصیٰ کے محافظ بیٹے: فلسطینیوں کی جانب سے ہونے والے حملوں کو روکنے میں ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حملے فلسطینی انفرادی سطح پر کر رہے ہیں جس کو روکنے میں اسرائیلی حکومت مکمل ناکام نظر آتی ہے۔ ۱۴ جولائی کو اسرائیلی اہل کاروں کی ہلاکت کے واقعے کا بہانہ بناتے ہوئے اسرائیلی حکومت کی جانب سے مسجد اقصیٰ کے اطراف اور اندرونی حصوں میں بڑے پیمانے پر سیکورٹی آلات کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا جو کہ دراصل اسرائیل کی اسی پالیسی کا حصہ ہے جس میں وہ وقتاً فوقتاً فلسطینیوں کو محدود کرنا چاہتے ہیں۔ چاہے یہ نئی یہودی بستیوں کی تعمیر کی صورت میں ہو یا مسجد اقصیٰ پر قبضے کی صورت میں۔ فلسطینیوں کی جانب سے سخت ردعمل اور احتجاج پر مسجد اقصیٰ کے لیے تالا بندی کے احکام بھی جاری ہوئے جس کا سخت ردعمل سامنے آیا۔ ۱۹۶۹ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز نہ ہو سکی۔ ہزاروں کی تعداد میں فلسطینی ڈھال کی صورت میں مسجد اقصیٰ کے گرد جمع ہو گئے اور مسجد اقصیٰ کی طرف آنے والی اسرائیلی سیکورٹی ہل کاروں کی گاڑیوں کو روکتے رہے۔ یہودیوں کا ایک گروپ بھی سیکورٹی کے حصار میں مسجد اقصیٰ میں جوتوں سمیت داخل ہوا اور اپنی مذہبی رسومات ادا کی۔ مسجد اقصیٰ کی یوں بے حرمتی پر اور یہودیوں کے جوتوں سمیت داخل ہونے پر شدید ردعمل آیا۔ جھڑپوں میں ۱۷۰ افراد زخمی ہوئے جب کہ حلامش کے علاقے میں ایک فلسطینی نے چاقو کے وار کر کے تین سیکورٹی اہل کار ہلاک کر دیے۔ بیس سالہ حملہ آور عمر العابد کو اسرائیلی اہل کاروں نے زخمی حالت میں گرفتار کیا بعد میں عمر العابد کے گھر پر چھاپہ مارا گیا اور عمر کے بھائی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح وقفوں وقفوں سے ہونے والی اسرائیلی جارحیت کے سامنے بند باندھنے کے لیے فلسطینی عوام نہتے اور اکیلے ہی اسرائیلیوں سے نبرد آزما ہیں۔ فلسطینی مسلمانوں کی یہ مزاحمت دنیا بھر کی جہادی تحریکوں کو بھی حرارت بخشتی ہے کہ ان کی نظریں بھی بیت المقدس پر مرکوز ہیں۔ یہ مزاحمت ان مصلحت پسند عناصر کے لیے بھی سوچ و فکر کا مقام ہے جن کے نزدیک وسائل کی کمی کے ساتھ ساتھ جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے کے لمبے چوڑے عذر اور دلائل ہیں۔

دنیا بھر میں جاری خیر و شر کے اس آخری عظیم معرکے میں شریک ہونے کے لیے بندہ مومن کو رب ذوالجلال کا فرمان ہی کافی تھا چہ جائیکہ وہ دوجہاں کا رب ساتھ ساتھ فتح و نصرت کی بشارتیں بھی سنائے اور ہم پھر بھی راہ جہاد سے پیٹھ پھیرتے رہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ

"جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیے جائیں گے"۔

(مسند احمد، رواہ الحاکم وصححہ)

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

قضیہ فلسطین: امتِ مسلمہ اور یہود و نصاریٰ کے مابین عداوت کی اہم وجہ

عبدالہادی

مسجدِ اقصیٰ اورارضِ فلسطین کی غیر معمولی اہمیت' اسلام کے اولین زمانہ سے ہی واضح حقیقت ہے۔ اقصیٰ، بنی اسرائیل میں مبعوث سبھی انبیاء و رسل علیہم السلام کا قبلہ ہے۔ بیت اللہ کے قبلہ بن جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا روئے مبارک اسی کی طرف کرکے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ فلسطین سے اہل اسلام کے تعلق کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ارضِ مبارک میں واقعہ اسراء و معراج پیش آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے نماز ادا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی بلندیوں کی طرف سفر کرایا گیا اور اللہ رب العالمین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کلام ہوئے اور پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر واپس لوٹے۔ اسی سرزمین پاک کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

> "پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، کہ جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے"۔ (بنی اسرائیل:۱)

جس کی فضیلت اور تقدس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند احمد میں مذکور طویل فرمان کے ایک حصے میں ملتا ہے:

> "میرے پاس براق لایا گیا، جو کہ سفید دراز جانور تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ وہ اپنا سم اپنی نگاہ کی حد کے پاس جا کے دھرتا ہے۔ میں اس پر سوار ہوا اور وہ مجھے لے چلا، یہاں تک کہ میں 'بیت المقدس' پہنچا"۔ (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سیدنا ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "عنقریب وقت آئے گا کہ آدمی کے پاس گھوڑے کی رسی جتنی زمین ہونا کہ جس سے اس کی نظر بیت المقدس تک جا سکے اس کے لیے پوری دنیا سے افضل ہوگا یا پھر یہ کہا کہ اس کے لیے دنیا ومافیہا سے افضل ہوگا"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، ج۶، ص۹۴۶)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

> "میں نے دریافت کیا: اے نبی! ہمیں بیت المقدس سے متعلق آگاہ کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارضِ محشر اور ارضِ منشر ہے"۔ (الترغیب والترھیب، فضائل الشام و دمشق، حدیث ۴)

یہ امر کس سے مخفی ہے کہ ارض مقدس پر ہونے والی حالیہ جارحیت پہلی بار نہیں بلکہ گزشتہ سات دہائیوں سے مسلسل جاری ہے۔ نبیوں کی سرزمین فلسطین پر ہونے والی اس ظلم کی منصوبہ بندی ۷۰ سال قبل نہیں بلکہ اس وقت سے ہے کہ جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر یہودیوں کو ان کی مکروہ اور غلیظ سازشوں کی وجہ سے خیبر سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ تاریخ شاہد ہے بندروں کی اولاد صدیوں سے اس تگ و دو میں ہے کہ کس طرح امتِ محمد علی صاحبھا السلام سے بدلہ لے اور دوبارہ اپنے غلیظ جسموں سے ارضِ مقدس کو ناپاک کرے۔ یہ حقیقت ہے کہ نیل تا فرات اپنی حکمرانی کے خواب کو سچ کرنے کے لیے پوری دنیا کے یہودی دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لیے فلسطین کو مرکزی اہمیت دیتے ہوئے پوری دنیا میں جال بچھائے جا رہے ہیں۔ The Thorne of Anti-Christ میں صہیونی مصنف Bittleman Alexander لکھتا ہے کہ

> "کئی صدیوں سے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیاسی صہیونیوں کا یروشلم کو واحد عالمی حکومت کا دارالحکومت بنانا طے شدہ ہے"۔

نیل تا فرات اپنی حکمرانی کے لیے یہودی دنیا بھر سے ایک ایک یہودی کو وہاں بسانے میں لگے ہیں، گریٹر اسرائیل کا نقشہ لیے ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر جاری ہے۔

اگست ۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں پہلی صہیونی کانگریس میں دنیا بھر سے ۲۰۴ یہودی مندوب شریک ہوئے۔ اس کانگریس کا مقصد یہودیوں کے لیے فلسطین میں ایک وطن قائم کرنا تھا۔ اس کام کے لیے مندرجہ ذیل لائحہ عمل طے کیا گیا:

- اَ. فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری
- ب. اس مقصد کے لیے عالمی صہیونی تحریک کو مجموعی طور پر مختلف ممالک کے قوانین کے مدِ نظر رکھتے ہوئے مقامی اور بین الاقوامی حیثیت میں از سرنو منظم کرنا
- ت. یہودیوں میں نسلی تفاخر کے جذبات پیدا کرنا
- ث. اس پروگرام کے لیے مختلف ملکوں کی تائید و تعاون کا حصول

صہیونوں کا سرغنہ 'تھیوڈور ہرزل' اپنی ۳ ستمبر ۱۸۹۷ء کی ڈائری میں لکھتا ہے کہ

> "میں نے باسل میں یہودی ریاست کی بنیاد رکھ دی"۔

چنانچہ اپنے قبیح منصوبہ کی تکمیل کے لیے یہودیوں نے طے کردہ لائحہ عمل کے مطابق دنیا کے طول و عرض میں مہمات کی صورت سازشیں شروع کر دیں۔ ۱۹۰۳ء کی صہیونی کانگریس میں یہودی میکس نورڈاؤ max nordau نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

> "مجھے کہنے دو کہ میں تمھیں ایک ایسا زینہ دکھا رہا ہوں کہ جس کے پائے اوپر کی طرف جا رہے ہیں۔ صہیونی کانگریس، انگلش یوگنڈا سکیم،

آئندہ عالمی جنگ اور انگلینڈ میں امن کانفرنس کے تعاون سے ایک
آزاد یہودی ریاست فلسطین میں وجود میں آئے گی"۔

۱۹۰۴ء میں تھیوڈور ہرزل کی موت کے بعد شیائم وائز مین (Wiezmann Chaim) نے اس کی جگہ لی تو اس نے "سیاسی صہیونیت" کی بجائے "عملی صہیونیت" کی پالیسی شروع کی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہودی ریاست کے لیے مختلف فرماں رواؤں کے تعاون کے لیے کوششیں تو جاری رکھی جائیں لیکن فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری فی الفور شروع کر دی جائے۔ جیسا کہ مؤرخ David aor John اپنی کتاب The Secret Roads میں لکھتا ہے کہ

"یہودی ایلچی نازی جرمنی میں جرمن یہودیوں کو بچانے کے لیے نہیں آئے
تھے بلکہ وہ اپنی افزائش نسل کے لیے ان یہودی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی
تلاش میں تھے کہ جن کو کسی بھی طرح فلسطین میں لے جایا جا سکے"۔

اسی دور میں صہیونی ایجنسی نے ایک Salvation Committee قائم کی جو ہنگری میں کام کر رہی تھی۔ اس کمپنی کے سربراہ Dr Rudolf Kastner کے نازی رہنما Eichmann کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ ان دونوں کا آپس میں معاہدہ ہوا کہ Eichmann چند ہزار یہودیوں کو جرمن پولیس کی نگرانی میں فلسطین جانے دے جن کے بدلے میں اسے مقامی آبادی کی فلاح و بہبود کے لیے مالی تعاون فراہم کیا جائے گا۔ فلسطین میں آبادکاری کے ساتھ ساتھ یہودی، جرمنی اور برطانیہ سے سودے بازی میں بھی مصروف تھے۔

اسرائیل اور برطانیہ:

اپنے ایجنڈا کے مطابق یہودیوں نے برطانیہ سے اپنے تعلقات استوار کیے۔ جنگِ عظیم اوّل سے قبل صہیونی تحریک کا صدر شیائم وائز مین مانچسٹر یونیورسٹی میں کیمسٹری کا پروفیسر تھا۔ اس نے برطانیہ کو مصنوعی Acetone (جو بارود بنانے میں استعمال ہوتا ہے) سے متعلق کیمیائی راز مہیا کر کے برطانیہ سے یہودی ریاست کے قیام کے لیے تعاون کی یقین دہانی حاصل کی۔ یاد رہے کہ برطانیہ کو ان کیمیائی رازوں کی صورت جنگ عظیم میں اپنے اخراجات ۵۲ فی صد کم کرنے اور برتری حاصل کرنے میں مدد ملی۔

یہودیوں کی سودے بازی کے بعد برطانیہ نے ترکی کو تباہ کرنے کے لیے عرب علاقوں میں ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ برطانیہ ہی کی مدد سے یہودیوں نے 'انجمن اتحاد و ترقی' قائم کی۔ اور اسی طرح کی دوسری تنظیمیں قائم کر کے ان کے ذریعے ترکوں کو یہ 'سبق' پڑھایا کہ خلافتِ اسلامیہ کی بنیاد 'اسلام' نہیں بلکہ 'ترک قومیت' ہے۔ 'انجمن اتحاد و ترقی' یہودیوں کی پراسرار تنظیم 'فری میسن لاج' کے خطوط پہ قائم کی گئی اور ترکی کا 'اخبث اعظم' مصطفی کمال اس کا ممبر تھا۔ جس نے ترکی کا مختارِ کُل بننے کے بعد وہاں کی درس گاہوں سے قرآن کی تعلیم کو ختم کیا، عربی کی جگہ رومی رسم الخط جاری کیا، روایتی ترکی لباس کی جگہ یورپی لباس لازمی قرار دیا اور اسی طرح کی قبیح اصطلاحات کے ذریعے ترکی کا شاندار اسلامی ورثے سے رشتہ ختم کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ترکی اس وقت سے لے کر آج کی نام نہاد مسلمان حکومت تک یورپ کی مشترکہ منڈی (European Common Market) میں داخلے کے لیے مرا جا رہا ہے لیکن تا حال برابر دھتکارا جا رہا ہے۔

نہ مصطفی نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روحِ مشرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

دوسری طرف عرب علاقوں میں آباد عیسائیوں کے ذریعے عربوں کو عرب قومیت کا سبق پڑھایا گیا اور انھیں اس بات پر اکسایا گیا کہ خلافتِ عثمانیہ کے تحت ترکوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ چنانچہ باقاعدہ منصوبے کے تحت اسی زمانے میں برطانیہ کا تیار کردہ ایڈورڈ ٹامس لارنس (لارنس آف عریبیہ) نمودار ہوا جس نے عربی زبان اور عربوں کی وضع قطع کے ذریعے عربوں کو بے وقوف بنایا۔ عربی قومیت کے ذریعے ترکوں اور عربوں میں نفرت کی خلیج حائل کر دی۔ اسی نفرت کے نتیجہ میں ۹ جون ۱۹۱۶ء کو فلسطین سے سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت ہوگئی اور اسی بغاوت کے نتیجہ میں دو سال کے قلیل عرصہ میں سلطنتِ عثمانیہ کو عرب علاقوں سے دست بردار ہونا پڑا۔ یہ پہلی جنگ عظیم کا زمانہ تھا، اتحادی فوج کا ایک فوجی مبصر یہ لکھتا ہے کہ

"چوتھی ترک فوج کو جو ہماری فوج کو تباہ کرنے کی اور ہماری فتح کو روکنے کی
صلاحیت رکھتی تھی، خود عربوں ہی نے اسے ناکارہ بنا دیا"۔

یہودیوں سے تعاون کے وعدے کو نبھاتے ہوئے برطانیہ کے وزیر خارجہ بالفور نے ایک مشہور یہودی سرمایہ دار روتھ شیلڈ کو خط کی شکل میں اعلانِ بالفور (Balfour Declaration) جاری کیا۔ جس میں برطانیہ کی طرف سے فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام پر رضامندی کا اظہار کیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء کو لوئس مارشل 'امریکی یہودی بنک کہن اینڈ لب کمپنی کے قانونی نمائندے نے ایک دوسرے یہودی لیڈر میکس سینئر کو خط لکھا کہ برٹش لیگ آف جیوز کے میجر لیونل ڈی روتھ شیلڈ نے مجھے بتایا ہے کہ

"اس کی تنظیم اور امریکن جیوئش کمیٹی اس بات پہ متفق ہیں کہ اعلانِ بالفور
بڑی طاقتوں سے قبولیت کی بنا پر انتہائی اعلیٰ درجے کی ڈپلومیسی کا کام ہے۔
صہیونیت تو ایک انتہائی دُور رس منصوبے کا محض ایک ضمنی واقعہ ہے۔ یہ
صرف ایک سہل سی کھونٹی ہے جس پر ایک طاقتور ہتھیار لٹکایا جاتا ہے"۔

جنگ عظیم اوّل میں اتحادیوں نے عرب 'مسلمانوں' کی مدد سے اپنی فتح حاصل کی اس کے بعد برطانوی جنرل آر ایل ایلبی بیت المقدس میں داخل ہوا اور اس نے اِن الفاظ میں اپنی فتح کا اعلان کیا

”اے خداوند! اے مقدس مسیح! صلیبی جنگوں کا خاتمہ تمہاری تکریم سے ہو گیا“۔

پہلی جنگ عظیم سے قبل صرف ۲۶۰۰ یہودی فلسطین میں چند مختلف دیہاتوں میں رہ رہے تھے لیکن اس جنگ کے بعد اعلانِ بالفور کے ساتھ ہی ایک سیلاب کی مانند دنیا کے کونے کونے سے یہودی ارضِ مقدس کو اپنے غلیظ قدموں سے ناپاک کرنے لگے۔ عملی صہیونیت کے نتیجے میں پہلی اور دوسری جنگ کے درمیانی وقفے میں تیسری، چوتھی اور پانچویں ”عالیہ“(یہودی وطن گزینی کا پروگرام Aliyah) کے مطابق ۲ لاکھ سے زائد یہودی فلسطین میں آباد کیے گئے۔ پہلی جنگ کے بعد ہی مجلسِ اقوام(League of Nation) نے برطانیہ کو باقاعدہ ایک حکم دیا کہ اس(برطانیہ) کی ذمہ داری ہے کہ وہ فلسطین کو یہودی وطن بنانے میں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرے۔ صہیونی تنظیم کو تسلیم کرتے ہوئے اسے نظم و نسق میں شریک کرے۔ فلسطین میں یہودی النسل برطانوی ہائی کمشنر ہربرٹ سیموئیل پہنچا تو اس نے اعلان کیا کہ

”فلسطین میں یہودیوں کی اس وقت تک آباد کاری ہوتی رہے گی جب تک فلسطین کا چپہ چپہ خود یہودی ریاست کے قیام کا مطالبہ نہ کر دے“۔

اس مقصد کے لیے ایک طرف تو یہودیوں کو قرضے اور دوسری سہولتیں دی گئیں ساتھ ساتھ عربوں پر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے گئے اور ٹیکسوں کے بقایا جات کی مد میں ان کی زمینیں ضبط کرکے یہودی آبادکاروں کو مفت یا برائے نام قیمت پر الاٹ کر دی گئیں۔ بعض مقامات پر پورے کے پورے عرب دیہات صاف کرکے وہاں یہودی بستیاں بنا دی گئیں۔

برطانیہ کی اسی آشیر باد کی بدولت یہودیوں نے اپنے صہیونی جنگی جنون (Militant Zionism) کے تحت مسلح دہشت گردی شروع کرتے ہوئے کئی باقاعدہ تنظیمیں بنائیں۔ نمایاں ترین تنظیموں میں ہیگانہ(Haganah یعنی دفاع)، ارگون (قومی فوجی تنظیم) اور سرن(اسرائیل کے ”مجاہدین آزادی“) شامل ہیں۔ انگریزوں اور یہودیوں نے عرب مزاحمتی تحریک کے رہ نماؤں کی گرفتاریاں شروع کر دیں اور بہت سے رہ نماؤں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ مسلم اوقاف اور عدالتوں کے نظام کو ختم کر دیا گیا۔

دو سال کے قلیل عرصے میں ۲۰۰ عرب شہید اور اس کہیں زیادہ تعداد میں مجروح کیے گئے۔ ۵۰ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۸۰ عرب علما کو پھانسی دی گئی۔ برطانوی حکومت کے ہی تعاون سے ۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو یہودیوں کی ایک تنظیم Irgun نے فلسطین کی ایک بستی ”دیریاسین“ پر وحشیانہ تشدد کرکے ۲۵۰ سے زائد بچوں، بوڑھوں اور خواتینِ اسلام کو برہنہ کیا، لاؤڈ سپیکروں پہ اعلانات کیے گئے کہ ”فلسطین سے نکل جاؤ اور دیریاسین کو یاد رکھو“۔ اس واقعہ کے ڈیڑھ ماہ بعد ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرائیل کا وجودِ باطل قائم کر دیا گیا۔

اسرائیل اور امریکہ:

امریکہ میں شروع دن سے پروٹسٹنٹ فرقے کی حکمرانی ہے۔ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مملکتِ اسرائیل یعنی فلسطین میں ہو گا۔ اور یہودیوں کا فلسطین میں موجود ہونا، نزول مسیح کا پیش خیمہ ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر چار صدیاں قبل عیسائیوں نے فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری شروع کی۔ عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ ارمجدون (Armageddon) کی عظیم ترین جنگ چھڑنے والی ہے۔ اور یہ جنگ بت پرستوں اور عیسائیوں کے درمیان ہو گی (یاد رہے عیسائی، مسلمانوں کو بت پرست کہتے ہیں)۔ سہل مجدون فلسطین کے ایک علاقے کا نام ہے۔ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ یہ ایٹمی جنگ ہو گی، اس عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری(موجودہ یہود و نصاریٰ، معاذاللہ) بادلوں سے اوپر چلے جائیں گے۔ اور بت پرست مشرکوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

امریکہ کا سابق صدور گیارہ سے زائد مرتبہ اپنی عوامی تقریروں میں اس عقیدے کا اظہار کر چکا ہے۔ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن(Richard Nixon) جو امریکہ کے فکری رہ نماؤں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے 'اپنی کتاب Victory without War میں لکھتا ہے کہ ۱۹۹۹ء تک پوری دنیا پر امریکہ کی حکومت ہو گی اور اس کے بعد مسیح علیہ السلام تشریف لا کر اقتدار سنبھالیں گے۔ یہ کتاب جن دنوں شائع ہوئی ان دنوں روسی صدر گورباچوف امریکی دورے پر تھا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ ”روس اور امریکہ کو اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف متفقہ معاہدہ کرنا چاہیے“۔ اسی کتاب میں آگے چل کر نکسن لکھتا ہے کہ

”مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان عداوت میں نمایاں کمی آئی ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف بنیاد پرستوں کا ٹولہ ہے اور دوسری طرف اسرائیل اور معتدل مسلمان ممالک“۔

کتاب کے اختتام پہ وہ لکھتا ہے کہ

”پچھلی دو صدیوں میں امریکہ کمزور ملک تھا اور اس پوری مدت میں ہماری بقا ہمارے عقیدے کی وجہ سے تھی اور اب اس صدی میں ہمیں اپنی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے عقیدے میں نئی روح پھونکتے ہوئے پیش قدمی کرنی چاہیے“۔

ایک اور امریکی صدر جمی کارٹر کہتا ہے کہ

”ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اسرائیل سے تعلقات کی نوعیت صرف خاص ہی نہیں بلکہ اپنی نوعیت کے منفرد تعلقات ہیں، جن کی جڑیں ہمارے دلوں میں، ہماری اخلاقیات میں اور ہمارے عوام کے اعتقادات

میں ہیں۔ دونوں ممالک کے قیام میں اوائل مہاجرین ہیں اور یہ انعام تورات کی پیشین گوئی کے مصداق ہے"۔

"البعد الدینی" کا مصنف لکھتا ہے کہ

"امریکہ کے ۷ سابق صدور معرکہ ارمجدون پر اعتقاد رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب، یہود تنازعہ کی بنیاد اس جنگ میں ہوئی ہے جو داؤد علیہ السلام اور جالوت کے درمیان ہوئی۔ جالوت سے مراد عرب اور داؤد علیہ السلام سے مراد یہودی، معاذاللہ"۔

ایک امریکی بلیک اسٹون اپنی کتاب Jesus is Coming (جس کے دس لاکھ سے زائد نسخے فروخت ہوئے) میں لکھتا ہے کہ

"فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے سلسلہ میں صہیونی تحریک کامیاب ہو یا نہ ہو، تورات کی رو سے صہیونی مملکت کو بننا ہی ہے"۔

اسی بلیک اسٹون نے ۱۹۱۹ء میں ایک یادداشت پر ۴۱۳ اہم امریکی شخصیات (جن میں ارکان اسمبلی، جج، وکیل اور امریکہ میں نفوذ رکھنے والے لوگ شامل تھے) سے دستخط لیے۔ اس یادداشت میں یہودیوں کو ارضِ مقدس میں بسانے کے لیے امریکی صدر سے اپنا بھرپور اثر ورسوخ استعمال کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔

اپنے عقائد کی روشنی میں امریکہ، اسرائیل کے قیام سے لے کر آج تک ہر طرح سے اس کی پشت پر کھڑا ہے۔ شاید اس کی مختصر تصویر کشی ذیل کے اعداد و شمار سے ہو سکے۔ اختصار کی خاطر امریکہ کی اسرائیل کو دی جانے والی ہر سال کی امداد کی بجائے ہر دس سال بعد کی امداد کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے یہ وہ امداد ہے کہ جو امریکہ کے سالانہ بجٹ میں موجود ہے۔ بجٹ سے ہٹ کر کی جانے والی عام امداد اور خالص عسکری امداد (Military Aid) اس میں شامل نہیں۔

سال	کل امداد
۱۹۴۹ء	۱۰۰ ملین ڈالر
۱۹۵۹ء	۱۵۳.۳ ملین ڈالر
۱۹۶۹ء	۱۶۰.۳ ملین ڈالر
۱۹۷۹ء	۹۱۳.۴ ملین ڈالر
۱۹۸۹ء	۳۰۴.۶ ملین ڈالر
۱۹۹۹ء	۱۰.۰۳ ملین ڈالر
۲۰۰۷ء	۲۳.۵ ملین ڈالر

درج بالا طے شدہ امداد کے علاوہ ۲۰۰۶ء کی ایک اسرائیلی نیوز ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق:

"امریکہ، اسرائیل کی امداد کو ڈیڑھ ارب ڈالر تک بڑھا دے گا۔ امریکی کانگریس نے امریکہ اسرائیل مشترکہ دفاعی نظام کی ترقی کے لیے ۵۰۰ ملین ڈالر کی منظوری جس کی رو سے اسرائیل کو مختصر اور درمیانی فاصلے کے میزائل نظام کے لیے ۲۰ ملین ڈالرز، رائفلوں کی لائٹنگ اور ہدف کو نشانہ بنانے کے لیے ۳۵.۵ ملین ڈالرز، ایئر کرافٹ انڈسٹری ہنٹر یو اے کے لیے ۲۶ اور پائینز کے لیے ۱۰ ملین ڈالرز، ۱۳۷ ملین آرمڈ وہیکلز اور ٹینکوں کے لیے دیے جائیں گے"۔

امریکی بحریہ نے ایک اشتہار دیا ہے کہ اسے ایک ایسے بحری بیڑے کی ضرورت ہے کہ جو بیس فٹ بلندی والے ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ۳۲۵ کنٹینروں کو یونان کی اسٹاکوس بندرگاہ سے اسرائیل کی اشدود بندرگاہ تک پہنچا سکے۔

۱۱ ستمبر کے عظیم معرکہ کے بعد امریکیوں نے یہودیوں کی امداد اور اسرائیل کی ترقی کے لیے باقاعدہ تحریک شروع کی، جس کا سالانہ ہدف ۵۰۰ ملین ڈالر رکھا گیا۔ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"۱۹۷۳ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران امریکہ نے اپنے طیاروں کے ذریعے اسرائیل کو اسلحہ، بارود اور دیگر ہتھیار فراہم کیے۔ امریکہ نے ۱۳ اکتوبر سے ۱۴ نومبر تک، ۳۳ دن اسرائیل کو فضائی امداد فراہم کی۔ اس دوران میں امریکہ نے اپنی کل فضائی قوت کا ۲۴ فی صد روزانہ استعمال کیا۔ تقریباً ۲۲ ہزار چار سو ستانوے ٹن اسلحہ، گولہ بارود اور ہتھیار دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ۳۳ فی صد اسلحہ سمندر کے راستے سے بھیجا گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلحہ کی فراہمی ۱۳ اکتوبر سے شروع کی گئی جب کہ جنگ ۱۴ اکتوبر سے شروع ہوئی۔ چنانچہ اسرائیل نے حملے کو پسپا کرنے کی پہلے سے تیاری کر لی تھی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو مصر اور اسرائیل کے درمیان امن معاہدہ ہوا۔ اسی روز امریکہ اور اسرائیل کے درمیان ایک معاہدہ ہوا کہ اگر مصر نے اسرائیل کے ساتھ ہونے والے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو اسرائیل کی حفاظت کی ذمہ داری امریکہ پر ہو گی۔ اسی معاہدے کے بعد امریکہ نے ایک نئی دستاویز پر دستخط کیے جس کی رو سے اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف پیش ہونے والی ہر قرارداد کو امریکہ ویٹو کر دے گا"۔

یہودی اپنی منصوبہ بندی پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی اکثر طاقتوں سے اپنے لیے تعاون کی شکلیں استوار کر رہے تھے مغرب کو اپنے عزائم کے لیے مسلسل استعمال کر رہے تھے اور مسلم ممالک کے حکمران ٹھیک اسی وقت میں اللہ پہ توکل چھوڑ کر اسی مغرب سے پینگیں بڑھا رہے تھے۔

یہاں یہودیوں کی پشت پناہی اور صہیونی تحریک کے لیے برطانیہ اور امریکہ کے قبیح کردار کو اختصار سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ اعداد و شمار تو اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ لیکن تاریخ چیخ چیخ کر امت مسلمہ کو اس طرف بھی متوجہ کرتی ہے کہ شاید ارض مقدس کی یہ حالت کبھی نہ ہوتی اگر غیروں کی صفوں میں اپنے مورچہ زن نہ ہوتے۔ یہ امت رونا روئے بھی تو کس بات کا کہ صہیونیوں کی عملی تدابیر میں حقیقت کا رنگ بھرنے میں نام نہاد اپنے بھی برابر کے شریک ہیں۔

اسرائیل کا قیام اور عرب ممالک کا کردار:

ارض فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ ہونے کے باوجود وہ یہ بات کبھی نہیں بھولے کہ انہیں پوری دنیا پر قبضہ کرنا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب مسلمانوں کے باقی دو مقامات مقدس مکہ اور مدینہ کی سرزمین پہ قابض نہیں ہو جاتے۔ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع کی اولاد کی بات کبھی فراموش نہیں کر سکتے کہ وہ رسول مہربانؐ کے دور میں مدینہ سے دھتکارے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مکہ و مدینہ کی سرزمین، مسجدِ اقصیٰ سے بھی پہلے کفار کے گھیرے میں آچکی تھی۔ اس سلسلے میں سولہویں صدی کے آغاز ہی سے برطانوی استعمار نے اپنی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ جزیرۃ العرب میں مقاماتِ مقدسہ کی موجودگی اور اس حوالے سے عالمِ اسلام کی حساسیت کے پیشِ نظر وہ براہ راست قبضے سے گھبراتا تھا لہٰذا انیسویں صدی کے آغاز میں اس نے اپنے آلہ کار شریف حسین کو عثمانی ترکوں کے خلاف لا کھڑا کیا۔

لندن میں وزارت جنگ کی رپورٹ میں کرنل ہوگریتھ کہتا ہے کہ شریف حسین پر جوش طریقے سے رضامند ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ تمام عرب ممالک میں یہودیوں کو خوش آمدید کہے گا۔ ۱۹۱۸ء میں شریف حسین کے بیٹے شہزادہ فیصل نے اپنے استاد مشہور برطانوی انٹیلی جنس افسر لارنس کے ذریعے صہیونی تحریک کے سربراہ شیام وائز مین سے ورسلز کانفرنس سے پہلے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد دونوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس میں اس بات کا اقرار کیا گیا کہ

> ”حجاز میں عرب بادشاہت کی نمائندگی کرنے والے شہزادہ فیصل اور صہیونی تحریک کی نمائندگی کرنے والے ڈاکٹر وائز مین دونوں محسوس کرتے ہیں کہ عربوں اور یہودیوں کے مابین قربت ہونی چاہیے“۔

سعودی شاہ عبد العزیز اپنے باپ اور اپنے خاندان سمیت کویت میں پناہ گزین تھا۔ ۱۸۹۸ء میں عبد العزیز کی عمر بیس سال تھی جب اس کی برطانوی حکومت کے مندوب سے ملاقات ہوئی۔ اس کی ”صلاحیتیں“ دیکھ کر برطانوی حکومت نے اسے اپنا آلہ کار بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس کے ساتھ عسکری تعاون کا وعدہ کیا۔ ۱۹۰۲ء میں متعدد حملوں کے بعد اس نے پہلے ریاض اور پھر پورے نجد پر قبضہ کر لیا۔ برطانوی حکومت نے نجد و حجاز پر اس کا قبضہ اور حکومت تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ نجد و حجاز کے ساتھ یمن کے کچھ علاقے ملا کر ۱۹۳۲ء میں ”المملکۃ العربیۃ السعودیۃ“ کی بنیاد پڑی۔

برطانوی حکومت نے سعودی بادشاہت اس شرط پر تسلیم کر لی کہ سعودی عرب کی سیاستِ خارجہ انگریزوں کے تابع رہے گی۔ عبد العزیز نے دیکھا کہ عرب میں ”اخوان من طاع اللہ“ کے مخلصین کی بہت مقبولیت ہے اس نے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے ان کو کہا کہ وہ ملک میں شریعت قائم کرے گا اور ان مخلصین نے اس کی چکنی چپڑی باتوں کا یقین کر لیا۔ اپنی نام نہاد اسلامی شریعت کے قیام کے بعد عبد العزیز نے معرکہ السبیلہ میں انگریزی فوج کی مدد سے وحشیانہ بمباری کر کے ”اخوان من طاع اللہ“ کو کچل دیا اور یوں اس دن سے مکہ و مدینہ، انگریزوں کے مخفی قبضہ میں آگئے۔

۱۹۳۶ء میں الشیخ عز الدین القسام رحمہ اللہ کی قیادت میں یہودی آبادکاروں کے خلاف ”الثورۃ الکبریٰ“ برپا ہوا۔ برطانیہ اس بغاوت کو کچلنے میں ناکام رہا۔ تب اس وقت کے سعودی وزیرِ خارجہ فیصل بن عبد العزیز (جو بعد میں شاہ فیصل کے نام سے معروف ہوا) نے فلسطین جا کر بغاوت ختم کرنے کا اعلان کیا اور فلسطینی عوام کو یقین دہانی کرائی کہ ہماری دوست سلطنت برطانیہ جلد اس مسئلے کا حل نکالے گی۔

۱۹۴۵ء کی جنگِ عظیم دوئم کے بعد برطانیہ کی جگہ امریکہ نے سنبھال لی۔ امریکی بحری جہاز پر روزویلٹ اور عبد العزیز کی ملاقات ہوئی۔ وفاداری کے نئے معاہدے ہوئے۔ اس عرصہ میں برطانوی حکومت کی ہدایت پر عبد العزیز نے فلسطین کی طرف یہود کی نقل مکانی سے آنکھیں بند کیے رکھیں۔ ۱۹۴۸ء میں فلسطین کے خاصے بڑے حصہ پر (جس میں القدس کا نصف مغربی حصہ بھی تھا) ریاستِ اسرائیل قائم ہو گئی۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل القدس کے مشرقی حصہ (المسجد الاقصیٰ، قبۃ الصخرۃ، غربی کنارہ اور شام، مصر، اردن کے سرحدی علاقوں) پر قابض ہو گیا۔

۱۹۹۰ء میں سعودی علما کے سرکاری فتاویٰ، یہودیوں سے صلح کے بارے میں شائع ہوئے۔ بالخصوص مفتی اعظم عبد العزیز بن باز نے صدام کے مقابلے کے لیے بلادِ حرمین میں صلیبی افواج کے داخلے کے جواز کا فتویٰ دیا۔ ۱۹۹۰ء کے اوائل میں امریکی اور اتحادی فوجیں ایک ملین کی تعداد میں کویت پر عراقی قبضہ چھڑانے کے بہانے سے جزیرۂ عرب (نجد و حجاز، سواحلِ یمن، عمان، کویت، امارات اور قطر) کے اندر جا اتریں۔ جب کہ رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے

اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب

اور یوں سعودی حکمرانوں اور جزیرۂ عرب کے دیگر حکمرانوں کے تعاون سے جزیرۂ عرب سمیت تینوں مقدس مقامات بالآخر صلیبی و صہیونی قبضے میں آگئے۔ بنو قریظہ، بنو نضیر کی اولاد صلیبی صہیونی فوج جب خیبر میں داخل ہوئی تو اس کے فوجیوں نے اس بات پہ

باقاعدہ جشن منایا کہ وہ ۱۳سو سال بعد دوبارہ خیبر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔
اس کے بعد اُس وقت کے ولی عہد عبد اللہ بن عبد العزیز کی طرف سے اسرائیل کو ۱۹۶۷ء سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلے جانے کی شرط پر تسلیم کرنے کی پیش کش کی گئی۔ لیکن اسرائیل نے اس پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اسرائیل کا صدر شمعون اٹلی میں پریس کانفرنس کے دوران انکشاف کرتا ہے کہ وہ غزہ میں محدود بمباری کا ارادہ رکھتا تھا مگر چند عرب حکمرانوں نے اس کا حوصلہ بڑھایا کہ حماس کو ختم کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا لہٰذا جس قدر ہو سکے انہیں تہ تیغ کر دو۔

جزیرۂ عرب کی طرح مصر، اردن اور شام کے حکمران بھی اپنے صلیبی صہیونی آقاؤں کی سجدہ ریزی کا حق ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ۱۹۷۳ء میں فلسطین کے مسئلے پر ہونے والی چھٹی جنگ کے آغاز فتح کے آثار انتہائی نمایاں تھے، اس وقت مصر کے صدر انور سادات نے اپنے آقا امریکہ کو تار بھیجا کہ وہ جنگ کو پھیلانا اور کارروائیوں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا، اس کی طرف سے گرین سگنل کے بعد اسرائیل اور امریکہ نے مصر اور شام پر بمباری کی، مصری فوج کے ہراول دستے کو کچل دیا اور بقیہ فوج کو اپنے حصار میں لے لیا۔ انور سادات نے امریکہ کی خوشنودی کے لیے امت کے سیکڑوں مجاہد بیٹوں کو معلومات کے حصول کے لیے تشدد کے ذریعے شہید کیا۔ عرصہ دراز سے مصری سٹیٹ سیکورٹی انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کوارٹر میں امریکہ اور اسرائیل کا انٹیلی جنس بیورو کام کر رہا ہے۔ یہ بیورو روزانہ حراست میں لیے گئے افراد کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ قاہرہ کے جنوب میں وادی قنا اور راس بناس میں امریکی اڈے اب کس سے پوشیدہ ہیں؟ ۱۹۹۹ء سے امریکہ مسلسل مصر کے ساتھ جنگی مشقیں کر رہا ہے۔ ان مشقوں کو "برائٹ سٹار" کا نام دیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ہونے والی مشقوں میں مصر سمیت ۹ ملکوں نے حصّہ لیا۔ مشقوں میں ۳۷ ہزار سپاہیوں، ۲۱۰ لڑاکا طیاروں، ۵۵ جنگی بحری جہازوں نے حصّہ لیا۔ فرانسیسی فوج کا کمانڈر جنرل ہاروی کہتا ہے کہ

> "یہ مشقیں دنیا میں بڑی اور اہم کثیر القومی مشقیں تھیں، ان مشقوں کے پیچھے مصر اور امریکہ کی یہ سوچ کارفرما تھی کہ اگر مصر پر کبھی بنیاد پرستوں کا قبضہ ہو گیا تو ان سے قبضہ واگزار کرانے کے لیے اسی طرح کا ایکشن کیا جائے گا"۔

۱۹۹۶ء میں شرم الشیخ کانفرنس ہوئی جس میں عرب ممالک کے سربراہوں اور ان کے نمائندوں نے شرکت کی اور اپنے آقاؤں کو یقین دہانی کروائی کہ ہم میں سے کوئی اسرائیل پر حملہ نہیں کرے گا۔ اس وقت مصر، اسرائیل کو گیس کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مصر بھی فلسطینی مجاہدین کو اسلحہ کی فراہمی کے اہم راستے رفاہ کراسنگ کو بند کر چکا ہے۔

۸۰ء کی دہائی میں لبنان کی سرکاری انٹیلی جنس کا کمانڈر، مجاہدین کے اہم ٹھکانوں کی معلومات موساد اور CIA تک پہنچاتا تھا۔ اردن کی سرکاری انٹیلی جنس بھی اس کام میں کبھی پیچھے نہیں رہی۔ خود فلسطین کے اندر یاسر عرفات کے مکروہ کردار سے کون واقف نہیں۔ پی ایل او اور الفتح کی قومیت پرستانہ خواہشات کسی سے کیونکر مخفی ہوں گی۔

ارضِ مقدس کی یہ مختصر روداد امت محمد علی صاحبھا السلام پر لگائے جانے والے غیروں کے زخموں اور اپنوں کے نشتروں کی محض نشاندہی کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خوابِ غفلت میں مبتلا امت مسلمہ اب تو جاگ جائے امت کے بیٹوں کو بیداری کے لیے اور کتنی بہنوں کی چیخیں چاہئیں۔ تینوں مقدسات کی عظمت کی خاطر، خلافت علیٰ منہاج النبوہ کی خاطر، قرآن کے تقدس کی خاطر مخلص مجاہدین میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔ پس اے امت محمد! اپنے تابناک ماضی کو سامنے رکھو اور اس قافلے کے ہم سفر بنو، جس کی جستجو خلافت علی منہاج النبوہ ہے، جس کا ٹھکانہ شریعت ہے اور جس کی منزل اپنے رب کی رضا کی صورت جنت ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسجدِ اقصیٰ کی بندش اور مسلم ممالک کی مجرمانہ بے حسی

دنیا بھر میں جاری خیر و شر کے اس آخری عظیم معرکے میں شریک ہونے کے لیے بندہ مومن کو رب ذوالجلال کا فرمان ہی کافی تھا چہ جائیکہ وہ دوجہاں کا رب ساتھ ساتھ فتح و نصرت کی بشارتیں بھی سنائے اور ہم پھر بھی راہ جہاد سے پیٹھ پھیرتے رہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ

> "جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیئے جائیں گے"۔
> (مسند احمد، رواہ الحاکم وصححہ)

چند سال قبل روس اور ترکی سے ہجرت کر کے افغانستان آنے والے چند مجاہد بھائیوں کے ہمراہ کچھ ایام گزارنے کا موقع ملا۔ میں نے جب ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے ہجرت کر کے افغانستان آنے پر مجبور کیا تو انہوں نے خراسان کے اس لشکر کے متعلق ان احادیث کا ذکر کیا جو حضرت مہدی کی نصرت کے لیے خراسان سے نکلے گا۔ کہنے لگے ہمیں یقین تھا کہ اس ہجرت سے ہمیں اس لشکر میں شامل ہونے کا راستہ مل جائے گا۔ کچھ عرصہ قبل ہی ان میں سے کچھ مجاہد بھائیوں کی شام میں شہادت ہوئی۔ یقیناً یہ ان کی سوچ فکر و لگن اور تڑپ تھی جس نے نہ صرف اس کٹھن دور میں ان کے لیے راستے کھول دیے بلکہ کو اس منزل تک پہنچایا جس کی آرزو ہر مجاہد کرتا ہے

☆☆☆☆☆

یہ عرب اسرائیل مسئلہ نہیں، بلکہ امتِ مسلمہ اور مللِ کفر کے کشمکش ہے

یوسف علی ہاشمی

سب سے پہلے امت مسلمہ کے توجہ اِس نکتے پر مبذول کروانا ضروری ہے، جو اسرائیل کے قیام سے لے کر اب تک اور اسرائیل کے حالیہ حملے کے دوران خصوصیت سے میڈیا پر زیر بحث لایا گیا اور وہ یہ کہ یہ دراصل عرب اسرائیل مسئلہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ پچھلی ایک صدی کے غلامی نے مسلمانوں کے اذہان کو اس حد تک پراگندہ کر دیا ہے کہ وہ مغرب کے تمام نظریات پر ایمان لانا شروع ہو گئے ہیں۔ انھی میں سے ایک نظریہ جغرافیائی حدود کے تحت جدید قومیت کا نظریہ ہے۔ اسے بنیاد پر مسئلۂ فلسطین کو عرب اسرائیل مسئلہ بنا دیا گیا۔ پس میری یہاں یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اذہان سے مغربی نظریات کے خول کو ہٹا پھینکوں۔ آیئے! تاریخ کے آئینے میں اس معاملہ کی تنقیح کرتی ہیں۔

بنی اسرائیل حضرت یوشع بن نونؑ کے دور میں سرزمینِ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہاں اقتدار عطا فرمایا۔ آپؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی۔ آپؑ نے بیت المقدس کو اپنا مرکز بنایا اور یہاں اسلام کے عظیم عبادت گاہ تعمیر کروائی جسے ہم مسلمان مسجدِ اقصیٰ کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ یہود اس عبادت گاہ کو اپنا ہیکلِ سلیمانی کہتے ہیں۔ آپؑ کی وفات کے بعد بنے اسرائیل نے اپنی سرکشی جاری رکھی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں غرق رہے۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا۔ بخت نصر نے انھیں بیت المقدس سے نکال کر غلام بنا لیا اور بابل لے آیا، اور ہیکل سلیمانی کو بھی ڈھا دیا۔ تاہم اس کے بعد حضرت دانیالؑ نے ان کے حق میں دعا کے کہ

۱۔ یہ دوبارہ بیت المقدس میں جا بسیں

۲۔ ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر ہو جائے، اور

۳۔ انہیں حضرت سلیمانؑ والی سلطنت مل جائے۔

یہی دعائے دانیالؑ آج کے یہودیوں کا مقصد عظمیٰ ہے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اس کے نتیجے میں بنی اسرائیل جن کا نام اس وقت تک یہود پڑ چکا تھا، واپس بیت المقدس میں جا بسے اور ہیکل دوبارہ تعمیر ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ کے نبی ان میں آتے رہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سرکشی پر اڑے رہے، اپنے نبیوں کے تکذیب کی اور انھیں ناحق قتل کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کے قتل کے سازش کی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کی سازشِ قتل کے پچاس سال بعد رومی بادشاہ کو ان پر مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں دوبارہ بیت المقدس سے بے دخل کر دیا، یوں بیت المقدس یہودیوں سے عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اس کے بعد سے انیسویں صدی تک عیسائیوں نے یہودیوں کو کہیں چین سے رہنے نہیں دیا۔ بیت المقدس عیسائیوں کے ہاتھوں میں جانے کے قریباً ۵۶۰ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حجاز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو کامل صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پر دینِ اسلام کے تکمیل فرما دی۔ لہٰذا اسلام کے دورِ آغاز میں اسلام کے عظیم عبادت گاہ یعنی مسجدِ اقصیٰ ہی مسلمانوں کا قبلہ تھا، جو ہجرتِ مدینہ کے بعد تبدیل ہو کر مسجدِ حرام بن گیا۔ اب کی امامت مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ بیت المقدس چونکہ انبیاء علیہم السلام کے سرزمین تھی، اس لیے بیت المقدس کے وراثت بھی مسلمانوں کو دے دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے رات مسجدِ اقصیٰ میں ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے امامت کے تھی، لہٰذا اس وراثت کو وصول کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت کے بعد حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں خود فلسطین گئے۔ یوں بیت المقدس عیسائیوں سے مسلمانوں نے حاصل کر لیا اور خلافتِ اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔

امید ہے کہ یہاں تک تاریخ کے تذکرہ سے بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کے اہمیت واضح ہو گئی ہو گی۔ اسے تناظر کے وجہ سے عیسائی اور یہودی بیت المقدس (موجودہ فلسطین) پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ اس تناظر کو سمجھتے ہوئے بعد کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دور میں فلسطین خلافت کا حصہ بن چکا تھا اور پھر ۴۵۰ سال تک مسلمانوں کے پاس رہا۔ اس کے بعد عیسائیوں کے پوپ اربن دوم نے پوری عیسائی دنیا میں مذہب کے آگ بھڑکائی اور اس آگ کے حرارت سے صلیبیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ یوں صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عیسائیوں نے فلسطین مسلمانوں سے چھین لیا۔ تاہم اس وقت کے مسلمان جانتے تھے کہ فلسطین ہماری انبیاء علیہم السلام کے سرزمین ہے اور مسجدِ اقصیٰ ہمارا قبلۂ اول ہے۔ اس دور کے مسلمانوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ عربوں کا مسئلہ ہے لہٰذا عرب جانیں اور عیسائی جانیں۔ نہیں، بلکہ وہ جانتے تھے کہ یہ پوری امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا کرد نسل کے ایک سپہ سالار اٹھے اور صلیبیوں کو شکست دیتے ہوئے بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کو واپس حاصل کر لیا اور وہاں دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس سپہ سالار کو دنیا سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے نام سے جانتی ہے، اور رہتی دنیا تک مسلمان اور کافر سب ان کے نام سے واقف رہیں گے، ان شاء اللہ۔ اس کے

بعد برابر نو صدیوں تک فلسطین پر اسلام کا جھنڈا لہراتا رہا۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی میں صلیبی اور صیہونی پھر اٹھے اور آپس میں صلیبی صیہونی اتحاد قائم کیا، اور امتِ مسلمہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، امتِ مسلمہ ٹکڑوں میں بٹ گئی تاہم افسوس کہ مسلمان ان حالات میں بھی بے خبر اور غافل سوتے رہے۔ اس کے بعد برطانیہ کے مدد سے یہودی فلسطین میں داخل ہوگئے، وہاں سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا گیا اور جدید اسرائیل کے ریاست قائم کر دی گئی۔ نہایت افسوس ناک امر ہے کہ صلیبی وصیہونی تو جانتے ہیں کہ وہ یہ سب کچھ مذہب کی بنیاد پر کر رہے ہیں، جس کا اظہار وہ کئی بار کر بھی چکے ہیں، لیکن مسلمان ابھی تک یہ سب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ۷۰ سال سے فلسطین کے مسلمان، یہودیوں کے مظالم اکیلے سہہ رہے ہیں، بیت المقدس پر ان کا قبضہ ہے۔ وہ اپنے ''مقصدِ عظمیٰ'' کے حصول میں مشغول ہیں۔ فلسطین میں دوبارہ آباد کاری وہ کر چکے ہیں، ہیکل سلیمانی کی تعمیر بھی جاری ہے اور گریٹر اسرائیل کا نقشہ بھی ان کی پارلیمنٹ کے دروازے پر چسپاں ہے۔ اسرائیل کا غزہ پر حالیہ حملہ اسے سلسلہ کے کڑی ہے۔ شریعت تو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اگر مسلمانوں کے چپہ بھر زمین بھی کفار کے قبضہ میں چلی جائی تو اسے واپس حاصل کرنے کے لیے امتِ مسلمہ کے ہر فرد پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ہمارا قبلہِ اول بھی اخبث الکفار یہود کے ہاتھوں میں ہے اور مسلمان اپنی زندگیوں میں مگن اور اس کے آلائشوں میں محو ہیں۔ قران مجید ہمیں پکار تا ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النساء:۷۵)

''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کے خاطر نہیں لڑتے جو فریاد کر رہے ہیں کہ: اے پرورد گار! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے''۔

ہم یہ پکار تو سن لیتے ہیں لیکن اپنے گھر میں بیٹھ کر تمنا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ کوئی صلاح الدین ایوبیؒ آ جاے۔ لیکن افسوس! ہم یہ سوچتے ہے نہیں کہ صلاح الدین ایوبیؒ آسمان سے تو نہیں اتریں گے بلکہ ہم میں سے ہی کسی کو صلاح الدین ایوبیؒ بننا ہے۔

مجھے تو امت کے ماؤں سے شکایت ہے کہ ان کے مہد میں وہ بچے ہی نہیں جو صلاح الدین ایوبیؒ بنیں۔ ہر ماں دوسروں کے بچوں میں صلاح الدین ایوبیؒ تلاش کرتی ہے اور اپنے بچوں کو اپنے سینے سے لگا کر رکھتی ہے۔ وہ انہیں تیغ و تفنگ اور دشنہ و خنجر کے کھلونے کیوں نہیں دیتی اور ان میں صلاح الدین ایوبیؒ کے کردار کے جھلک کیوں پیدا نہیں کرتی!؟ پھر بھی یہ تمنا ہے کہ امت کے بقا کی جنگ لڑنے اور مسجدِ اقصیٰ کو صیہونیوں سے چھڑانے کی خاطر کوئی صلاح الدین ایوبیؒ آ جائے۔

مجھے امت کے بہنوں سے بھی گلہ ہے کہ کیا وہ حضرت صفیہؓ کے کردار سے واقف نہیں؟ کیوں وہ اپنے بھائیوں کو مجبور نہیں کرتیں کہ وہ گھروں سے نکلیں، صلیبی اور صیہونی کفار کے خلاف برسرِپیکار ہوں اور فلسطین سمیت تمام مقبوضہ علاقوں پر دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو انہیں خنجر کیوں نہیں دکھاتیں!؟

مجھے اپنے بھائیوں اور بزرگوں سے بھی شکوہ ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے تمام حالات دیکھ کر بھی اس سے نظریں چراتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آنسو بہاتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سسکتا، بلکتا دیکھ کر بھی ان میں دینی حمیت کیوں جوش نہیں مارتی؟ وہ اپنے اسلاف کے کردار سے اس قدر بعید ہو گئے ہیں کہ فلسطین کے مائیں اپنے شہید بچوں کو دیکھ کر چیختی، چلاتی، روتی ہیں مگر ان کے اندر کچھ حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ فلسطین کے بہنوں کے ردائیں چھنتی ہیں، عصمتیں لٹتی ہیں اور ان میں کچھ ایمانی حرارت پیدا نہیں ہوتی۔ فلسطین کے نوجوان پتھروں کے ساتھ اکیلے یہودیوں سے لڑتے ہیں اور ان میں غیرت پیدا نہیں ہوتی کہ ان کے مدد کو پہنچیں۔ اس سب کے باوجود وہ مطمئن بیٹھے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو کچھ جواب نہیں دینا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یونہی مل جائے گی؟ کیا جنت اسی طرح ان کا مقدر بن جائی گی؟

نہ خوئے مسلم ہے کچھ بھی باقی، نہ حسِ ایماں کا کچھ پتہ ہے
ہیں چلتی پھرتی ہوئی یہ لاشیں کہ جن پہ انسان کا گماں ہے
جہاں میں جیسے بھی کوئی تڑپے، انھیں مگر اس سے غرض کیا ہے
رگوں میں ان کے لہو نہیں ہے، اور حد سے اب بڑھ گیا زیاں ہے

خدارا! اب تو مسلمان بیدار ہو جائیں۔ دینی غیرت و حمیت کو جوش میں لائیں اور اپنے اندر ایمانی رمق پیدا کریں۔ جمہوری راستوں، مظاہروں کو ترک کریں اور جہادِ فی سبیل اللہ میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے پیش کر دیں۔ یہاں تک کہ صلیبی و صیہونی دشمن مسلمان علاقوں سے دفع ہو جائیں، قبلہ اول مسلمانوں کے پاس دوبارہ آ جائے اور دنیا میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

وادیٔ پُر خار

سید قطب شہید رحمہ اللہ

اصحاب الاخدود کا قصہ جو سورۃ البروج میں بیان ہوا ہے،اِس لائق ہے کہ اس پر وہ تمام اہلِ ایمان غور و تدبر کریں جو دنیا کے کسی بھی خطے میں اور تاریخ کے کسی بھی عہد میں دعوت اِلی اللہ کا کام کر رہے ہوں۔ قرآن نے اس قصہ کو جس طرح بیان کیا ہے،جس انداز سے اس کی تمہید قائم کی ہے اور پھر اس پر جو کیے ہیں اور ساتھ ساتھ جو تعلیمات اور فیصلے بیان کیے ہیں ان سب باتوں کے ذریعہ قرآن نے در حقیقت وہ بنیادی خطوط اجاگر کیے ہیں جو دعوت الی اللہ کی فطرت،اس دعوت کے بارے میں انسانوں کے رویے اور ان امکانی حالات کی نشان دہی کرتے ہیں جو اس کی وسیع دنیا میں جس کا رقبہ کرہ ارضی سے زیادہ وسیع اور جس کا عرصہ دنیاوی زندگی سے زیادہ طویل ہے۔پیش آسکتے ہیں۔ قرآن نے اس قصہ میں اہلِ ایمان کے سامنے اُن کے راستے کے نمایاں نقوش بھی واضح کر دیے ہیں،اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ اس راہ میں پیش آنے والی ہر امکانی مصیبت کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کریں جو پردۂ غیب میں مستور و پنہاں ٗحکمت الٰہی کے تحت تقدیر کی طرف سے صادر ہو۔

اہل ایمان کی فتح:

یہ ایک ایسی جماعت کا قصہ ہے جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئی تھی اور اُس نے اپنے سچے ایمان کا صاف صاف اظہار کرنا چاہا۔ مگر اُسے جابر اور سخت گیر دشمنوں کے ہاتھوں شدید مصائب کا نشانہ بننا پڑا جو انسان کے اس بنیادی حق کو پامال کرنے پر تُلے تھے جو اُسے عقیدۂ حق اختیار کرنے اور خدائے عزیز وحمید پر ایمان رکھنے کے لیے حاصل ہے۔اور انسانوں کے اُس شرف کی دھجیاں اُڑا رہے تھے جس سے اللہ نے انسان کو خاص طور پر نوازر کھا ہے تاکہ وہ دنیا میں ایک کھلونا بن کر نہ رہ جائے کہ ظالم و سنگدل حکام اُس کو عذاب دے دے کر اُس کی آہوں اور چیخوں سے اپنا دل بہلائیں،اُسے آگ میں بھونیں اور اپنے لیے تفریح اور لطف اندوزی کا سامان پیدا کریں۔ یہ نفوس قدسیہ ایمان وعقیدہ کے جس جذبہ سے سرشار تھے اُس کی بدولت وہ اس آزمائش میں پورے اُترے اور جس امتحان میں انہیں ڈالا گیا اُس میں بالآخر فانی زندگی نے عقیدے کے ہاتھوں شکست کھائی ۔چنانچہ یہ لوگ ان جباروں اور ظالموں کی کسی دھمکی اور دباؤ سے مرعوب و متأثر نہیں ہوئے ۔ آگ کے عذاب میں جل کر موت کی آغوش میں چلے گئے مگر اپنے دین سے سر موہٹنے کے لیے بھی تیار نہ ہوئے۔

در حقیقت یہ پاکیزہ نفوس دنیا کی حیات مستعار کی محبت و پرستش سے آزاد ہو چکے تھے۔ اسی لیے بہیمانہ موت کا بچشم سر مشاہدہ کرنے کے باوجود زندہ رہنے کی خواہش انہیں ترک عقیدہ کی ذلت قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکی۔ وہ عالم سفلی کی بندشوں اور اسباب کشش سے نجات پا کر عالم علوی کی طرف پرواز کر گئے ۔ یہ فانی زندگی پر ابدی عقیدہ کی فتح کا کرشمہ تھا۔

اصحاب الاخدود کا جانوروں سے بدتر گروہ:

ان ایمان سے معمور بلند فطرت ،صالح اور پے کر شرافت نفوس کے بالمقابل باغی ، سرکش، لئیم اور مجرم انسانوں کی منڈلی تھی جو آگ کے الاؤ کے پاس بے ٹھ کر ان کے جلنے کا تماشہ دے کھ رہی تھی کہ اہلِ ایمان کے سے تڑپتے اور کے سے دکھ سہتے ہیں۔وہ اس منظر سے لُطف اندوز ہو رہے تھے کہ آگ جیتے جاگتے انسانوں کو کس طرح چاٹتی ہے اوراس طرح یہ گروہ شرفا ٗچشم زدن میں راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہوتا ہے۔

جب کسی نوجوان یا دوشیزہ،بچی یا بوڑھی،کمسن یا سال خوردہ مومن کو آگ میں لاکر جھونکا جاتا تو ان درندوں کی بدمستی بڑھ جاتی اور خون کے فواروں اور گوشت کے ٹکڑوں کو دیکھ کر وہ پاگلوں کی طرح ناچتے اور شور مچاتے۔یہ انسانیت سوز واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ ان بدبخت ظالموں کی جبلت اس حد تک مسخ اور خاک آلودہ ہو چکی تھی کہ ان کے لیے یہ بہیمانہ اور خوفناک عذاب سامان لطف و وجہ ٔلذت تھا۔ گراوٹ کی یہ وہ انتہا ہے کہ جنگل کا کوئی درندہ بھی اب تک اس حد تک نہیں پہنچ سکا۔اس لیے کہ وہ درندہ اگر شکار کرتا ہے تو خوراک حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے نہ کہ اپنے نیم جان نخچے کو پھڑ پھڑاتا دیکھ کر لذت حاصل کرنے کے لیے۔اور ساتھ ہی یہ واقعہ اس امر کا پتہ بھی دیتا ہے کہ اللہ پرست اہلِ ایمان کی رُوحوں نے اس آزمائش میں کس طرح اس اوج کمال تک کو جا چھوا اور ہر زمانے میں انسانیت کا نقطہ ٔعروج سمجھا گیا ہے۔

اس معرکے میں کس کو فتح نصیب ہوئی؟

دنیا کے پیمانے سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ظلم نے عقیدہ پر فتح پائی اور صالح و صابر اور اللہ پرست گروہ کی ایمانی قوت جو بلاشبہ نقطہ ٔکمال تک پہنچ چکی تھی اس ظلم و ایمان کے معرکے میں بے وزن و بے وقعت ثابت ہوئی۔نہ ہی قرآن یہ بتاتا ہے اور نہ وہ روایات ہی یہ بتاتی ہیں جو اس واقعہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں کو بھی ان کے جرم شدید کی اسی طرح سزا دی ہو، جس طرح قوم نوح علیہ السلام، قوم ہود علیہ السلام، قوم صالح علیہ السلام، قوم شعیب علیہ السلام اور قوم لوط علیہ السلام کو دی ہے یا

جس طرح فرعون اور اس کے لشکریوں کو پوری قاہرانہ ومقتدرانہ شان کے ساتھ پکڑا تھا۔ گویا دنیا پرست کے نقطہ نظر سے اس واقعہ کا اختتام بڑا افسوس ناک اور الم انگیز ہے۔ مگر کیا بات صرف یہیں پر ختم ہو جاتی ہے؟ کیا ایمان کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جانے والی اللہ پرست جماعت ان زہرہ گداز آلام کے نتیجے میں آگ کی خندقوں میں راکھ بن کر ملیامیٹ ہوگئی اور گروہ مجرمین جو رذالت اور کمینگی کی آخری حد کو پھلانگ چکا تھا، وہ دنیا میں سزا سے صاف بچ گیا۔ جہاں تک دنیاوی حساب کا تعلق ہے اس افسوس ناک خاتمے کے بارے میں دل میں کچھ خلش سی اُٹھتی ہے۔ مگر قرآن اہلِ ایمان کو ایک دوسری نوعیت کی تعلیم دیتا ہے اور ان کے سامنے ایک اور ہی حقیقت کی پردہ کُشائی کرتا ہے۔ وہ ان کو ایک نیا پیمانہ دیتا ہے جس سے وہ اشیا صحیح وزن جانچ سکیں اور حق وباطل کے جن معرکوں سے دوچار ہوتے ہیں ان کی اصل حقیقت اور اصل میدان سے آگاہ ہو سکیں۔

مومن کی موت بجائے خود اعزاز ہے:

دنیا کی زندگی اور اس کی آسائشیں اور تکلیفیں، کامرانیاں اور محرومیاں ہی کارزارِ حیات میں فیصلہ کن نہیں ہیں۔ یہی وہ مال نہیں ہے جو نفع اور نقصان کا حساب بتا سکے۔ نصرت صرف ظاہری غلبہ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ نصرت کی بے شمار صورتوں میں سے محض ایک صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی میزان فیصلہ میں اصل وزن عقیدہ کا ہے۔ اور اللہ کی منڈی میں جس مال کی کھپت ہے وہ صرف ایمان کی متاع ہے۔ نصرت کی اعلیٰ ترین شکل یہ ہے کہ روح مادہ پر غالب آجائے، عقیدہ کو رنج ومحن پر کامیابی حاصل ہو اور آزمائش کے مقابلے میں ایمان فتح یاب ہو جائے۔ چنانچہ اصحاب الاخدود کے واقعہ میں اہلِ ایمان کی روح نے خوف وکرب پر دنیا کی ترغیبات پر زندگی کی محبت پر اور کڑی آزمائش پر وہ عظیم فتح پائی ہے کہ رہتی دنیا تک وہ بنی نوع انسان کے لیے طرۂ افتخار رہے گی یہی ہے اصل کامیابی۔

ان مؤمنین نے انسانی نسل کی لاج رکھی ہے:

سب انسان موت کی آغوش میں جاتے ہیں۔ مگر اسباب موت مختلف ہوتے ہیں، لیکن سب انسانوں کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی، نہ سب اتنا اونچا معیار ایمان پیش کر سکتے ہیں، نہ ہی اس حد تک کامل آزادی حاصل کر سکتے ہیں، اور نہ وہ اتنے اُونچے اُفق تک پرواز کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہوتا ہے کہ وہ ایک مبارک گروہ کو اپنے بندوں میں سے چھانٹ لیتا ہے جو مرنے میں تو دوسرے انسانوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے مگر ایسا شرف واعزاز اس کو نصیب ہوتا ہے جو دوسرے لوگوں کو نصیب نہیں ہوتا۔ یہ شرف واعزاز اُسے ملاء اعلیٰ میں ملتا ہے۔ بلکہ اگر پے در پے آنے والی نسلوں کے نقطۂ نظر کو بھی حساب میں شامل کر لیں تو خود دنیا کے اندر بھی ایسا مبارک گروہ شرف واعزاز کا مرتبۂ بلند حاصل کر لیتا ہے۔

حق وباطل کی کشمکش کا فریق اور میدان:

مؤمنین ایمان ہار کر اپنی جانوں کو بچا سکتے تھے۔ لیکن اس میں خود ان کا اپنا کتنا خسارہ ہوتا اور پُوری انسانیت کو کس قدر خسارہ پہنچتا، یہ کتنا بڑا خسارہ تھا کہ اگر وہ اس روشن حقیقت کو پامال کر دیتے کہ زندگی ایمان سے خالی ہو تو وہ ایک کوڑی کی بھی نہیں رہتی، نعمتِ آزادی سے تہی ہو تو قابل نفرین ہی اور اگر ظالم ونافرمان لوگ اس حد تک جری ہو جائیں کہ جسموں پر تسلط حاصل کرنے کے بعد دلوں اور رُوحوں پر بھی حکمرانی کرنے لگیں تو یہ زندگی انتہائی گراوٹ ہے!! یہ وہ پاکیزہ حقیقت ہے جسے اہلِ ایمان نے اسی وقت پالیا تھا جب کہ وہ ابھی دنیا میں موجود تھے، جب آگ ان کے جسموں کو چُھو رہی تھی تو وہ اس عظیم حقیقت اور پاکیزہ اصول پر کاربند تھے۔ ان کے فانی جسم آگ سے جل رہے تھے اور یہ عظیم اور پاکیزہ اصول کامیابی کا لوہا منوا رہا تھا بلکہ آگ اسے مزید نکھار کر کُندن بنا رہی تھی۔

اہلِ ایمان کے انعامات:

حق وباطل کے معرکہ کا میدان صرف اس دنیا کا اسٹیج نہیں ہے۔ اور زندگی صرف اسی دنیاوی زندگی کا نام نہیں ہے۔ شرکائے معرکہ صرف وہ لوگ ہی نہیں ہیں جو اس نسل سے تعلق رکھتے ہوں جس میں معرکہ برپا ہو۔ دنیا کے تمام واقعات میں خود ملاء اعلیٰ شریک ہوتے ہیں، ان کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان پر گواہ رہتے ہیں، انہیں اسی میزان میں تولتے ہیں جو کسی خاص وقت اور نسل کی دنیاوی میزان سے مختلف ہوتی ہے، بلکہ پوری انسانی نسل کی میزانوں سے وہ مختلف ہے۔ ایک وقت میں دنیا میں زمین پر جتنے انسان پائے جاتے ہیں ملاء اعلیٰ اُس سے کئی گناہ زیادہ مبارک ارواح پر مشتمل ہیں۔ پس بلاشبہ لشکر حق پر ملاء اعلیٰ کی ستائش وتکریم اہلِ دنیا کے فیصلوں، اندازوں اور عزت افزائیوں سے کہیں زیادہ عظیم اور وزنی ہوتی ہے۔

ان تمام مراحل کے بعد آخرت بھی ہے یہ اصل اور فیصلہ کُن میدان ہے۔ دنیا کا اسٹیج اسی میدان سے متصل ہے، منفصل نہیں ہے، امر واقع کے اعتبار سے بھی اور مومن کے احساس وشعور کے لحاظ سے بھی۔ پس معرکۂ حق وباطل دنیا کے اسٹیج پر ہی تمام نہیں ہو جاتا، اس کے حقیقی خاتمہ کا مرحلہ تو ابھی آیا ہی نہیں۔ دنیا کے اس اسٹیج پر اس معرکے کا جو حصہ پیش کیا گیا ہے صرف اُس پر حکم لگانا صحیح اور منصفانہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا اطلاق معرکے کے صرف چند معمولی ادوار پر ہوگا۔

پہلی قسم کی نگاہ (جس کے نزدیک ہر چیز کا فیصلہ دنیا کے اسٹیج پر ہی ہوتا ہے) کوتاہ، سطح بین اور محدود ہے۔ یہ عجلت پسند انسان کی نگاہ ہے۔ دوسری قسم کی نگاہ دُور اندیش حقیقت

شناس، جامع اور وسیع تر ہے، قرآن اہلِ ایمان کے اندر یہی نگاہ پیدا کرتا ہے۔ یہی نگاہ اس حقیقت کی صحیح ترجمان ہے جس پر صحیح ایمانی تصور کی عمارت قائم ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے ایمان واطاعت میں ثابت قدم رہنے، آزمائش وامتحان میں کامیاب اُترنے اور زندگی کی فتنہ پردازیوں پر فتح پانے پر جس صلہ اور ایمان کا وعدہ فرما رکھا ہے، وہ اہلِ ایمان کے لیے طمانیت قلب کا سامان فراہم کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ

"جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ آگاہ رہو، اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے"۔

وہ صلہ رحمان کی خوشنودی اور محبت کے وعدہ پر مشتمل ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶)

"جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے عمل صالح کیے عنقریب رحمان اُن کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا"۔

وہ ملاء اعلیٰ کے اندر ذکر خیر کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی بندے کا بچہ مر جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے فلاں بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: "ہاں" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے لختِ جگر کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: "ہاں اے پروردگار" اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ: "اس موت پر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں: اُس نے آپ کی حمد فرمائی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیه رَاجِعُوْن کہا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔ (ترمذی)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے لئے وہی کچھ ہوں جو میرے بارے میں وہ گمان رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہوں تو میں بھی دل میں اُسے یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ لوگوں کے اندر میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُن سے بہتر گروہ میں اُس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اُس کی طرف ایک قدم بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں"۔ (متفق علیہ)

یہ وعدہ ہے اس بات کا کہ ملاء اعلیٰ اہلِ ایمان کے لیے دعا گو ہیں اور اُن کے ساتھ گہری دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَه، یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (المؤمن:۷)

"عرش الٰہی کے حامل فرشتے، اور وہ جو عرش کے گرد وپیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائیں مغفرت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب، تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچا لے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے"۔

یہ وعدہ ہے اس بات کا کہ شہدا کے لئے اللہ کے پاس زندگی جاوید ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (آل عمران:۱۶۹تا۱۷۱)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مُردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اُس پر خوش وخرم ہیں۔ اور مطمئن ہیں۔ کہ جو اہلِ ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں وفرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر

اس کے علاوہ جہاد اور دعوت پر محدثین اور فقہائے کرام نے بڑی مفصل بحثیں کی ہیں جن کا یہاں موقع نہیں۔ یہاں صرف جہاد کے فضائل کے اسباب بیان کیے جاتے ہیں۔

جہاد کے فضائل کے اسباب:

اس عمل کے افضل ہونے کی وجہ سے قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ہم صرف جہاد کے فضائل کے اسباب بیان کریں گے۔

جہاد کے فضائل کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''أزالۃ الخفاء'' میں فرماتے ہیں:

''جہاد کے فضائل کی بنیاد چند اصولوں پر ہے:

أ. جہاد میں تدبیرِ الٰہی (اللہ کے انتظامی معاملات، دنیا میں اللہ کا نظام قائم کرکے امن و امان قائم کرنا اور انسانوں کی بھلائی کے لیے کام کرنا) اور اس کے الہام (جب اللہ دنیا میں کوئی کام کرانا چاہتا ہے تو اس کے لیے کسی بندے کے دل میں ڈالتا ہے کہ وہ یہ کام کرے)، دونوں موجود ہیں، (یعنی عبادت بھی) لہٰذا اس کو کرنا رحمتیں حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اور اس زمانہ (یعنی شاہ صاحب کے زمانہ میں جبکہ خلافت قائم تھی، تو پھر اِس وقت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ راقم) میں جہاد کا ترک کرنا بڑی نعمت سے محروم رہنا ہے۔

ب. جہاد ایک دشوار عمل ہے۔ اس میں سخت تکلیف گوارا کرنے، جان و مال قربان کرنے، اور گھر بار اور وطن چھوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس ایسی مشکل عبادت وہی شخص کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے دین پر خلوص کے ساتھ ایمان رکھتا ہو، اور دنیا کے مقابلے اس نے آخرت کو اختیار کرلیا ہو، اور خدا تعالیٰ پر ٹھیک ٹھیک اس کو بھروسہ ہو۔

ت. ایسی خواہش (جہاد) کا دل میں واقع ہونا اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس کو فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے (یہ شاہ صاحب نے مجاہد کا مرتبہ بیان کیا ہے نہ کہ شرط)۔

ث. جہاد شعائرِ الٰہی (نماز مساجد وغیرہ) اور اس کے دین اور تمام اللہ کی رضا والے کاموں کی حفاظت کا سبب ہے۔

شاہ صاحبؒ نے یہ جہاد کرنے والوں کے فضائل کے اسباب بیان کیے ہیں، کہ اللہ نے اپنے ان بندوں کے اتنے زیادہ فضائل کیوں بیان فرمائے؟ جو جہاد کرنے والے ہیں وہ اللہ کے نزدیک اتنی فضیلت رکھتے ہیں کہ ان کی تشبیہ فرشتوں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ یہ اس کی وجوہات شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہیں نہ کہ شرائط۔ افسوس ہے کہ مسلمان شاہ صاحبؒ کے بیان کردہ فضائل کو جہاد کی شرائط سمجھ بیٹھے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرضِ عین ہے:

کیا اب سرزمینِ دہلی کی کوکھ سے کوئی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پیدا نہیں ہوتا جو مسلمانانِ ہند کو خلافت کا بھولا ہوا سبق یاد دلا کر جہاد پر کھڑا کر سکے؟

کیا دہلی سے اٹھ کر بالاکوٹ میں خاک و خون میں لت پت ہو جانے والی جماعت کا اب کوئی وارث نہیں بچا جو کفریہ نظام کے مقابلے اٹھ کر جانوں کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو؟

کیا یوپی میں اب کوئی ایک ماں بھی ایسی نہیں جو اپنے بچوں کو وہ لوریاں دے سکے جسے سن کر نوجوان بازاروں، تفریح گاہوں اور کھیل کے میدانوں کا رخ کرنے کی بجائے شاملی کے میدان تیار کر سکے؟...... (شاملی میں علمائے حق نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تھا)

کیا سرزمینِ بہار اس قدر بنجر ہو چکی کہ مجاہدینِ عظیم آباد جیسی ایک جماعت بھی تیار کرنے کے قابل نہ رہی؟

اور ارضِ بنگال کو کس کافر کی نظر لگی کہ عرصہ ہوا اب کسی سراج الدولہ کو دیکھے تاریخ کی آنکھیں ترس گئیں؟

اور یہ جنوبی ہند کے مسلمانوں نے شیر میسور کے اُن الفاظ کو بھلا ہی دیا جن کو سن کر آج بھی کافر کانپ اٹھتے ہیں......!

سرزمینِ گجرات، جہاں سب سے پہلے مسلمانوں کے قدم پڑے، جہاں کفر و شرک کے نعروں کے مقابلے تکبیر کی صدائیں سب سے پہلے گونجیں، ان کو کیا ہوا کہ تکبیر تو اب بھی ہو رہی ہے لیکن سومنات پر لرزہ طاری کیوں نہیں ہوتا......؟؟؟

یہ وہ سوالات ہیں جو تاریخ کا ایک طالبِ علم ہندوستان کے مسلمانوں سے پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔ آج جب کہ دنیا بھر میں جہاد کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور ہر خطے کے مسلمان افغانستان میں جہاد میں شرکت کے بعد اپنے اپنے خطوں میں اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے جہاد کا آغاز کر چکے ہیں۔

ایسے وقت میں عالمی جہادی قیادت ہندوستان کے علما اور عام مسلمانوں سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ مسلمانانِ ہند، جنھوں نے ہر دور میں اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف جہاد

کا جھنڈا بلند کیا، علمائے ہند نے دشمنانِ اسلام کے خلاف سخت ترین حالات میں بھی، اذیتوں کے باوجود جہاد کو نہیں چھوڑا، لیکن آج کیا ہوا کہ جہاد کے میدان مسلمانانِ ہند سے خالی نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں جہاد کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا:

عصابتان من أمتي أحرزهما الله من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسى ابن مريم عليهما السلام

''میری امت کی دو جماعتوں پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو حرام فرمادیا ہے، ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگی''۔[1]

دوسری حدیث میں ہے:

وعدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة الهند فإن أدركتها أنفق فيها نفسي ومالي فإن أقتل كنت من أفضل الشهداء وإن أرجع فأنا أبوهريرة المحرر۔

''(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا، تو اگر میں (یعنی ابو ہریرہ) نے اس جہاد کو پالیا تو میں اس میں اپنا مال و جان خرچ کروں گا، اگر شہید ہو گیا تو افضل الشہداء ہوں گا اور واپس لوٹ آیا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہ ہوں گا''۔[2]

تنبیہ:

جہادِ ہند کی یہ فضیلت صرف انہی کو ملے گی جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لیے ہندوستان سے جہاد کریں گے، اور اگر کوئی محض قومی یا وطنی محبت و حمیت کی وجہ سے جنگ کرے گا، وہ اس فضیلت کو نہیں پاسکتا۔

سوائے مسلمانانِ ہند! رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس جہاد کی اتنی خاص فضیلت بیان فرمائیں، اس کو کرنا کس قدر سعادت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ آپ اس فضیلت کو حاصل کریں اور جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ ''اس جہاد میں جو شہید ہو گا وہ افضل شہیدوں میں شمار ہو گا، اور جو غازی بن کر لوٹا وہ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا''۔

آپ کو دہلی کی جامع مسجد کی عظمت آپ کا ماضی یاد دلاتی ہے کہ اس سرزمین پر ہندوؤں کے مندروں کی گھنٹیاں اور ناقوس (شنکھ) کا غلبہ نہیں بلکہ تکبیر کی آواز ہی ہر طرف گونجنی چاہیے... جامع مسجد کے سامنے کھڑا لال قلعہ ہندوؤں کے ہاتھوں تمہارے مغلوب ہونے اور فسادات میں گاجر مولیوں کی طرح کاٹ دیے جانے پر خون کے آنسو روتا ہے، کہ جس قلعے میں بال ٹھاکرے کے آباؤاجداد تمہارے اسلاف سے زندگی کی بھیک مانگنے آیا کرتے تھے، آج وہی لال قلعہ تمہارے نوجوانوں کے لیے ٹارچر سیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے...

تمہاری فتح کی علامت قطب مینار، کیا تمہیں یہ بات سمجھانے کے لیے کافی نہیں کہ جس زمین پر ایک بار مسلمانوں کے قدم پڑ جائیں اس پر ہمیشہ مسجد ہی کی حکمرانی ہونی چاہیے، مسجد اور مسجد والے ہی وہاں غالب و حاکم رہنے چاہئیں... کیونکہ وہ اللہ کے ماننے والے ہیں جبکہ دوسرے سب اللہ کے باغی ہیں، لہٰذا اللہ کے باغی اللہ کے ماننے والوں پر حاکم نہیں بن سکتے... اللہ کے دشمن اللہ کے دوستوں سے زیادہ عزت والے نہیں ہو سکتے۔ تمہیں خون خرابے اور مٹ جانے سے کیونکر ڈرایا جا سکتا ہے؟ تم تو وہ ہو جنھوں نے ایک بار نہیں کئی بار پانی پت کا میدان سجایا ہے... اللہ نے تمہیں عقل دی ہے خود ہی فیصلہ کرو کہ پانی پت میں ہونے والا خون خرابہ اچھا تھا یا احمد آباد و سورت میں برپا ہونے والا فساد...؟ ہندوؤں کے آگے سر جھکا دینے والے زیادہ سمجھ دار ہیں یا وہ جو شاملی کے میدان میں جا کر فرعونِ وقت کے سامنے جا کھڑے ہوئے...؟ کرسی و عہدے لے کر مسلمانوں کو غلام بنانے والے تمہارے آئیڈیل ہیں یا وہ جو تمہاری آزادی و عزت کی خاطر سولیوں پر چڑھ گئے... کالے پانی میں ساری زندگی گزار گئے... دہکتی سلاخوں میں پرو دیے گئے... جنھوں نے اپنے مدرسوں کو داؤ پر لگایا... اپنے عہدوں کو قربان کیا... اپنی جائیدادیں ضبط کرائیں... لیکن کافروں کی غلامی کو قبول نہیں کیا???

کمزوری تو تمہارا عذر نہیں بننی چاہیے کہ ابھی تم میسور کے شیر کو تو نہیں بھولے ... صرف سانسیں باقی رکھنے کا نام تو زندگی نہیں... زندگی تو عزت و غیرت کا نام ہے، اگر یہ دونوں چیزیں باقی ہوں اور سانسیں ختم ہو جائیں تو قومیں مرا نہیں کرتیں بلکہ ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتی ہیں... لیکن اگر یہ دونوں چیزیں ہی مر جائیں تو قومیں جیتے جی مردار ہو جایا کرتی ہیں... اگرچہ ہزار سال بھی ان کی سانسیں چلتی رہیں۔ یہی تو وہ راز تھا جو تمہارے بزرگ شیر میسور رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں سمجھانا چاہا تھا۔ اگر بھارتی پولیس کی سنگینوں کے سائے میں صرف چند بدنی عبادات ادا کر لینے کا نام ہی دین کی آزادی ہے تو دہلی و لکھنؤ کے ان اللہ

[1] سنن النسائي: الجزء ١٠، كتاب الجهاد، باب تمني القتل في سبيل الله تعالى: غزوة الهند

[2] أيضاً

اس رب کی ذات پر یقین رکھیے ، صرف اسی ایک کی عبادت کیجئے، اس کے ساتھ جمہوری نظام کو شریک نہ بنایئے، وہی عبادت کے لائق ہے۔ جس اللہ نے امارتِ اسلامیہ کی مدد کی۔ جس نے کمزوری و دربدری کے بعد اُن کو تمکنت اور دوبارہ شریعت کے نفاذ کی طاقت عطا فرمائی وہی رب حئی قیوم ہے۔ اگر تم بھی اس کی شریعت کے مطابق اُس کی شریعت کے نفاذ کے لئے اپنے قتال کو جاری رکھو گے، اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق باقی رکھو گے تو وہ رب ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وہ رب پاکستان کے مسلمانوں کی شریعت سے محبت، دین سے لگاؤ اور محمدِ عربی ﷺ کے لائے نظام سے لگن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ شریعت کا دشمن حکمران طبقہ اللہ کی شریعت سے جنگ کر کے کہاں پناہ لے سکتا ہے؟ کوئی نئی یا پرانی سپر پاور اِس کو اللہ کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتی۔ نفاذِ شریعت کے لئے جو قربانی پاکستانی قوم نے دی ہے، تحریکِ بالاکوٹ سے لے کر اب تک جو لہو امت کے بیٹوں کا اس سرزمین پر گرا ہے، جو مظالم اس راستے میں غیور مسلمانوں نے اٹھائے ہیں انشااللہ یہ سب رائیگاں نہیں جائے گا۔ علماءِ حق کا جو لہو اس سرزمین پر گرا ہے وہ ضرور رنگ لائے گا۔

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

”شریعت یا شہادت“ سے گونج رہی ہیں وادیاں!

وادی کشمیر کے نوجوانوں کے سینے جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت سے معمور ہیں... کئی دہائیاں بیت گئیں کہ یہ نوجوان اور ان کے پیشرو ’مشرک ہندوؤں سے جان خلاصی، آزاد و کھلی فضاؤں میں لا الہ الا اللہ کی تسبیحات پڑھنے اور ”تیرا میرا رشتہ کیا لا الہ الا اللہ“ کی بنیاد پر اپنا جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں... ان ماہ و سال میں کشمیری مجاہدین نے ظالموں کے ظلم کو بھی خوب جھیلا اور خائنین کی خیانتوں کو بھی اچھی طرح بھگتا ہے... یہ مجاہدین ’تحریکِ جہاد کے ’سوئچ‘ کو اپنے ہاتھوں میں رکھ کر اپنی مرضی سے ’آن آف‘ کرنے والی خفیہ ایجنسیوں سے بھی اب اُتنے ہی متنفر ہیں جتنے کہ ہندو بنئے سے... اسی لیے وہ اب بھی ’پاک سرزمین‘ میں لا الہ الا اللہ کی تسبیحات کا ورد کرنے کے لیے تڑپتے ہیں لیکن ساتھ ہی اب وہ اِنہی تسبیحات کو حرزِ جاں بنا کر اس کلمہ کے نظام کو لے کر اٹھنے کی اور اسی کی خاطر جہاد کے میدانوں کو سجانے کی دعوت بھی دے رہے ہیں... برہان وانی رحمہ اللہ کے جاں نشینوں اور شیخ افضل گورو رحمہ اللہ کے وارثوں نے خائن پاکستانی خفیہ اداروں کے اشارۂ ابرو پر چلنے کی بجائے ”شریعت یا شہادت“ کی پکار لگائی ہے... مجاہدین کشمیر اور وادی کے نوجوانوں کی طرف سے پورے کشمیر میں ”شریعت یا شہادت“ کی اس پکار کے جواب میں لبیک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں... کشمیر کا جہادی و فدائی نوجوان جان گیا ہے کہ شرعی منہج کے مطابق فکرِ جہاد کو استوار کر کے اُس پر استقامت سے ڈٹ جانے کی صورت میں ہی صرف کشمیر نہیں بلکہ پورے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے وہ مبارک صبح طلوع ہو گی جس میں وہ صرف جشن آزادی ہی نہیں منائیں گے بلکہ دین کی علو و برتری اور حاکمیت کو بھی قائم ہوتا دیکھیں گے، باذن اللہ!

ولكن لا تشعرون

جہاد کے میدانوں اور معرکوں کے دوران میں شہدائے کرام کی کرامتیں مختلف انداز میں ظہور پذیر ہوتی ہیں اور جو پیچھے رہ جانے والوں کو وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا پورا مفہوم سمجھا جاتی ہیں... شہدا کے اجسام سے خوشبوؤں اور مہک کی لپٹوں کا اٹھنا، کئی کئی دن گزر جانے کے باوجود اجسام کا تروتازہ رہنا، زخموں سے تازہ خون کا جاری رہنا، چہروں کا تمام تر فوز و فلاح کو پالینے کی مسکراہٹ سے سج جانا... ان تمام نشانیوں اور کرامتوں کا مشاہدہ مجاہدین کے معمول میں شامل ہے... ماہِ جون ۲۰۱۷ء میں شہدا کی ایسی ہی ایک کرامت اُس وقت سامنے آئی جب ڈیرہ اسماعیل خان میں جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے دو مجاہدین 'غزالی بھائی اور خالد بھائی' پولیس سے جھڑپ کے دوران میں شہید ہوئے... انا للہ وانا الیہ راجعون... یہ جھڑپ چار گھنٹے سے زائد جاری رہی، جس میں کئی پولیس اہل کار بھی مردار اور زخمی ہوئے... غزالی بھائی کے پاس چونکہ بیت المال کی کچھ رقم موجود تھی اس لیے اُنہوں نے جھڑپ کے دوران ہی یہ رقم، جائے معرکہ ہی میں قریب موجود بھوسے میں چُھپا کر رکھ دی... دونوں بھائی شہید ہوئے تو ڈیڑھ دو ہفتہ بعد غزالی شہید نے ایک ساتھی کو خواب میں آکر پیسوں کی جگہ، مقدار اور حیثیت بتا کر اٹھانے کا کہا... ساتھی خواب سے بیداری پر اس جگہ پہنچے اور وہاں اُتنی ہی رقم موجود تھی جتنی بتائی گئی تھی!

والوں کو بھی یہ آزادی حاصل تھی جو اپنے گھر بار چھوڑ کر بالا کوٹ میں کافروں سے لڑتے ہوئے شہادت کا جام پی گئے... اور گھر بار سے دور دفن ہیں...!

اے نوجوانو! کیا تم بابری مسجد کی شہادت کا دن بھول سکتے ہو؟ اس کے بعد ہونے والے فسادات... ہر بستی میں تمہارے نوجوانوں کی لاشیں... ہندوؤں کی فتح کا دن... ذرا یاد کرو! ہندو کتنے خوش تھے... یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے تم سے ہزار سالہ غلامی کا بدلہ لے لیا ہو... نہیں ہرگز نہیں... وہ دن تم چاہتے ہوئے بھی نہیں بھول سکتے! خود کو دھوکہ نہ دو... اس جذبے کو یاد کرو جب تم بھارتی پولیس کی گولیوں کے سامنے سینہ کھول کر آگے بڑھتے چلے جاتے تھے... وہ جوش، وہ جذبہ، وہ غضب، وہ طوفان جو تمہارے سینوں میں اٹھا تھا... اس کو پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے... اس کو جہاد کی صرف ایک چنگاری دکھانے کی ضرورت ہے...

جی ہاں! آج دنیا بھر کا مسلمان اس کافرانہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ افغانستان کو دیکھو! طالبان نے صرف اللہ کی مدد کے سہارے دنیا کے خدا بننے والے امریکہ اور اس کی ٹیکنالوجی کا بھوسہ نکال کر رکھ دیا ہے... دنیا بھر سے مسلمانوں نے اس پاک سرزمین پر جہاد کو سیکھا اور اپنے اپنے ملکوں میں اللہ کے نظام کو سربلند کرنے کے لیے جہاد کا میدان گرم کر دیا۔ اب جہاد کے میدان مسلمانانِ ہند کے منتظر ہیں... نوجوانانِ ہند کے منتظر... اورنگزیبؒ اور ٹیپو سلطانؒ کی اولاد کے منتظر... ان بزدلوں کی بات پہ کان نہ دھرو جو تمہیں ہندوستان کی قوت سے ڈراتے ہیں۔

اگر جہاد کی قوت امریکہ کی ناک خاک میں ملا سکتی ہے تو ہندو جیسے بزدل تمہارے مقابلے میں کتنے دن ٹھہر سکتے ہیں؟ پھر یہ بازو تو تمہارے ہزار بار آزمائے ہوئے ہیں! یہ صرف نہتے کمزور بچوں عورتوں اور بوڑھے مسلمانوں کو ہی مار سکتے ہیں... طالبان و مجاہدینِ اسلام کا مقابلہ کرنا ہندو کی ماں نے ان کو نہیں سکھایا... ہندو ایک مکار دشمن ہے، جس نے تمہیں مکارانہ نعروں سے غلام بنایا ہوا ہے۔ یہ میدان میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اٹھو! اٹھو! اللہ کے لیے اٹھو اور ہندو کی غلامی سے نکلنے کے لیے عزت والے راستے پر چل نکلو... دہلی ہندو کی نہیں تمہاری ہے... اس پر برہمن کا ترنگا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے پورے ہونے کا وقت قریب ہے، کہ تم ہندوستان کے خلاف جہاد کرو گے اور ہندو سرداروں کو زنجیروں میں جکڑ کر لاؤ گے۔ تمہارے بزرگ نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی، کہ صوبہ سرحد و قبائل کے غیور مسلمان بہادر شیروں کی طرح اٹھیں گے اور دہلی، دکن، پنجاب اور سارے بھارت کو فتح کریں گے... جی ہاں سرحد و قبائل میں لشکر ان شاء اللہ تیار ہو رہے ہیں جو پورے برِ صغیر پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نافذ کریں گے۔

اے ہندوستان کے نوجوانو! جو بات میرے اور تمہارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی وہ سچ ہو کر رہے گی۔ تمام ہندو قوتیں اور بھارت کی یہ ٹیکنالوجی میرے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتیں۔ ہندوستان پر دوبارہ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرایا جائے گا، مجاہدین اس کو فتح کریں گے، یہاں دوبارہ تمہاری حکومت ہو گی... لہٰذا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے، خود کو اس جہاد میں شریک کرنے کے لیے، جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو۔ جہاد کی تیاری کرو۔ جہاد کے فرضِ عین ہونے کی صورت میں جہاد کی تربیت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے۔ ہندوستان میں تو جہاد آج نہیں بلکہ اسی دن فرضِ عین ہو گیا تھا جب ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوا تھا۔ پھر ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کا بہایا جانے والا لہو اس فرضیت کو اور پکا کرتا رہا۔ پھر بھی اگر کسی کو شک تھا تو بابری مسجد کی شہادت نے تو ساری حجتیں ہی تمام کر دیں...

ہمارا قتلِ عام ہو یا ہمیں زندہ جلا دیا جانا... ہماری املاک لوٹنے کا معاملہ ہو یا ہماری بہنوں بیٹیوں کی عزتوں کا پامال کرنا... یہ صرف چند انتہا پسند ہندوؤں کا کام نہیں بلکہ اس میں بھارتی ریاست یعنی انٹیلی جنس ایجنسیاں، بیوروکریسی، پولیس و فوج سب ملوث ہوتی ہیں۔ ہمارے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے کبھی کانگریس ہماری ہمدرد بن کر میدان میں آتی ہے تو کبھی کسی اور پارٹی کو سامنے لایا جاتا ہے۔ یاد رکھیے: الکفر ملۃ واحدۃ، یعنی تمام کفر ایک ملت ہے... لہٰذا یہ صرف دھوکہ دینے کے لیے مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں ورنہ اندر خانے یہ سب ہمیں مٹانے یا ہماری نسلوں کو ہندو بنانے پر متفق ہیں۔

آپ سے بہتر اس بات کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ہندو وہ ذلیل دشمن ہے جو صرف طاقت کی زبان سمجھتا ہے۔ کمزور دشمن سے دلیل یا ڈائیلاگ کرنا اس کی فطرت میں شامل نہیں۔ پٹتے ہوئے کو پیٹنا، گرتے ہوئے کو مزید گرانا، کچلے ہوئے کو اور مسلنا... اس سب سے اس کو خوشی و تسکین حاصل ہوتی ہے۔ کیا تم نے بھارت کے قدیم باشندوں (آج کے دلتوں) کا حال نہیں دیکھا؟ پہلے ہندوؤں نے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے، کروڑوں کو قتل کیا، باقی کو جبراً ہندو بنایا، ان کی نسلوں کو مٹانے کے لیے ان کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا، بالآخر ان کو بھنگی اور چمار قرار دے کر اچھوت بنا دیا گیا... جب انہوں نے اپنی اس حیثیت کو لاشعوری طور پر تسلیم کر لیا، اور اب جبکہ برہمن کو یقین ہو گیا کہ بغاوت کے آثار ان میں ختم ہوئے تو اب آ کر چند نوکریوں میں کوٹے یا کچھ سہولتیں ان کو میسر کر دیں... برہمن کا یہ معاملہ

اس قوم کے ساتھ ہے جس نے ان کا مذہب بھی قبول کر لیا... تو آپ اپنے بارے میں ان کی نفرت و دشمنی کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ ازلی دشمن ہیں... ہماری اور ان کی تاریخی دشمنی ہے۔

نہیں میرے بھائیو! دھوکہ نہ کھایئے۔ قوت ان کے پاس ہے، پالیسی بنانے والے یہ ہیں، تعلیمی نظام پر برہمن کا قبضہ ہے... یہ اس میدان میں آپ کو کس طرح آگے آنے دیں گے؟ کیا آپ مسلمان رہتے ہوئے حساس اداروں میں بھرتی ہو سکتے ہیں؟ کیا فوج کے اعلیٰ عہدوں پر آپ کو رکھا جا سکتا ہے؟ اس میں بھی وہ آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ بعض اہم عہدوں پر مسلمانوں جیسے نام رکھے قادیانیوں کو سامنے لے آتے ہیں تاکہ مسلمان مطمئن ہو جائیں۔ حالانکہ جن کو یہ سامنے لاتے ہیں وہ تو ان ہندوؤں سے بھی بدتر ہوتے ہیں جو مسلمانوں جیسا نام رکھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں۔ ان کے گھروں میں مندر رہیں، یہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟

لہٰذا برہمن کی غلامی سے نجات، بھارتی ظلم سے آزادی، اپنی کھوئی ہوئی عزت و وقار، اسی طریقہ پر ہو سکتی ہے جو طریقہ امام الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ اس امت کی ذلت کا سبب جہاد چھوڑ دینا ہے اور یہ ذلت اس وقت تک طاری رہے گی جب تک کہ یہ امت دوبارہ جہاد پر واپس نہیں آ جاتی۔

وہ دیکھو! عالم اسلام کے ہر خطے سے جہاد کی صدائیں تمہیں پیغام دے رہی ہیں کہ امتِ مسلمہ کی نئی صبح طلوع ہو چکی ہے۔ جسموں پر بارود باندھ کر کفار کی صفوں میں گھس جانے والی غیرت مند بہنیں تمہیں غیرت پر ابھارتی ہیں کہ اے ہمارے ہندوستانی بھائیو! جہاد میں اللہ نے وہ قوت رکھی ہے کہ اس کا مقابلہ کافروں کے بیالیس ملک مل کر بھی نہیں کر سکتے... خدائی کا دعویٰ کرنے والا امریکہ اپنے جدید ترین ڈرون اور سٹیلائٹ کے ہوتے ہوئے، اپنے ہیڈ کوارٹر پنٹاگون اور کابل میں بیس کیمپ بگرام کو نہیں بچا سکتا... صرف چند فدائی نوجوان اللہ کی مدد سے ان کو تباہ کر سکتے ہیں۔

یمن و شام کو دیکھو... افغانستان کے کہساروں سے تکبیر کی صدائیں لگاتے تمہارے مجاہد بھائی، جسموں پر اسلحہ سجائے، جان ہتھیلی پر رکھے، جنت کے بدلے اپنی جانوں کو فروخت کر دینے والے... کم عمر بچے بھی ہیں کڑیل جوان بھی، تمہاری مائیں بہنیں بھی ہیں اور سفید ریش اس امت کے بزرگ بھی... سب تمہارے انتظار میں ہیں۔ یہ سب مسلمانانِ ہند کے ساتھ ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! ایک بار تم جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہو، پھر دیکھنا فلپائن سے لے کر مراکش تک کے مجاہدین تمہارے ساتھ ہوں گے۔ مکہ و مدینہ کے شہزادے، شام و فلسطین، مصر و لیبیا، الجزائر و مراکش یہ سب اکٹھے ہو کر اس جانب سے آ رہے ہوں گے جہاں سے ہر دور میں ہندوستان پر اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا ہے۔ سرزمینِ خراسان، افغانستان صرف تمہاری دعوت کی منتظر ہے۔ پھر دیکھنا کہ جہاں تمہارے آنسو گریں گے وہاں یہ اپنا خون گرائیں گے۔ تمہاری طرف اٹھنے والے ان ہاتھوں کو کاٹ کر رکھ دیں گے جنھوں نے تمہارے بچوں اور عورتوں کو زندہ جلا دیا۔ بدر و حنین کے رب کی قسم! یہ غلیظ ہندوؤں کی بستیوں کو پانی پت بنا دیں گے۔ آپ ایک بار اپنے ان بھائیوں کو بلا کر تو دیکھو... انہوں نے تو اپنی جانوں کو بیچا ہی اسی لیے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عزت پا جائے... کفار کی غلامی سے نجات پا کر اللہ کی غلام بن جائے... کفار کے نظام سے بغاوت کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے سچے نظام کے مطابق زندگی گزارنے والی بن جائے...

قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے، قبل اس کے کہ پھر کسی بہن کا دوپٹہ اتارا جائے... یا پھر مسلمانوں کو اکٹھا کر کے ان پر تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا جائے... محمد بن قاسم و غزنوی کے فرزندو! اورنگزیب و ابدالی کے جانشینو! اٹھ کھڑے ہو! کہ تمہاری ذلت کی داستانیں تو بہت لکھی جا چکیں، اب تم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی ہر بستی کو پانی پت بنا دو۔ یہ وقت کی پکار ہے کہ ایک اور پانی پت سجایا جائے۔ اب اٹھ بھی جاؤ! اللہ کے گھروں کو بہت گرایا جا چکا... یہ جہاد کا دور ہے، بیداری کا دور ہے، جاگو اور بتوں سے بھرے ان مندروں کو سومنات بنا دو۔ ابراہیم علیہ السلام کی پیاری سنت کو زندہ کرو، ہتھیار اٹھاؤ اور برہمن کے سامنے اعلان کر دو...

؎ تکبیر سے کانپ اٹھا صنم خانۂ بھارت
اٹھے تھے مسلماں جب اللہ کے سہارے
اک آگ بھڑک اٹھے گی جل جائے گا بھارت
برسیں گے مری توپ سے آتش کے شرارے
توحید کے فرزند ابھی شمشیر بکف ہیں
آئیں تو مقابل ذرا ہندو کے دلارے
ہمیں ربّ شہدائے امت کی قسم ہے
بھارت کو دکھا دیں گے جہنم کے نظارے

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

قتالِ نکایہ یعنی ”پرائیویٹ جہاد“

نور محمد آفریدی

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اسلام لائے مگر کفار کی پابندیوں کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے لیکن ہجرت کی کوششوں میں رہتے تھے۔ ۶ ہجری میں حدیبیہ کا معاملہ پیش آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفارِ مکہ سے وہ معروف معاہدہ ہوا جس کی رو سے اہلِ مکہ مسلمانوں کے لئے ہجرت کا دروازہ بظاہر بالکل بند ہو گیا۔ یہ شرط لکھی گئی کہ آئندہ دس سال تک جو مسلمان بھی مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جائے گا مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ جبکہ مدینہ سے ترکِ اسلام کر کے مکہ آ جانے والوں کے لئے کوئی پابندی نہ تھی۔ یہ وہ سخت ترین شرط تھی جس نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا اور مزید یہ کہ اسی حدیبیہ کے میدان میں ہی اس کی عملی شکل سامنے آگئی اور زنجیروں میں جکڑے ابو جندل رضی اللہ عنہ واپس لوٹا دیے گئے۔ بظاہر یہ ہجرت کا دروازہ بند ہونا تھا مگر حکمتِ الٰہی میں یہ بات مقدر تھی کہ یہی معاہدہ دراصل مسلمانوں کے لئے پُر امن اور علانیہ ہجرت کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ بنے گا اور اس حکمت کا ظہور حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے پرائیویٹ اور غیر ریاستی جہاد سے ہوا اور صرف چھ ماہ میں انہونی ہو گئی۔

ابو بصیر رضی اللہ عنہ اس معاہدے کے دو ماہ بعد مکہ مکرمہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ پیچھے پیچھے وصولی کے لئے دو مشرک بھی ساتھ چلے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی، ایک بلیغ اشارہ دیا اور مشرکین کے ساتھ واپس کر دیا۔

انہوں نے اشارے کے پیغام کو سمجھا، اس پر عمل کرنے کی ایک ترتیب بنائی اور راستے میں پہلا قدم اُٹھا لیا۔ اُنہی مشرکین سے ہتھیار چھین کر انہیں قتل کیا اور مکہ مکرمہ جانے کی بجائے ساحلِ سمندر پر جا کر چھپ گئے۔ وہاں سے آتے جاتے شناساؤں کے ذریعے اُن صحابہ کرام سے خط و کتابت کی جو انہی کی طرح مکہ مکرمہ میں محصور تھے اور ہجرت نہیں کر پا رہے تھے اور انہیں اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ یہ لوگ چونکہ معاہدے کی رو سے مدینہ منورہ نہیں جا سکتے تھے اور مکہ کے مشرکانہ ماحول اور مشرکین کی ایذاؤں پر صبر بھی مشکل تھا اس لئے انہوں نے موقع غنیمت جانا اور خفیہ طریقے سے نکل کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور ان حضرات نے مشرکین کے افراد کو قتل کرنا اور ان کے قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ مشرکین کے مالی مفادات پر چوٹ پڑی تو عقل ٹھکانے آئی اور فوراً انہوں نے یہ ”جہاد“ رُکوانے کے لئے ریاست☆☆☆سے☆رجوع☆کیا۔ ریاست نے برأت کی کہ نہ تو ان مجاہدین نے ہمارے کہنے پر یہ کام شروع کیا ہے اور نہ ہم انہیں روکتے ہیں۔ بالآخر مشرکینِ مکہ کو جھکنا پڑا اور اس معاہدے کے بعد محض کم و بیش چھ ماہ کے عرصے میں انہوں نے خود آ کر وہ شق ختم کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی جس کا قبول کرنا اہلِ ایمان پر سخت شاق گزرا تھا۔ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ اب مسلمانوں میں سے جو شخص مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا چاہے وہ آزاد ہے۔ بالکل امن کے ساتھ کھلے بندوں جائے اس کی جان و مال سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش کش قبول فرمائی اور ان مجاہدین کی طرف اس عظیم فتح کی خوش خبری کے ساتھ والا نامہ ارسال فرمایا اور انہیں مدینہ منورہ آنے کی دعوت بھیجی۔ جب یہ خط پہنچا تو حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ جان کنی کے عالم میں تھے۔ نامہ مبارک سینے پر رکھا اور فتح یابی کی خوشی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ باقی حضرات وہاں سے مدینہ منورہ آ گئے۔ ان میں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جن کی مظلومیت نے حدیبیہ کے میدان میں سب کو رُلا دیا تھا۔ آج وہ ایک عظیم فتح اسلام اور مسلمانوں کو دِلا کر شان اور فخر کے ساتھ اپنے مقصد یعنی ہجرت میں کامیاب ہوئے۔

اس واقعے سے یہ چند باتیں پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئیں:

(۱) ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور دیگر مکی اہلِ ایمان کا یہ خروج جہادِ شرعی تھا۔ اگر ان کا فعل شرعاً ممنوع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکماً روک دیتے خصوصاً جب کہ مشرکین نے استدعا بھی کی تھی۔

(۲) ریاست اس ”جہاد“ میں بالکل شریک نہ تھی اور نہ اس نے اجازت دی تھی۔ کیونکہ ریاست ۱۰ سالہ معاہدے کی پابند ہو چکی تھی جس کی رو سے ہر طرح کا قتال اور قتال میں معاونت ممنوع ہو چکی تھی۔ ایسے میں خدانخواستہ یہ باور کیا جائے کہ ریاست کسی طرح شریک تھی تو نقضِ عہد لازم آئے گا جو محال ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست ہرگز اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

(۳) اس عظیم جہاد کی برکت سے مسلمانوں کو وہ فتحِ مبین ملی کہ ہجرت کا دروازہ کھلا، آمد و رفت آزادانہ بحال ہوئی اور اس کی برکت سے حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

(۴) مسلمانوں کی کوئی جماعت ایسے وقت میں بھی یہ کام کر سکتی ہے جس وقت ریاست اور کفار جنگ بندی کا معاہدہ کر چکے ہوں بشرطیکہ وہ ریاست کی عملداری سے نکل کر کریں۔

(۵) ریاست پر لازم نہیں کہ وہ اس جماعت کو روکے۔

نصرتِ دین کے امین... انصار

فیضان چودھری

ابتدائیہ: برادرم فیضان چودھری کے ایک رفیقِ جہاد کے قلم سے

الحمدللہ ربّ العالمین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم و بعد

ایک عرصے سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی اور نفاذِ شریعتِ محمدی علی صاحبھا السلام جیسی مبارک محنت کے عمل میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند اساسی حیثیت رکھنے والے 'انصار' سے متعلق اردو زبان میں کوئی مضمون پیش کیا جائے۔ انصار اللہ اور انصار المجاہدین فی سبیل اللہ کا ایک ایسا احوال جو عصرِ حاضر کے جہاد اور شریعت کے نفاذ کی موجودہ زمانے میں جاری محنت کو اجاگر کرے۔ بالخصوص پاکستان و برِّصغیر میں جاری جہاد کی بابت جہاں نصرتِ دین و جہاد کا بنیادی کام وزیرستان و دیگر قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد نے کیا۔ انصار کے ناموں کی فہرست جب سردارانِ انصار حضراتِ اہلِ مدینہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہو گی تو ہوتے ہوئے برِّصغیر میں جہاد کے مجدد، قاطعِ شرکیات و بدعات، امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے انصار جن میں ارباب بہرام خان اور درویشانِ قندھار کا نام بالخصوص شامل ہے تک آئے گی۔ پھر یہی فہرست امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور امیر ملا نیک محمد وزیر اور امیر ملا بیت اللہ محسود رحمہم اللہ کے ساتھ کئی اور گمنام افغان، وزیر، محسود، داوڑ اور دیگر قبائلی انصار کے ناموں کے ساتھ آگے بڑھے گی۔ زیرِ نظر مضمون اسی گمنام فہرست میں موجود چند ناموں پر سے پردہ اٹھانے اور اہلِ ایمان کو ان کی خبر دینے کی کاوش ہے۔ یہ انصار اسی کاروانِ دعوت و عزیمت کا حصہ ہیں جو چودہ قرن سے حق کی علامت اور باطل کی ذلت و پسپائی کی مجسم تصویر ہے۔ اللہ پاک ان سب انصار پر رحم فرمائیں اور ہمیں جنت میں، ہمارے ان انصاری بھائیوں کے ساتھ مہاجرین و انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدموں میں جگہ عطا فرمائیں، آمین۔

فیضان چودھری ایک دردِ دل رکھنے والے مجاہد فی سبیل اللہ ہیں جنہیں اللہ پاک نے کئی مشائخ جہاد سے مستفیض ہونے کی سعادت بخشی۔ ہجرت و جہاد کے اس راہی نے یہ مضمون ہجرت و جہاد کی سرزمین افغانستان کے صحراؤں، پہاڑوں، دشتوں اور وادیوں میں فرعونِ عصر امریکہ کے خلاف برسرِ جہاد رہتے ہوئے لکھا ہے۔ زیرِ نظر مضمون ہر ادیب اور لکھاری کے لیے ایک مثال ہے، ہر صحافی اور قلم کار کے لیے حجت ہے کہ جو 'جہاد بالقلم' اور 'جہاد باللسان' جیسی عظیم عبادتوں کو ادا کرنے کا دعوے دار ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ محبوب بھائی 'فیضان چودھری' کے اس مضمون کا فیضان عام فرمائیں اور مضمونِ ہذا کو ان کی آخرت کا توشہ اور دنیا میں ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ پاک ہمارے ان محبوب بھائی کے ایمان و عزت، جان و مال اور قلب و عقل کی حفاظت فرمائیں اور انہیں راہِ حق پر استقامت عطا فرمائیں۔ اللہ پاک یہ دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائیں۔

وصلی اللہ علی النبی۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین۔

امریکی رعونت و یک قطبی دنیا کے افسانوں کو خاک و خون میں گیارہ ستمبر کے دن نہلانے کے بعد جب ایک بار پھر امارتِ اسلامی بشمول تمام مجاہدین مہاجرین کو اس صلیبی صہیونی جنگ کے ایک نئے مرحلے کا سامنا کرنا پڑا تو ایسے وقت میں بھی افغان قوم نے پورے حوصلے و ہمت کے ساتھ مہاجرین کی نصرت برقرار رکھی اور سب سے پہلے امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کا موقف سامنے آیا جو اس وقت تک قندھار سے نکلنے پر راضی نہ ہوئے جب تک انہوں نے اسے یقینی نہ بنالیا کہ تمام مہاجرین کے گھر و خاندان قندھار سے نکل گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قندوز، جلال آباد، خوست، پکتیا، وغیرہ میں بھی طالبان کمان دانوں کی جانب سے ایسے ہی مواقف جابجا نظر آتے رہے۔ ان واقعات میں قابلِ ذکر شہید استاد یاسر رحمہ اللہ کا تھا جن سے جب الجزیرہ کے نمائندے نے پوچھا کہ کیا افغان قوم 'مہاجرین کی نصرت کرنے پر پچھتا رہی ہے کہ اس کی وجہ سے افغانستان ایک مرتبہ پھر جنگ کے دہانے پر آ کھڑا ہوا ہے؟ تو جواب میں شہید استاد یاسر رحمہ اللہ کی آواز رندھ گئی اور آپ رحمہ اللہ نے گلوگیر آواز میں فرمایا کہ

> ''نہیں! بلکہ ہم تو اپنے مہاجر بھائیوں سے شرمندہ ہیں جن کو ہماری ہی قوم کے چند سفیہ اور بُرے لوگوں کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہونا پڑا۔ عذراً یا ایھا المھاجرون''۔

سب سے اہم موقف تو اس وقت سامنے آیا جب کفر کے سرخیل امریکہ نے یک نکاتی مطالبہ امارتِ اسلامی کے سامنے رکھا کہ شیخ اسامہ کو ہمارے حوالے کر دیا جائے، مگر اسلام کے سپہ سالار اور افغان غیرت کے امین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے مسلمان مہاجر بھائی کو کفار کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے تمام نتائج قبول کر لیے۔ معاصر جہاد میں مہاجرین کی ایسی نصرت کا واقعہ کم ہی کسی نے دیکھا ہو گا۔

افغانستان سے پسپائی کے بعد مہاجر مجاہدین کو پاکستان کے قبائلی علاقوں اور پاکستان کے شہروں میں وقتی طور پر پسپا ہونا پڑا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے لیے پاکستان کے قبائل کی صورت میں نصرت کی ایک اور سرزمین کھول دی، جہاں سے ایک بار پھر اللہ کے دین کی نصرت کا وہ عمل جو شیخ اسامہ کی قیادت میں القاعدہ کے قیام اور اس سے بھی پہلے سے جاری تھا اسے مزید آگے بڑھایا گیا اور کفر کے سرغنہ کی بربادی و تباہی کی خاطر پوری دنیا میں عالمی تحریک جہاد کے کم و بیش ۵ محاذ قائم ہوئے۔ ایسے میں پاکستانی قبائل کے غیور قبائلی باشندوں نے اسی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے مہاجر بھائیوں کا استقبال کیا اور اس کے نتیجے میں پڑنے والی ہر مشکل کو بخوشی جھیلا، بلکہ اس سب کے بعد بھی وہ مہاجرین کا حق ادا نہ کرپانے پر شکوہ کناں رہے۔

وزیرستان میں گزارا ۱۴ سالہ عرصہ مہاجرین وانصار کے باہمی اخوت، اخلاص، محبت اور بھائی چارے پر مبنی تھا۔ وزیرستان پوری دنیا کہ مہاجر مجاہدین کا مسکن تھا جہاں کے عالی قدر انصار نے نصرتِ دین کا حق ادا کیا اور اس نصرت کے نتیجے میں افغانستان میں ۲۰۰۱ء میں محصور جہاد ''جہادِ امت'' بن گیا۔ پوری دنیا کے اسٹریٹیجک مقامات پر اللہ تعالیٰ نے جہادی تحاریک کھڑی کروائیں اور اسی وزیرستان سے ان جہادی تحاریک کی رہ نمائی و سرپرستی کا عظیم کام لیا جو آج تک رواں دواں ہے۔ یقیناً ان انصار کا بھی اس عالمی تحریکِ جہاد کی توسیع میں بڑا حصہ ہے۔ اللہ ان کے اعمال واموال میں برکتیں نازل فرمائیں۔ آمین

ابھی ہم وزیرستان کے چند عالی ہمت، اولو العزم انصار کا ذکر کریں گے جنہوں نے اپنی جانیں اس عالمی صلیبی صہیونی جہاد میں لگا ڈالیں مگر نصرتِ دین سے پیچھے نہ ہٹے۔

مولوی گل مانور طوری خیل (اتمان زئی):

فقیر اپی رحمہ اللہ کی روایات کے امین مولوی گل مانور جن کے والد کا نام مادان خان تھا۔ آپ کا تعلق اتمان زئی وزیر کی ذیلی شاخ طوری خیل سے تھا اور آپ کا آبائی علاقہ میر علی کی تحصیل خوشحالی تھا۔ آپ کی پیدائش طوری خیل قوم کے گرمائی (جہاں یہ قوم گرمیاں بسر کرتی ہے) علاقے رزمک میں ہوئی۔ بچپن کی زندگی خوشحالی کے ہرے بھرے گاؤں میں گزاری۔ عام وزیرستانی بچوں کی طرح ابتدائی دینی تعلیم خوشحالی ہی کے ایک مقامی مدرسے سے حاصل کی۔ شرعی علم کی پیاس بجھانے کی خاطر مزید تعلیم کے لیے آپ نے ممتاز العلوم مدرسے میں کچھ وقت گزارا اور پھر تکمیلِ تعلیم مدرسہ ضیاء العلوم میر علی سے کی۔ امارتِ اسلامی افغانستان کے قیام کے وقت آپ رحمہ اللہ امارت کی صفوں میں شامل ہو کر کابل میں جہاد میں شریک رہے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو کہ علم عمل کی خاطر حاصل کرتے تھے اور حصولِ علم کا بنیادی مقصد اس پر درست انداز میں عمل سمجھتے تھے۔ اسی لیے آپ کا زیادہ وقت امارتِ اسلامی کے سقوط سے قبل امارتِ اسلامی کے شمالی اتحاد سے دفاع ہی میں گزرا۔ یومِ تفریق یعنی ۱۱ ستمبر کے دن آپ رحمہ اللہ کفر کو پہنچنے والے اس عظیم نکایہ پر نہایت ہی خوشی کے عالم میں فائرنگ کرتے ہوئے باہر نکل آئے اور اپنے تمام رشتہ داروں اور دوست احباب کو خوشی سے اس خبر کے بارے میں بتاتے رہے۔ آپ کے سینے میں مسلمانوں سے محبت اور کفار کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اسی لیے عالمی کفر کے سرغنے کو پہنچنے والی اس زک نے آپ کے سینے میں ایمانی دوستی اور دشمنی کو مزید جِلا بخشی اور آپ نے میادینِ جہاد میں اپنی مکمل زندگی وقف کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا آپ سقوطِ کابل کے وقت قلعہ مراد بیگ کے محاذ پر اپنے عرب اور پاکستانی مجاہدین بھائیوں کے ہمراہ برسرِ پیکار رہے یہاں تک کہ کابل میں امریکی ٹینک داخل ہو گئے۔

یہاں سے آپ کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور آپ نے اپنے علاقے میں مہاجرین کی نصرت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ رحمہ اللہ افغان جہاد کے معروف عسکری قائد شیخ عبد الہادی عراقی فک اللہ اسرہ کے قریبی دوستوں میں شامل تھے۔ آپ کے قریبی ساتھی سیف الرحمان خوشحالی نے شہید مولوی گل مانور کی عادات و اطوار کے بارے میں بتایا کہ آپ اپنے علاقے میں نیکیوں اور بھلائیوں کو فروغ دینے والے اور برائیوں و منکرات سے روکنے والے تھے، آپ کے علاقے میں جہالت کے سبب عوام میں نشہ آور سگرٹ اور چرس کا بہت زیادہ رجحان تھا، جس کے سدِّباب کے لیے آپ ہمیشہ کوشاں رہے اور اس میں خاطر خواہ کمی کروانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح اپنے علاقے میں دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو مناسب انداز میں ٹیلی ویژن کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرتے اور اس بارے میں لوگوں کی شرعی رہنمائی بھی کرتے جس کے نتیجے میں اکثر گھروں میں ٹیلی ویژن کی نفرت قائم ہوئی۔ جہاد سے شدید محبت اور مجاہدین کی کسمپرسی کے عالم کو دیکھتے ہوئے آپ اسراف کے شدید خلاف تھے اور علاقے میں جہاں بھی لوگ بلاوجہ فائرنگ کرتے انہیں اس امر کی تلقین کرتے کہ یہ گولیاں بلاوجہ ضائع کرنے کی بجائے مجاہدین کو دو تاکہ یہ کفار کے خلاف استعمال کریں اور تم لوگ بھی اجر میں شامل ہو جاؤ جس پر بہت سے لوگ مدد کرتے۔ آپ رحمہ اللہ نہایت شجاع، جرّی اور آگے بڑھنے والے تھے، علمِ شرعی کے حصول کی ترغیب دیتے اور اپنی آنے والی نسل کی درست منہج پر شرعی علوم و جہاد پر مبنی تربیت کے خواہاں بھی تھے۔ اسی طرح مسلمان عوام کی ہدایت کے بھی دل سے متمنی رہتے اور اسی مقصد کی خاطر تبلیغی جماعت سے بھی بہت عقیدت رکھتے اور اگرچہ زیادہ وقت جہادی

کاموں میں ہی صرف ہوتا مگر پھر بھی وقت نکال کر کبھی کبھار تبلیغی جماعت کے ہمراہ بھی جایا کرتے تھے۔

آپ رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کے نوجوانوں کو اکٹھا کر کے شمالی وزیرستان سے منسلک خوست کے علاقے میں امریکی غاصب افواج کے خلاف اپنے مہاجر بھائیوں بالخصوص شیخ ابو اللیث اللیبی رحمہ اللہ کے ساتھیوں کے ہمراہ امریکی و ملی اردو افواج کے خلاف جہاد کو منظم کیا اور اپنی عسکری کارروائیوں میں دشمن کو سالوں ناکوں چنے چبوائے رکھا۔ ایک دن غلام خان کے علاقے میں اپنے مہاجر بھائیوں کے ہمراہ ایک کمین میں شرکت کی جس میں دشمن کا کافی نقصان ہوا اور مجاہدین کے ہاتھ غنائم بھی آئے جس کے بعد واپسی پر امریکی طیاروں نے آپ کی گاڑی کو نشانہ بنایا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا۔ ہم اللہ سے یہی گمان کرتے ہیں اور حسیبِ اصلی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

ابو بکر وزیری (احمد زئی):

ابو بکر وزیر کا اصل نام حق نواز تھا اور آپ جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا کے رہائشی تھے۔ عام وزیرستانی رواج کے مطابق ابتدائی تعلیم وانا ہی کے ایک دینی مدرسے سے حاصل کی۔ ابو بکر اگرچہ پندرہ سال کی ہی عمر میں نصرتِ دین کی خاطر اپنے علاقے کے مہاجر مجاہدین کی خدمت پر کمربستہ ہو گیا مگر اللہ نے اس غیرت مند لڑکے کا خمیر ہی نصرتِ دین اور دین کی خاطر قربانیوں پر بنایا تھا۔ وہ اسلام کی غربت و کمزوری پر تڑپتا تھا اور دین کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ اسے وانا میں شیخ ابو محمد ترکستانی کے مرکز میں لے آیا۔ ابو بکر، شیخ ابو محمد ترکستانی کے مرکز میں رہتا اور مہاجرین کی خدمت نہایت ہی ذوق و شوق سے کرتا جس پر مرکز کے ساتھی اس سے بہت زیادہ متاثر تھے اور اس سے شدید محبت کرتے تھے۔ ایک دن شیخ ابو اللیث وانا میں شیخ ابو محمد کے مرکز میں آئے تو شیخ ابو محمد نے ابو بکر کے بارے میں شیخ کو بتایا کہ ابو بکر ایک چھوٹی عمر کا لڑکا ہے مگر ہمت اور اخلاق میں نہایت ہی بلند و ارفع ہے۔ شیخ ابو اللیث نے ابو بکر کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور اسے اپنے ساتھ میر علی لے آئے جہاں اس کی شیخ کی زیرِ سرپرستی عسکری تربیت ہوئی اور وہاں بھی تمام مہاجر مجاہدین کا محبوب ترین ساتھی ثابت ہوا۔ عسکری تربیت کے بعد مہاجر مجاہدین کے ہمراہ کمان دان ابو تراب رحمہ اللہ کی زیرِ قیادت ابو بکر لواڑہ کے خط پر امریکی و مرتد افواج کے خلاف جنگ میں مشغول ہو گیا اور بہت جلد مناسب عسکری تجربہ بھی حاصل کر لیا۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے اس ننھے محافظ کی بارگاہِ الٰہیٰ میں قبولیت کا وقت آن پہنچا۔ لواڑہ ہی کے محاذ پر امریکی کیمپ پر بی ایم میزائلوں اور ہاون کی مدد کے ساتھ مجاہدین نے دھاوے کا پروگرام بنایا۔ نہایت ہی کامیاب کارروائی کے بعد جب مجاہدین واپس ہو رہے تھے تو امریکی طیارے فضا میں پہنچ گئے اور کارروائی کے کم و بیش ۴ گھنٹے بعد ایک فضائی حملے میں اللہ کا یہ شیر اپنا وعدہ پورا کر گیا۔ شیخ ابو ولید انصاری فک اللہ اسرہ کا کہنا تھا کہ ابو بکر کا جنازہ وزیرستان کا سب سے بڑا جنازہ تھا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور ثابت کیا کہ وزیرستان کی عوام اپنے آباؤاجداد کی مانند اسی غیرت و حمیت پر قائم ہے جس پر قائم رہ کر انہوں نے انگریز کو اپنے علاقوں میں چھٹی کا دودھ یاد کروایا تھا۔

احمد حسن داوڑ:

احمد حسن شمالی وزیرستان کی ایک قوم داوڑ کی ذیلی شاخ حسو خیل سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنی ابتدائی دینی تعلیم احمد حسن نے حسو خیل کے علاقے ہی سے حاصل کی اور نوجوانی ہی میں مجاہدین کے ساتھ جہاد کے لیے شامل ہو گیا۔ عرب مہاجر ساتھیوں کی بے پناہ خدمت کرنے والا احمد حسن اپنے مہاجر بھائیوں کے مابین نہایت ہی ہر دل عزیز تھا۔ شیخ ابو اللیث کے معسکر میں نہایت خاموشی کے ساتھ مگر نہایت خوب صورت مسکان چہرے پر سجائے احمد حسن سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ اپنے پاکستانی و عرب مہاجر ساتھیوں کے ہمراہ امریکی اور کٹھ پتلی افغان فوجیوں کے خلاف لواڑہ کے اور خوست کے محاذ پر کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ شنکائی ڈبگئی کا وہ معروف تعارض جو عید کے دن امریکی و افغان ملی اردو کے کیمپ پر شیخ ابو ناصر فک اللہ اسرہ کی قیادت میں لڑا گیا، احمد حسن اس معرکے میں شامل تھا اور اس نے اس جنگ میں بھرپور دادِ شجاعت دی۔

احمد حسن یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ واضح کافر امریکہ کے خلاف جنگ لڑتے لڑتے اس کی یہ کٹھ پتلی پاکستانی فوج اس کے راستے میں حائل ہو گی اور اس کے علاقے وزیرستان سے مہاجر مجاہدین کو نکالنے کی خاطر وزیرستان پر چڑھ دوڑے گی۔ لیکن احمد حسن کے سامنے شریعت کی یہ پکار اسے عمل سے نہ روکتی تھی کہ ومن قتل دون مالہ فھو شھید اور ومن قتل دون عرضہ فھو شھید۔

چنانچہ اپنے علاقے اور عوام کے دفاع کی خاطر شمالی وزیرستان میں ۲۰۰۶ء کے ناپاک فوج کے آپریشن میں احمد حسن اپنے مہاجر بھائیوں کے ہمراہ پاکستانی فوج کے خلاف کئی جنگوں میں شریک ہوا۔ اور آخر کار ایک دن اسی امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی کے خلاف ایک معرکے سے واپسی پر احمد حسن ان فوجیوں کے گھیرے میں آ گیا اور ہیلی کاپٹروں کی شیلنگ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ احمد حسن کی شہادت قبول فرمائیں۔ آمین

حمزہ بوراخیل وزیر (اتمان زئی):

بوراخیل قوم کو وزیرستان کے اتمان زئی وزیر قوم میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ قوم جہاں بہت بااثر ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت سے بھی بہت زیادہ نوازا ہے۔ اس قوم کے نوجوانوں نے اس عالمی صلیبی صہیونی معرکے کے خراسان کے محاذ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی خاطر بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ اسی قوم کے ایک نامور سپوت حمزہ وزیر تھے جن کا اصل نام اعظم وزیر تھا۔ آپ کا تعلق شمالی وزیرستان کے علاقے مچی خیل سے تھا۔ جو کہ بوراخیل قوم کا ایک مضبوط علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس علاقے کے مجاہدین نے روس کے خلاف جہاد میں بھی بے شمار نوجوانوں کو دین کی سربلندی کی خاطر قربان کیا اور حالیہ جہاد میں بھی اس علاقے کے مجاہدین خوست اور پکتیکا کے مختلف محاذوں مثلاً سٹہ کنڈاؤ، ارگون اور زیڑک پر ۱۶ سالوں سے دادِ شجاعت دیتے چلے آرہے ہیں۔ حمزہ وزیر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب اپنے سینے میں محفوظ کرنے کی توفیق نصیب فرمائی تھی۔ آپ کے حفظِ قران کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ آپ نے اپنا یہ حفظ نہایت ہی خاموشی کے ساتھ مکمل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب کے ساتھ اس والہانہ لگاؤ اور اسے سینے میں زندہ رکھنے کا اجر اللہ تعالیٰ نے حمزہ کو میدانِ جہاد میں زندگی لگانے کی صورت میں نصیب فرمایا۔ آپ نے مدرسے میں داخلہ تو لیا مگر جہادی مصروفیات کے سبب جلد ہی تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے آپ ۱۹۹۹ء میں امارتِ اسلامی کی صفوں میں شامل ہو کر شمالی محاذوں پر امارتِ اسلامی کے دفاع میں مشغول ہوئے۔ ان شمالی محاذوں میں قابلِ ذکر محاذ جہاں حمزہ مصروفِ جہاد رہے، ان میں قندوز اور تخار کے محاذ شامل ہیں۔ ان جنگوں میں امارت کے سقوط کے وقت تک حمزہ مصروفِ جہاد رہے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے حمزہ اپنے مہاجر بھائیوں کے ہمراہ دوستم کی ملیشیا کے ہاتھوں ایک بڑے محاصرے میں پھنس گئے جس میں شدید مزاحمت کے بعد آپ دوستم کی ملیشیا کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ ۶ ماہ کی قید کاٹنے کے بعد حمزہ کو اللہ تعالیٰ نے رہائی نصیب فرمائی۔ مگر قید کے اندھیرے دل ودماغ کی روشنیوں کو کسی صورت نہ بجھا سکے اور آپ امریکی صلیبی افواج اور ان کے مقامی ایجنٹوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے کا جذبہ لیے واپس اپنے علاقے میں آئے اور اپنے علاقے سے نوجوانوں کو بھرتی کر کے خطِ اول پر جہادی کاموں کو منظم کیا۔

آپ کو اپنے علاقے میں جہاد ہی کی بابت عزت بھی بہت ملی اور آپ کے علاقے کے لوگ آپ کو اپنا نشانِ راہ سمجھتے ہوئے اپنا وقت اور جوانیاں جہادِ عظیم الشان کی خاطر انہیں سپرد کرتے رہے۔ جسے حمزہ وزیر نہایت امانت کے ساتھ اللہ کی راہ میں استعمال کرتے رہے۔ حمزہ وزیر نے اپنے مہاجر ساتھیوں کے ہمراہ صلیبیوں کے خلاف جنگ منظم کی اور محاذ پر دشمن کو ناکوں چنے چبوائے رکھے۔

اسی عرصے میں جب پاکستان کی جانب سے اپنے امریکی آقاؤں کے دفاع میں شمالی وزیرستان پر چڑھائی کی گئی تو حمزہ وزیر اس فوج کی خیانت کو سمجھ گئے اور فوراً اس امریکی فوج کی محافظ نام نہاد "پاک فوج" کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ مقامی زبان میں ایک لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ "خواندکوی" یعنی مجھے مزہ آتا ہے۔ چنانچہ حمزہ وزیر کا عمومی نعرہ پاکستانی حملہ کے بعد یہی ہوتا تھا کہ "پاکستان خلاف جنگ ماتا خواندکوی" یعنی پاکستان کی اس خیانت کے سبب اس کے خلاف جنگ مجھے بہت مزہ دیتی ہے۔ آپ نے کئی معرکوں میں اپنے مہاجر بھائیوں کے ہمراہ امریکی وافغان فورسز کے خلاف بارڈر کے اُس پار، جب کہ امریکی غلام ناپاک فوج کے خلاف بارڈر کے اِس پار دادِ شجاعت دی اور مجاہدین کی صفوں میں ایک بھرپور قائد بن کر ابھرے۔ آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ میدانِ جنگ میں نہایت مردانہ وار لڑتے تھے اور بالخصوص قتل وقتال کے مرحلے پر نہایت ثابت قدم رہتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جنگ کی تمنا مت کرو لیکن اگر جنگ ہو جائے تو پھر صبر کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ... آپ رحمہ اللہ اسی حدیث کے پیرو تھے۔ اسی طرح لوگوں کو چلانے والے ذمہ دار کے لیے لازم ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا حامل ہو اور الحمد للہ حمزہ میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود تھی۔ مہاجرین کی طرف سے بسا اوقات کسی ناگوار بات پر بھی حمزہ کے ماتھے پر شکن نہ آتی اور اپنے علاقے کے مجاہدین کی تو وہ آنکھوں کا تارا تھے۔ ہر شخص ان سے محبت کرتا تھا اور ان کی عزت کرتا تھا۔ شیخ ابوناصر فک اللہ اسرہ کی قیادت میں عید کے روز کی جانے والی شنکئی کی جنگ میں حمزہ نہایت جانفشانی اور بہادری کے ساتھ جنگ میں ہونے والے زخمیوں کو نکالنے میں مصروف رہے اور پھر انہیں محفوظ مقامات پر منتقل کرتے رہے۔ غرض اپنے علاقے میں مہاجرین کی نصرت کے باعث علاقے میں بہت زیادہ مشہور ہو گئے اور ایک دن پاکستانی ناپاک فوج کی جاسوسی پر امریکی جاسوس طیاروں کی بمباری میں آپ شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت قبول فرمائیں اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات

معین الدین شامی

اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہایت کرم و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ ہمیں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا حبیب بنایا، کہ وہ حبیبنا و حبیب ربّ العالمین ہمارے لیے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے اور اشک بہاتے رہے، و الحمد للہ علی ذلك۔

ہماری مسجدِ اقصیٰ:

یاد آتا ہے کہ راقم السطور ابھی بالکل ہی چھوٹا سا تھا کہ اسے کہیں سے مسجدِ اقصیٰ کا ایک پوسٹر مل گیا۔ یہ پوسٹر میں نے اپنے کمرے کی دیوار پر چپکا لیا۔ پوسٹر پر مسجدِ اقصیٰ کی ایک تصویر بنی ہوئی تھی اور اس پوسٹر پر لکھا ہوا تھا: ''مسجدِ اقصیٰ روتی ہے، امتِ مسلم سوتی ہے''۔ افسوس کہ ہم نے اپنا بچپن و نوجوانی گزار دی اور اب جوانی جاری ہے اور مسجدِ اقصیٰ تاحال رو رہی ہے اور امتِ مسلم تاحال سو رہی ہے۔

اللہ سے تو دِل' اللہ ہی کی توفیق سے ہمیشہ پر امید رہتا ہے لیکن لوگوں سے دل اکثر ہی مایوس۔ بیداری اب خواب معلوم ہوتی ہے، گو کہ ہمیں بزبانِ اقبال رحمہ اللہ یقین ہے کہ:

؎ نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا!

مسجدِ اقصیٰ جو ہمارے دِلوں کا محور ہے، داؤد و سلیمان علیہما السلام، زکریا و یحییٰ علیہما السلام اور زندہ اٹھائے جانے والے عیسیٰ علیہ السلام سے جس مسجد کے منبر و محراب منور ہوئے۔ جہاں ہمارے دِلوں کی دھڑکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں گئے اور تمام کے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ جس مسجد کو حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آزاد کروایا۔ جس کے احاطے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرتِ محمد ابنِ عبد اللہ المہدی رضی اللہ عنہ روایات کے مطابق دفنائے جائیں گے۔ وہی مسجدِ اقصیٰ یہود کے گھیرے میں نہیں ان کی تخریب کا نشانہ ہے۔

اسی مسجدِ اقصیٰ کے احاطے میں دجال کے پیروکار یہودی میری بہنوں اور ماؤں پر ہاتھ اٹھاتے اور باہر لے جا کر عصمتیں تار تار کرتے ہیں۔ یا اللہ رحم کا معاملہ فرما اور ہمیں اِنہی میں شامل رکھ کہ جن کا نعرہ ''لبیک یا اقصیٰ'' اور '' قادمون یا اقصیٰ'' ہے!

یہ چند سطریں اس لیے لکھیں کہ آج پھر یہود کی دراندازیاں ہیں، میرے بچپن کے کمرے میں آویزاں مسجدِ اقصیٰ کا پوسٹر آج بھی یہی کہہ رہا ہے: ''مسجدِ اقصیٰ روتی ہے، امتِ مسلم سوتی ہے''۔

صلاح الدین ایوبی کی ضرورت:

بلا شبہ زمانہ منتظر ہے کہ کوئی صلاح الدین ایوبی آگے بڑھے اور اقصیٰ پر قابض یہود کو تاراج کر دے۔ لیکن کیا میں اور آپ جانتے ہیں کہ جب آج سے ایک ہزار برس پہلے صلاح الدین ایوبی اقصیٰ کو چھڑانے چلے تھے تب بھی مسجدِ اقصیٰ رو رہی تھی اور امتِ مسلم سو رہی تھی۔ تب بھی امت کو افیون چٹانے والے وقت کے علمائے سُو صلاح الدین ایوبی پر اعتراضات کرتے تھے۔ کہتے تھے یہ غیر عرب ہے، کُرد ہے۔ تب خارجی، دہشت گرد وغیرہ کہنے کا فیشن نہیں تھا، آج ہے۔ اسی لیے تو وقت کے صلاح الدین ایوبی کو ہم پہچان نہیں پائے۔ ملا عمر، اسامہ بن لادن، ابو مصعب الزرقاوی وغیرہ ہی آج کے صلاح الدین ایوبی ہیں۔ تب بھی مسجدِ اقصیٰ صلاح الدین ایوبی کے فقط تلوار نیام سے نکالنے پر آزاد نہیں ہو گئی تھی۔ ایوبی رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی اس کی آزادی پر لگائی تھی تو وہ آزاد ہوئی تھی۔ تب کے صلیبی حملہ آور صرف عیسائی تھے، آپ بھی کہیں گے کہ صلیبی تھے تو ظاہر ہے عیسائی ہی ہوں گے۔ لیکن یہ کہنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آج کی صلیبی جنگ جس کا آغاز 'جارج بش' نے کیا تھا میں صرف عیسائی شامل نہیں۔ اس صلیبی لشکر میں عیسائی، یہودی، رنگ ہا رنگ مذاہب کے پیروکار اور آخری مگر سب سے گھٹیا مسلمانوں جیسے نام رکھنے والے امتِ مسلمہ کے ستاون ممالک کے سپاہی بھی شامل ہیں جس میں ارضِ وطن پاکستان کے 'سپاہی' تو سرِ فہرست ہیں، خود ان کے اپنے ہی لیے وضع کردہ خطاب کے مطابق: فرنٹ لائن اتحادی!

سو جب آج کی صلیبی جنگ ہے بھی بڑی تو یہ صرف ایک آدھ ایوبی اور اس کی ہزاروں کی فوجِ مجاہدین کی زندگیاں نہیں بلکہ کئی ایوبیوں اور اس کی مجاہد فوجوں کی زندگیاں مانگتی ہے۔ بس ہمیں احساس کی ضرورت ہے اور یاد رکھیے احساس سے عمل پیدا ہوتا ہے بے عملی نہیں کہ ڈپریشن کی گولیاں لینی پڑ جائیں!

القاعدہ کا وائرس:

کچھ لوگوں نے اللہ کے لیے اپنا تن من دھن[1] قربان کرنے والوں کو کھلے بندوں وائرس کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر یہ القاعدہ کا وائرس کشمیر میں جا پہنچا تو کشمیر کا جہاد ختم

---

[1] یہاں یہ بتانا صائب ہو گا کہ تن کا مطلب ہوتا ہے جان اور جان صرف اپنی نہیں اپنے سارے خاندان کی اہل و عیال کی۔ من کے کہتے ہیں اپنے دل کو، اپنے مزاج وطبیعت کو۔ دھن تو ہم جانتے ہی ہیں کہ اسی کے پیچھے تو ہم نے سب دین و غیرت کو چھوڑا ہے۔ مجاہدینِ عالی قدر نے یہ سب کچھ واقعی چھوڑا ہے، چشمِ تصور سے نہیں چشمِ حقیقی سے دیکھنے کی ضرورت ہے!

سمجھو! ان کے اس قسم کی باتیں کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اس بات کا 'اندیشہ' ہے کہ کہیں ان پر بھی کوئی آزمائش نہ آ جائے۔ ان سے عرض ہے کہ:

ابھی تو یہ آغاز ہے پیارے ابھی سے کیوں گھبراتے ہو؟

جنگ کا منظر دیکھ کے جانایوں کیوں بھاگے جاتے ہو؟

افسوس تو یہ ہے کہ ان کو ایجنسیوں نے جس طرح جہادِ کشمیر کی بربادی کی وہ نظر نہیں آتی اور مجاہدین پر طعن کرتے ہیں۔ بقولِ شیخ احسن عزیز رحمہ اللہ:

ع کہ مچھر چھان لو، اونٹوں کو سالم ہی نگل جاؤ!

جہادِ کشمیر عالمی مسئلہ ہے:

ایک اور صاحب نے فرمایا ہے کہ 'جہادِ کشمیر کا کوئی عالمی ایجنڈا نہیں ہے! کشمیر کے جہاد کے تین بنیادی نکات ہیں اسلام، آزادی اور اعلائے کلمۃ اللہ۔' یہ بیان خود ہی آپس میں میل نہیں کھاتا۔ اسلام تو ہے ہی عالمی بلکہ عالَم کے لیے نہیں، عالمین کے لیے ہے۔

آزادی کا تو مطلب ہے بندوں کی غلامی سے نکل کر اللہ کی غلامی میں آنا سو یہ بھی عالمی ایجنڈے کے بغیر ممکن نہیں کہ ہندو بنیے کی غلامی سے نکلا جائے اور آئی ایس آئی یا چین دوست ملک پاکستان کی غلامی میں آ جانا آزادی نہیں کہلائے گا۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ تو ہے ہی عالمی!

پھر حکم جہاد بھی عالمی ہے۔ اللہ پاک نے تب تک لڑنے کا حکم فرمایا جب تک فتنہ باقی ہے اور فتنہ بقولِ علماء کہتے ہیں کفر و شرک کو۔ نہ کے صرف وہ کفر و شرک جو صرف کشمیر میں پایا جاتا ہے!

اس لیے عرض ہے کہ جہادِ کشمیر عالمی مسئلہ ہے، اس کا ایجنڈا بھی عالمی ہی ہے!

محمد بن سلمان یا محمد بن علمان؟

سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کو اپنا نام اعلانیہ محمد بن علمان رکھ لینا چاہیے۔ علمان کہتے ہیں 'لادینیت یا سیکولرازم' کو۔ اب ہم بھی کیا حیا کے مارے بات چھپائیں۔ ابنِ علمان فرماتے ہیں کہ سعودی ساحلوں پر قائم تفریح گاہوں یا resorts میں bikini کی اجازت ہو گی۔ bikini کہتے ہیں ان دو چیتھڑوں کو جس میں حوا کی بیٹی کو دیکھ کر اہلِ ہوس اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور نارِ جہنم کا سامان کرتے ہیں۔ اور ہوَس پرستی میں سعودی شاہی خاندان کا بھی کوئی ثانی ہے؟

فلپائن و چین سے لے کر مراکش تک، حوا کی بیٹیوں کا عریاں کاروبار اسی دیوث آلِ سلول کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور ہمارے عالم و جاہل اور عام و خاص اس لیے اس ناری آلِ سلول کے بارے میں نہیں بولتے کہ یا تو بعض پر اب تک ان کے خادمِ حرمین ہونے کا دھوکہ عیاں نہیں ہوا یا پھر بعض کو اپنے اداروں اور مساجد میں چارٹن کے ائیر کنڈیشنروں کی ضرورت ہے۔ قبل از اسلام جاہلیت میں اہلِ مکہ برہنہ ہو کر خانۂ کعبہ کا طواف کرتے تھے، سو ابنِ علمان کیا کرے؟ ہے تو یہ بھی اسی جہالت کی اولاد!

آلِ سلول اس نسل کو حضرتِ شیخ اسامہ نے کہنا شروع کیا اور آلِ سلول سے مراد ہے عبد اللہ ابن ابیٔ منافق۔ اس بدبخت نسل نے خدمتِ حرمین کے نام پر حاجیوں لوٹا ہے، اپنی جائیدادوں میں اضافہ کیا ہے، امتِ مسلمہ کی ملکیت پٹرولیم کو بیچ کھایا ہے اور دو حرموں کے نام پر حرمِ ثالث مسجدِ اقصیٰ کا سودا کیا ہے، رافضیوں کو مسجد الحرام اور مسجدِ نبوی میں شرک کی اجازت دی ہے۔

مسجدِ نبوی شریف صلی اللہ علیہ وسلم میں تو راقم نے خود رافضیوں کو شرکیات اور مسجدِ علی رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے سجدے کرتے، صحنِ مسجدِ نبوی میں جلسے کرتے اور جنت البقیع میں فساد مچاتے دیکھا ہے۔ اسی سلولی نسل نے خدمتِ حرم کی آڑ میں اور اہلِ سنت کی ظاہری طرفداری کے پیچھے ایرانی مجوسیوں کو جزیرۃ العرب میں پناہیں دی ہیں کہ آج سعودی عرب کی انڈسٹری میں روافض کا ایک بڑا حصہ ہے۔ ابھی چند دن قبل ہی ابنِ علمان صاحب نے اہلِ سنت کو ذبح کرنے والے اور اہلِ سنت کی خواتین کی عصمتیں لوٹنے والے مقتدیٰ الصدر رافضی سے ملاقات فرمائی ہے کہ اس کی ایران سے setting ٹھیک نہیں چل رہی۔

یہاں آلِ سلول کے زر خرید درباری علما کا ذکر کر دینا بھی اچھا ہے جنہوں نے اپنے فتاویٰ سے نجانے کیسا کیسا کفر تولنے کے بعد محمد بن علمان کی 'بیعت' پر فرمایا کہ یہ بیعت اس طرح ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزیرے کو پہلے اہلِ کفر کی فوجوں اور پھر عریانی کا گڑھ بنانے والے یاد رکھیں:

جئناکم بالذبح!... ہم تمہیں ذبح کرنے کے لیے آرہے ہیں!

در گریبانِ پانامہ:

پانامہ لیکس سے لے کر نواز شریف کی نااہلی تک کا سفر ہم دیکھ رہے ہیں۔ پنجاب بھر میں "جو دِلوں میں بَس رہا ہے، حکومت اسی کی ہے" کے بینر و پوسٹر آویزاں کیے گئے ہیں۔ عرض ہے کہ نواز شریف ہو یا کوئی بھی اور یا بھلے فوج جسے چھپا کر اسٹیبلشمنٹ کہتے ہیں کوئی بھی آ جائے اس نظام میں کہیں بھی حل نہیں۔ کوئی دس سال پہلے جب جان مکین اور اوبامہ صدارتی الیکشن میں کھڑے ہوئے جس کے نتیجے میں اوبامہ جیت گیا تو اس الیکن مہم کے دوران ایک جگہ کچھ 'نادر' الفاظ کانوں سے ٹکرائے:

اوبامہ آوے یا مکین

نتھا سنگھ یا پریم سنگھ

ون اینڈ دا سیم تھنگ! / !One and the same thing

تو جی سیم تھنگ ہی نتیجہ ہے چاہے کوئی بھی آ جائے۔ قدرے غیر سنجیدہ موضوع یعنی بادشاہوں کے آنے جانے، سری پائے کھانے کے شوقین لوگوں کی حکومت ہو یا چھولے کھانے والی فوجی نسل کی، پانامہ اور اسٹیبلشمنٹ کی کہانی کے بیچ شہید عالمِ ربّانی حضرتِ استاذ احمد فاروق علیہ الرحمۃ کے بیان ''پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!'' کے کچھ اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔ واضح رہے کہ حضرتِ استاذ رحمہ اللہ کا یہ بیان ٹھیک پانچ سال پرانا ہے جب یوسف رضا گیلانی فارغ ہوا تھا اور پرویز اشرف نیا وزیر اعظم بنایا گیا تھا۔ اگر حالات نہ بدلے گئے تو پانچ سال کیا جو کہانی پچھلے ستر سال سے چل رہی ہے وہی اگلے پچاس سال بھی چلتی رہے گی۔ حضرتِ استاذ رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

''کیا وقت آ نہیں گیا کہ ہم حقائق کا سامنا کریں، محض افراد کو قصور وار ٹھہرا کر مسئلے کی اصل جڑ سے سے توجہ نہ چرائیں۔ مسئلہ افراد کا نہیں! رذیل، بد طینت، بد کردار افراد تو مختلف تناسب سے ہر معاشرے میں ہی پائے جاتے ہیں۔ مسئلہ اس نظام کا ہے! مسئلہ اس نظام کا ہے جو ان رذیل ترین لوگوں کو معزز قوم پر مسلط کرتا ہے۔ جو حقیقی معززین کو ذلیل اور ذلیل و حقیر لوگوں کو معزز بناتا ہے۔ جب تک یہ باطل نظام جڑ سے نہیں بدلا جاتا، محض چہرے بدلنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا!

وقت آ گیا ہے کہ ہم آنکھیں کھولیں! حقیقت کا سامنا کریں۔ مغرب کے عطا کردہ اس فاسد، ظالم اور متعفن نظام کو منہدم کر کے اس کی جگہ شریعت کا وہ عادلانہ نظام نافذ کریں جو محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ وہ نظام جہاں کوئی انسان، کسی دوسرے کا غلام نہیں ہوتا۔ جہاں عام آدمی سے لے کر خلیفہ تک سبھی اللہ کے قانون کے سامنے یکساں جواب دہ ہوتے ہیں۔ جہاں سب انسانوں کے جائز شرعی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ جہاں کمزوروں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ جہاں مؤمنین و صالحین معزز ہوتے ہیں اور فساق، فجار، چور، لٹیروں کا حقیقی احتساب ہوتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس کے نام سے بھی امریکہ، اس کے اتحادی اور اس کے یہ مقامی غلام کانپتے ہیں!''

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: القدس کی آزادی ہماری گردنوں پر قرض ہے

انہیں بدعنوان نقطہ نظر کو رد کرنے کی ترغیب دینی چاہئے جو دین و دنیا کے خسارے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس سے قبل مصر تیونس اور الجزائر اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

اے فلسطین میں موجود مجاہدین! کیا تم اس سے راضی ہو کہ تمہارے جہاد کا نتیجہ سیکولر (لادین) حکومت ہو جو شریعت سے دستبردار اور اسلام سے بے زار ہو؟ اور جو مسلمانوں پر کفار کے قوانین اور ان کے اصول کو مسلط کرتی ہو؟ اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ فلسطین کی آزادی کی جنگ 'فلسطین کو بیچ دینے والے لادین سوداگروں کے ساتھ مصالحت کر کے لڑی جائے؟ کیا آپ اپنے آپ کو اس لیے قربان کرنا چاہتے ہیں تاکہ فلسطین کو بیچ دیا جائے؟ یہ تو قوم پرستوں اور وطن پرستوں کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہے جو زمین اور مٹی کی خاطر لڑ رہے ہیں، پھر ایک مسلمان اس کو کیسے قبول کر سکتا ہے؟!

آج آپ کے بعض رہنما آپ کو اُنہی تاریک راستوں کی طرف لے جا رہے ہیں جن پر چل کر مصر اور تیونس میں ان کے بھائی گمراہ ہو چکے ہیں۔ وہ آپ کو اس بات کا یقین دلا رہے ہیں کہ فلسطین اس وقت نہیں حاصل کیا جا سکتا جب تک کہ عقیدۂ توحید اور شریعت کی حاکمیت کو ترک نہ کر دیا جائے اور خود کو باطل عقائد، لادینیت اور عالمی قوانین کی غلامی پر تیار نہ کر لیا جائے۔ اور ایک قومی ریاست قائم کرو جس میں ایک مجاہد 'فلسطین کے سودا کرنے والوں کے برابر اور شریعت کی حاکمیت کے لیے جہاد کرنے والا ایک موحد سیکولر (لادین) کے برابر ہو جو اس (یعنی شریعت) سے دستبردار ہو۔ اور یہ کہ آپ اس وقت تک آزادی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ فلسطین کو بیچ دینے والے مجرمین کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہ کر لیں اور ان لوگوں کو صدارت، وزارت اور اتھارٹی سونپنے پر راضی نہ ہو جائیں۔ یہ اندھیروں کا راستہ ہے جو فلسطین کو دوبارہ حاصل کرنے تک رہنمائی نہیں کرے گا بلکہ یہ اس معاملہ کو عقیدۂ توحید پر سمجھوتہ اور اس کے ساتھ فلسطین کو ہمیشہ کے لیے کھو دینے تک لے جائے گا، جس کا مطلب ہے دین اور اس دنیا دونوں کا خسارہ!

اے تمام اطراف کے مسلمانو اور مجاہدین بھائیو! القدس کی آزادی ہماری گردنوں پر قرض ہے اور اس کو آزاد کرنے کے لیے ہمیں اسرائیل کے حامیوں کی مسلم امہ پر تجاوز کی ان کے خون اور معیشت سے قیمت وصول کرنی ہو گی۔ یہ ہمارے اوپر ذمہ داری ہے کہ اسرائیل کے پڑوس کے خطوں میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کوشش کریں۔ یہ ایک کثیر الجہت محاذ ہے۔ مجاہدین کے درمیان جاری اختلاف ان کی طاقت کو تباہ اور فتح میں رکاوٹ بنتا ہے۔ آغر سے تانغر تک اور قوقاز سے وسطی افریقہ تک۔ دشمن کے مقابلے میں ہمارا متحد ہونا ہمارے اوپر فرض ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆☆☆

پاکستان کو کس نظام کی ضرورت ہے؟

مولوی محمد فیض بونیری

کسی بھی ملک میں اہم ترین چیز اُس ملک کا نظام ہوتا ہے، کہ وہ نظام وہاں رہنے والے انسانوں کے مال، جان اور عزت کا کتنا محافظ ہے؟ یعنی اگر وہ نظام نافذ ہو جائے تو اس میں انسانوں کا مال کتنا محفوظ ہو گا، اُن کی جان کی کتنی قدر و قیمت ہو گی اور اُن کی عزت وآبرو کی حفاظت کس قدر ہو گی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس نظام پر عمل درآمد کتنا ہوتا ہے؟ اور نظام نافذ کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں؟ یہ نہیں کہ صرف نظام ہو اور اس پر عمل کرانے والے (یعنی حکمران طبقہ) اس پر عمل کرانے میں مخلص نہ ہوں، بلکہ وہ خود اس نظام کو ذہنی طور پر تسلیم نہ کرتے ہوں یا کسی کے دباؤ میں آکر نافذ نہ کر سکتے ہوں یا خود مجرمانہ اَفعال میں مُلوث ہونے کی وجہ سے اُسے نافذ العمل ہونے نہ دیتے ہوں۔

چنانچہ جب ہم دنیا میں موجود تمام نظاموں کا تقابل اور موازنہ کرتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کسی بھی ملک میں اُس کے باشندوں کے مال، جان اور آبرو کی حفاظت کے لیے دنیا میں موجود تمام نظاموں میں سب سے بہتر نظام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود بنایا، جو ہر دَور میں اِنسان کے لیے نہ صرف یہ کہ قابل عمل ہے، بلکہ ایک مہذّب معاشرہ کو تشکیل دینے کا سو فیصد ضامن ہے، چونکہ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ ہی انسان کی طبعی خصلت سے پوری طرح آگاہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کے آپس میں رہن سہن، آپس میں معاملہ کرنے اور بد معاملہ گی کی صورت میں ایک مناسب قانون بنانے کا زیادہ لائق ہے۔

اِس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ عام مشاہدہ ہے کہ دنیا میں کسی بھی نئی ایجاد کا ظاہری موجد اپنی ایجاد کردہ چیز کے استعمال کے لیے کچھ اُصول وضوابط بناتا ہے، اور غلط کارکردگی کی صورت میں اس کی درستگی کا طریقہ متعین کرتا ہے، پھر اُن اُصول کو ایک کتابچہ کی شکل میں ہر پیس کے ساتھ منسلک کر کے آگے فروخت کرتا ہے، تاکہ اس کے استعمال کرنے یا اس کی خرابی کی صورت میں ٹھیک کرنے اور خصوصاً اُس کے ضَرر سے بچنے میں وہ اُصول کارآمد ہوں۔ اب کوئی شخص اُن اُصول سے ہٹ کر اپنی سمجھ کے مطابق اُسے استعمال کرتا ہے تو ممکن ہے ٹھیک چلے، لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ اپنی سمجھ کے مطابق چلانا یا تو خود اُس چیز کی یا استعمال کرنے والے کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔

ٹھیک اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے درست چلنے کے اُصول اور بد چلنی کی صورت میں درستگی کا طریقہ اور اس کے ضرر سے بچنے کے لیے کچھ ضوابط مقرر فرمائے ہیں، تاکہ تمام مخلوق خصوصاً انسانوں کی جان، مال، عزت، دین اور حقوق کی حفاظت ہو، اور اِن اُصول وضوابط کو ایک کتاب (قرآن کریم) کی شکل میں انسانوں کو عطا کیا کہ اِن پر عمل کرنا، ورنہ بصورتِ دیگر تمہاری ہلاکت ہے۔ یا تو دنیا وآخرت دونوں میں، یا بظاہر اُ دنیا میں تو نہیں لیکن آخرت میں ہلاکت یقینی ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ کے اس کتاب یعنی قرآن میں درج قواعد وضوابط مسلمانوں کے ہاں 'شریعت' کے نام سے موسوم ہیں)

خالقِ کائنات کے بنائے ہوئے نظام کی موجودگی میں کسی مخلوق کا بنایا ہوا ناقص نظام (جمہوریت) اپنا کر نافذ کرنا پرلے درجے کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نظام (شریعت) پر کسی بھی نظام کو ترجیح دینا نہ صرف یہ کہ صریح کفر ہے، بلکہ عذابِ خداوندی کو دعوت دینا ہے، اور یہ آئے دِن مختلف قسم کے مصائب مثلاً سیلاب، زلزلے، بدامنی، بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور مہنگائی وغیرہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے، ورنہ قدرتی وسائل سے مالا مال ایک ایٹمی طاقت اتنے بُحرانوں میں گھرا ہوا ہونا اسی بات کی غمازی کرتا ہے کہ مسلمانوں کے گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ کا عذاب اس پر مسلّط ہے۔ اور سب سے بڑھ کر گناہ بلکہ کفر اللہ تعالیٰ کے قانون (شریعت) کو پس پُشت ڈال کر اُس کی جگہ غیر اللہ کا قانون (جمہوریت) نافذ کرنا ہے، اور پھر اپنے کفر سے توبہ کر کے اپنے کیے پر نادم ہونے کے بجائے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ شریعت چاہنے والوں کی بیخ کنی کے لیے پوری حکومت کا متفق ہونا اور اس کے خلاف کسی کی آواز تک نہ اُٹھانا۔

رہی دوسری بات کہ ملک کے نظام پر عمل درآمد کتنا ہوتا ہے؟ اور نظام نافذ کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں؟ یہ تو سب جانتے ہیں کہ کسی بھی نظام کو نافذ کرنے کے لیے مضبوط اَعصاب والے افراد کی ضرورت ہوتی ہے، یہ نہ ہو کہ صرف ایک فون کال پر اپنی سابقہ پالیسی پر نہ صرف یوٹرن لے، بلکہ "مدعی سست، گواہ چست" کا مصداق بنتے ہوئے آرڈر دیے بغیر بھی کاسہ لیسی کا کوئی دقیقہ ہاتھ سے جانے نہ دے، اور معاملہ یہاں تک پہنچے کہ اُن کے کتے کے بھونکنے پر بھی یس سر (yes sir, yes sir, yes sir) کی گردان لگائے، ایک کال پر جیتی ہوئی جنگ (کارگل) دشمن کی جھولی میں ڈال دے، اپنے شہریوں کے قاتل (ریمنڈ ڈیوس) کو اقتدار کو طول دینے کی خاطر باعزت رہائی دے، اُمتِ مسلمہ کے محسنین (مجاہدین) کو چند ڈالر کے عوض فروخت کرے... تو ایسے لوگوں سے سوائے ذلت کے اور کس چیز کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟

اس لیے میں کہتا ہوں کہ شیر دِل صفت اَفراد ہی نظام کو مِن وعَن نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ایسے افراد موجود دھرتی پر صرف اور صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے مختصر سے عرصے میں دو سپر پاور ملکوں اوران کے اتحادیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے اور ایک ایٹمی طاقت رکھنے والے ملک کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کیا۔

لہٰذا ملک کے تمام غیور عوام بالخصوص اسلام سے محبت رکھنے والے افراد سے گزارش ہے کہ وہ اُن لوگوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں جنہوں نے پکا عزم کر رکھا ہے کہ وہ اِس طاغوتی نظام [جمہوریت] کے بُت کو توڑ کر نظامِ مصطفیٰ نافذ کر کے ہی دم لیں گے۔ ان شاء اللہ

پاکستانی فوج کے کالے کرتوت

ظہور احمد اعوان

اے پاکستان میں بسنے والے مسلمان بھائیو! وقت نے گزرتے گزرتے ہمیں بہت کچھ سکھایا، لیکن کیا ہم سبق حاصل کر رہے ہیں؟

پاکستانی میڈیا پر دہشت گردوں (بے گناہ مسلمان، عوام، مجاہدین یا ان کے انصار) کو مسلمان ہونے اور اسلام سے محبت کی پاداش میں پھانسی، ماورائے عدالت قتل عام، جعلی مقابلوں میں شہید کروانا اور قید و بند کی خبریں اب معمول بن گئی ہیں۔

پاکستان کی نام نہاد مسلمان حکمران اور سیکورٹی ادارے کفر کی تابعداری میں سب حدیں پھلانگ گئے، مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے والے کلبوشن یادیو کا کچھ نہیں بگاڑ سکے بلکہ اسے وی آئی پی قیدی کی حیثت حاصل ہے، کیونکہ وہ اصلی دہشت گرد ہے، وہ نیول افسر ہے، وہ را کے لئے کام کرتا پکڑا گیا ہے، اور اسے پھانسی پر چڑھا کر ڈالر نہیں ملنے والے،

بلکہ اسے بچا کر ڈالر بھی ملیں گے اور کفار بھی خوش ہوں گے!

رہی بات مجاہدین کی، تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایجنٹ ہیں، اس لیے ان میں سے کسی بھی مسلمان کو پکڑو، مارو ذلیل کرو اور "دہشت گرد" کا ٹھپہ لگاؤ، یا جو بھی کرو، ڈالر بھی ملیں گے اور کفار بھی خوش ہو جائیں گے۔

مجاہدین پر انڈیا، اسرائیل اور امریکہ کے ایجنٹ کا الزام لگا کر اپنی عوام کو بے وقوف بناؤ۔ کیونکہ یہ حکومت اور ناپاک فوج یہ بات اچھی طرح جانتی ہے، کہ ہماری عوام تو انڈیا، اسرائیل، امریکہ سے ویسے بھی نفرت کرتی ہے، تو یہ ایجنٹی کا الزام مجاہدین پر لگا کر اپنا اُلو یہ لوگ خوب سیدھا کرتے ہیں!

یہی پاکستانی حکمران اور سیکورٹی اداروں کا مشن ہے، اور یہ مشن پورا کر کے انہوں نے بیرون ملک کی فلائٹ پکڑنی ہے، اور قوم اور مسلمانوں کے خون سے کمائے پیسوں پر بقیہ ماندہ زندگی میں عیاشیاں کرنی ہیں۔ اور ہماری سادی عوام پھر کوئی نیا چہرہ، پارٹی دیکھ کر کسی سراب کے پیچھے بگٹٹ بھاگتی رہے گی اور اس کفری جمہوری نظام سے انقلاب کے رستے ڈھونڈنے کے فضول خواب دیکھے گی، جو قیامت تک پورے نہیں ہونے!

کیا ریمنڈ ڈیوس پھانسی پر چڑھانے کا حق دار نہیں تھا؟

کیا جوئیل کاکس امریکی ایجنٹ پھانسی کا حق دار نہیں تھا؟

کیا میتھو بیریت امریکی ایجنٹ پھانسی کا حق دار نہیں تھا؟

کلبوشن یادیو کو بھی کوئی مائی کالال پھانسی پر نہیں چڑھا سکتا؟

کیونکہ پاکستان کا قانون کفار کے خلاف نہیں ہے، بلکہ ان کی حفاظت کے لئے ہے، تب ہی تو بلیک واٹر، ایف بی آئی، سی آئی اے، را، موساد وغیرہ کے ایجنٹ پاکستان میں دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی پاکستانی حکمرانوں اور سیکورٹی اداروں کے ذمے ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے پاکستانی قانون، حکمران اور سیکورٹی ادارے اسلامی لیبل لگے ایسے برانڈ ہیں، جو کہ اسلام کے خلاف استعمال کی بہترین ایجادات میں سے ہیں۔ ان مرتدین کے کچھ نمایاں کالے کرتوت کے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ۱۹۴۷ء میں مجاہد اعظم فقیر ایپی (حاجی میرزا علی خان شہید رحمہ اللہ) کے ساتھ معاہدے کے بعد عین اسی دن وزیرستان میں خیسور کے مقام پر غداری کرتے ہوئے جلسہ عام پر ائیر فورس کے انگریز سربراہ ایلین پیری کین کی قیادت میں بم باری کی۔

۲۔ ۱۹۴۷ء ہی میں انگریز آرمی چیف فرینگ میسروی کی کمان میں فریب آزادی سے آزاد رہنے والے سیکڑوں مسلمان بلوچوں کا قتل عام کیا۔

۳۔ ۱۹۴۸ء میں چارسدہ، بابڑہ کے مقام پر اپنے حق کے لئے آواز اٹھانے والے ۹۰۰ سے زائد پشتونوں کا قتل عام کیا۔

۴۔ ۱۹۷۰ تا ۱۹۷۱ء۔ ۳۰ لاکھ سے زائد بنگالی مسلمانوں کا قتل عام کیا اور لاکھوں مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی۔

۵۔ ۱۹۷۰ تا ۱۹۷۱ء اس ناپاک فوج نے اردن کی مدد سے کفار کو خوش کرنے کے لئے ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کیا جسے تاریخ کے اوراق میں "بلیک ستمبر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۶۔ ۱۹۹۳ء میں اس ناپاک فوج نے امریکی افواج کو بحفاظت نکالنے کے لئے مقدیشو میں ۳۵۰ سے زائد صومالی مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اس آپریشن کا نام "گوتھیک سرپینٹ" تھا۔

۷۔ ۲۰۰۱ء سے بحیثیت امریکی فرنٹ لائن فورس اس فوج کے ہاتھ لاکھوں افغان اور پاکستانی مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔

۸۔ اس ناپاک فوج کا سیاہ ترین کارنامہ ۳۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو ریکارڈ ہوا جب اسی فوج نے ہماری عزت مآب بہن عافیہ صدیقی کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا۔

۱۰۔ ۲۰۰۷ء میں لا الہ الا اللہ کے نام پر بننے والے پاکستان ہی کے دارالحکومت اسلام آباد میں اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے والے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے بہترین طلبا و طالبات پر فاسفورس کے بم برسائے، اور ہزاروں مسلمان بہن بھائیوں کو شہید کر ڈالا۔

۱۰۔ قبائل سمیت پاکستان بھر میں ہزاروں زمینی اور فضائی آپریشن کر کے لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کے گھر بار، مساجد و مدارس سمیت لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام، ٹارچر گمشدگیوں سمیت بے تحاشا مظالم ڈھائے گئے... اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے

☆☆☆☆☆

خوش رہے رحمان بھی...

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

دنیا بھر سے پانامہ کیس کے فیصلے پر بے شمار سوالات یوں اٹھائے جا رہے ہیں کہ لگتا ہے فیصلہ سب ہی کی سمجھ اور توقعات سے بالاتر ہے۔ دنیا کو تجسس بھرے انتظار میں مبتلا کر کے جس تن دہی سے پاناما کا پہاڑ کھود کر ایک عدد اقامہ بر آمد کیا گیا اس پر سبھی نے حیرت کا اظہار کیا۔ ماسوائے سیلوٹ کرتے عمران خان کے جن کا لب و لہجہ یکایک وزیر اعظمانہ ہو گیا ہے۔ یہ فیصلہ کافی عرصہ سے آنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آ نہیں پا رہا تھا، ۲۰۱۴ء میں عمران خان نے مقتدر قوتوں کی در پردہ مدد سے اسلام آباد پر یورش کی، امپائر کی انگلی بوجوہ نہ اٹھ سکی اور انتظار، انتظار ہی میں بساط الٹنے کی بس نکل گئی۔ بالآخر پانامے نے سوکھے دھانوں پر چھڑکاؤ کیا اور بالآخر کھیتی ہری ہو گئی۔ فیصلہ تیار تھا۔ لوازمات (تحقیق) بعد میں پورے ہوئے۔ یعنی تانگہ گھوڑے کے آگے جو تا گیا صاف دکھائی دے رہا ہے! بہر حال ہم تو اس جمہوریت کے یوں بھی قائل نہیں کہ مسلم ممالک میں اشک شوئی کیلئے فوجی جمہوریتیں اور کٹھ پتلی وزرائے اعظم پالے جاتے ہیں۔ یہ عین وہی سب ہے پاکستان کی پوری تاریخ فراڈ جمہوریت کے سرابوں کی نذر ہوئی۔ کہانی نئی نہیں بہت پرانی ہے۔ ایوب خان دور سے ہی سول ملٹری تعلق جو بنا تو آج وہی نفسیات کار فرما ہے۔ ایوب دور کے تذکرے کی ایک جھلک شہاب نامہ (قدرت اللہ شہاب) سے دیکھئے۔ صرف ایک بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایک فوجی افسر چھاؤنیوں کی محدود فضا میں اپنی عمر کے ۵۲ سال گزارنے کے بعد اچانک مسلح افواج کے ناجائز استعمال سے ایک ہنستی بستی سول حکومت کو زبردستی نکال باہر کرتا ہے اور خود مسند اقتدار پر قبضہ جما کے بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن اس ایک عمل سے یہ لازمی نہیں کہ اس پر عقل و دانش کی ایسی بارش شروع ہو جائے کہ وہ ملک بھر کے تمام اکابرین اور ہزاروں کارکنوں کو بیک جنبش قلم نااہل، ناکارہ اور نالائق ثابت کرنے میں حق بجانب ہو'۔ عقل و دانش کی یہ بارش ہمیں بار بار بھگا بلا بنا دیتی ہے۔ مشرف انہی عدالتوں کا منہ چڑاتا چٹکی کمر کے ساتھ جہاز کی سیڑھیاں پھلانگتا بیرون ملک سدھارا۔ نہ اقامے آڑے آئے نہ غیر ملکی بنک بیلنس۔ لکڑ ہضم پتھر ہضم۔ نہ عربوں کے اربوں کے تحائف پر سوال اٹھا۔ یہ ماسٹر پلان جہاں بھی طے پایا۔ ایک تیر سے سبھی کچھ نشانے پر آ گیا۔ عدلیہ کی ساکھ خراب ہوئی۔ سٹیبلشمنٹ کے درپردہ کردار پر سوال اٹھائے گئے۔ سیاسی شاہی خانوادے کے لئے آسمان تک طوفان اٹھا کر ایک نہایت کمزور بنیاد پر فیصلہ دیا۔ اندرونی خلفشار اور سامنے آرہا ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔ ریمنڈ ڈیوس حال ہی میں پاکستان کے نظام قانون کا تمسخر اڑا چکا۔ کہتا ہے "قصاص و دیت قانون کا غلط استعمال کیا گیا۔ پاکستانی حکام نے میری رہائی کے لئے قانون کو مذاق بنا دیا"۔ سی آئی اے کے ادنیٰ اہل کار کا پلڑا قانون کے مقابل بھاری رہا۔ اس کے انکشافات اور سوالات پر قانون کے ماتھے پر بل نہ آیا۔ نہ کوئی جے آئی ٹی بٹھانے کا سوال اٹھا! دیت کے پیسے کس نے دیئے؟ ہنوز تشنۂ جواب ہے!

عدالتی نظام عام آدمی کو تحفظ دینے میں بھی ناکام ہے۔ ہر کچھ دن بعد ایک خبر آتی ہے۔ اب بھی آئی ہے کہ ۱۵ سال بعد دو ملزموں کو بری کیا۔ کورٹ در کورٹ ۱۵ سال دھکے کھاتے رلتے خاندان بالآخر سپریم کورٹ پہنچ کر ہانپتے کانپتے بری ہو گئے۔ ۱۵ قیمتی سالوں کا حساب کون چکائے گا؟ لاپتہ افراد... ہزاروں کی تعداد میں۔ لیکن عدل و انصاف کے سارے دروازے ان پر بند ہیں، صداقت و امانت کا ہمارے گلی کوچوں سے گزر کہاں! چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے حال ہی میں کہا کہ موبائل فون کمپنیاں پری پیڈ کارڈ کی مد میں سالانہ ۳۰۰ ارب روپے کی ٹیکس چوری میں ملوث ہیں۔ گویا انٹرنیشنل کمپنیاں بھی پاکستانی حربے ہتھکنڈے ڈٹ کر استعمال کرتی ہیں! اخلاق و کردار کا ہمہ گیر دیوالیہ پٹ چکا ہے۔ اخبارات کے صفحات سیاست دانوں سمیت رنگا رنگ سکینڈلوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کیچڑ میں لت پت 'داغ تو اچھے ہوتے ہیں' کا اشتہار بچوں کا چلایا جاتا ہے۔ سو ملکی منظر نامہ یہی ہے۔ تن ہمہ داغ داغ شد! سندھ اسمبلی کے اجلاس میں پچھلے دنوں بھنگ چرس کے محاسن پر تادیر بات ہوتی رہی۔ سپیکر اور ممبر اسمبلی کے مابین! ہمارے ٹیکسوں پر چلنے والے ادارے چرس بھنگ کی تعریفوں کے پل باندھتے رہے۔ پی دیکھنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا گیا! نواز شریف نے تیسری ٹرم بچانے کے لئے پیش بندیاں کم تو نہ کی تھیں۔ پاکستان میں اقتدار کا سرچشمہ امریکہ اور پھر فوج ہے۔ دونوں کی خوشنودی ملحوظ خاطر رکھی گئی۔ امریکہ سے واپس آیا تو اچھے بھلے میاں شریف کے 'نیک سپوت' نے لبرل پاکستان کی لے اٹھائی۔ قادیانیوں کو بھائی کہا۔ ان کے لئے آخری حد تک کشائش پیدا کی۔ عبدالسلام قادیانی کے نام قائد اعظم یونیورسٹی کا شعبہ کر ڈالا۔ اعلیٰ، کلیدی مناصب پر قادیانی افسران کی تعیناتیاں۔ مثلاً حالیہ مردان کے معروف قادیانی خاندان کے سپوت کی وفاقی سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ تعیناتی۔ ہولی دیوالی میں وارفتگی سے شرکت کی۔ ممتاز قادری شہیدؒ کے معاملے میں شان رسالت کا پاس نہ کیا۔ پاکستان کو اسلامی نظام دینے کے وعدے بھلا دیئے۔ جعلی پولیس مقابلوں، بند دروازوں کے پیچھے اہل دین سے نمٹنے کا نظام عدل بروئے کار لایا گیا۔ عدل ہی کی چھری اس کی وزارت عظمیٰ پر بھی چل گئی تو کیا عجب! عدل کے کھودے گڑھے میں جا پڑے۔ انہیں جس اقامے نے ڈسا، ہم تو دن رات پے در پے

حکمرانوں کو اقامہ بلا اقامہ پاکستان سے باہر ہی دیکھتے رہے۔ دوران حکمرانی مشرف ہو، زرداری، الطاف حسین یا نواز شریف حقیقی سرمائی گرمائی دارالحکومت تو دبئی ہوتا ہے یا لندن۔ الطاف حسین کی تو خیر مشرف کے زیر سایہ بات ہی جدا تھی! پاکستان سے تعلق بذریعہ قومی خزانہ ہی ہوتا ہے۔ بعد ازاں مشرف، پاشا، راحیل شریف بیرون ملک مسلم دنیا میں امریکی مفادات کے تحفظ کے فرائض انجام دیں یا شوکت عزیز، معین قریشی کی طرح وزارت عظمیٰ کے مزے لوٹ کر جا کھوئیں۔ ہمارے شب و روز تو ان سب کی آنیاں جانیاں دیکھنے کی نذر ہوتے ہیں! عوام، کالانعام ہو رہیں تو دیکھ لیجیے کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ قوم پر فراعنہ کی طرح مسلط تیس چالیس سال تک ڈکٹیٹر کیا تارے دکھاتے ہیں۔ حبیب بورقیبہ، حافظ الاسد، بشارالاسد، قذافی، حسنی مبارک، صدام حسین کے بعد ان ممالک میں ظلم و جبر کے سامنے دم نہ مارنے کا نتیجہ دیکھیے۔ نسلوں کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ موصل کی اینٹ سے اینٹ بجا کر فتح کے جھنڈے گاڑنے والے ہوں۔ شام کے شہروں کے کھنڈرات ہوں۔ لیبیا، تیونس کے بدحال خانہ جنگیوں کے مارے عوام ہوں یا عقوبت خانوں میں ٹھونسی اخوان المسلمون کی مظلوم قیادت کی زبوں حالی ہو۔ پورے عالم اسلام کی پور پور زخمی ہے خونچکاں ہے۔ پاکستان کو اسی دلدل میں دھکیلنا ان دشمنوں کا دیرینہ خواب ہے۔ یہ جوتیوں میں بٹتی دال اسی کا پیش خیمہ ہے۔ اسلام کا تو تذکرہ ہی ممکن نہیں۔ جمہوریت بھی عجب مخنث ہوئی پڑی ہے۔ عمران خان صاحب آرام تسلی سے بی جمہوریت کی آبیاری فرمائیں، اسلام کو معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے۔ مولوی صاحبان انگریزی زبان پر ہاتھ صاف کریں اور اس کا تیاپانچہ کر دیں تو استہزا و تمسخر کا طوفان کھڑا ہو جائے۔ لیکن خان صاحب اسلام کا من چاہا بیانیہ نہایت کچے، ناپختہ، سطحی انداز میں ارشاد فرمائیں تو کس کی مجال کہ انگلی اٹھائے؟ سامنے سورۃ النور، الاحزاب کے احکام توڑتا مخلوط مجمع، ابلتی موسیقی بھرے نغمات پر بازو لہراتی خواتین، مردوں کے جھرمٹ میں گھری رہنمائی کو بے تاب وینا ملک، بیڈروم میں کتوں کی تہذیب کا چلن... اور اپنا موازنہ، تحریک انصاف کی قدم بہ قدم بڑھوتری کا موازنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اٹھائی تحریک سے...؟ خان صاحب کے ذاتی اعمال و افعال پر ہم تبصرہ مناسب نہیں سمجھتے۔ لیکن خدارا اپنی تقاریر کسی اسلامی سوجھ بوجھ، ذوق والے سے چیک کروا لیا کریں۔ یہ کرکٹ کا میدان نہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلمانان پاکستان کی نمائندگی کا سوال ہے۔ اپنے ایجنڈوں پر اسلام کا تڑکا لگا کر ہمیں اذیت سے دوچار نہ کریں۔ کیا چاہتے ہیں؟ خوش رہے رحمان بھی، راضی رہے شیطان بھی؟ جس طرح پاکستان کے جھنڈے کا ایک طے شدہ رنگ اور ڈیزائن ہے... نارنجی رنگ کا یہ جھنڈا نہیں ہو سکتا۔ ہلال کی جگہ صلیب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اسلام کا صرف ایک رنگ ہے سٹینڈرڈ! صبغۃ اللہ... اللہ کا رنگ! خالص قرآن و سنت کا رنگ! سکالرز فار ڈالرز والا رنگ نہیں۔ اسلام کو معاف رکھیے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

"عزیز بھائیو! ہم اس راستے کے بہت سے سنگِ میل طے کر چکے ہیں لیکن نصرتِ الٰہی تک پہنچنے کے لیے ابھی کئی منازل سے گزرنا باقی ہے۔ ہمارے سامنے جہاد باللسان اور جہاد بالسیف کا وسیع میدان موجود ہے۔ ہمیں لڑنا ہے حتیٰ کہ ہم تمام مسلمان سرزمینوں کو قابض افواج سے پاک کر دیں اور مسلمان ممالک سے ظالم و فاسد حکمرانوں کو بے دخل کر کے ایک ایسی شرعی حکومت قائم کریں جو فساد کو ختم کر کے عدل کو عام کرے۔ ہمارے لیے عسکری قتال، دعوتی جدوجہد، سیاسی نظام کی تبدیلی اور اجتماعی اصلاح کی شکل میں جہاد کے متنوع محاذ کھلے ہوئے ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ ہم امت کے ساتھ مل کر اس کے دفاع اور دشمن کی تباہی کی جنگ لڑیں۔ بلاشبہ مجاہدین اگر دشمنانِ اسلام کے خلاف قتال کی صفِ اوّل میں کھڑے ہیں اور اسلام اور مسلمین کے دفاع کے لیے جانیں قربان کر رہے ہیں اس کے باوجود وہ امتِ مسلمہ کا ہی ایک جزو ہیں اور اس سے جدا نہیں ہیں۔ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاون و مددگار ہیں، نصیحت کرتے اور مشورہ قبول کرتے ہیں، حق اور ہدایت کے ہر کام میں ہر مسلمان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اختلافی معاملات میں باہم اصلاح کے لیے کوشاں ہیں۔ امتِ مسلمہ کے لیے بالعموم اور مجاہدین کے لیے بالخصوص یہ بہت ضروری ہے کہ وہ تلوار کی جنگ کے ساتھ ساتھ بیان و ابلاغ کے میدان میں بھی اپنے مورچے مضبوط کریں۔ دشمن کی شریر چالوں اور دورِ حاضر کے درپیش چیلنجز سے یہ بات بہت واضح اور عیاں ہے کہ معاشرے میں پھیلائے گئے جھوٹے شبہات کے ازالے کے لیے معرکۃ البیان انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے کہ کلمہ حق کو امت پر واضح کیا جائے اور اسے یہ باور کرایا جائے کہ دہشت گردی کے نام پر اس پر مسلّط کی جانے والی جنگ درحقیقت اسلام اور شریعت کے خلاف جنگ ہے۔ اسی طرح ہجرت و اسیری اور جہاد و رباط کے میدان میں امت کے سپوتوں کی جرأت اور صبر واستقامت کے تذکرے اور میادینِ قتال میں ان کی لازوال قربانیوں کا ذکر امت میں عام کیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کو معلوم ہو کہ کس طرح امت کے بیٹے اپنے اہل و عیال اور وطنوں کو چھوڑ کر امت کے دفاع کے لیے ایثار و قربانی کی داستان رقم کر رہے ہیں"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اب شریعت یا شہادت ہر زباں پر ہے صدا

(کشمیر کے موجودہ حالات اور برصغیر کے مسلمانوں کو دعوت عمل)

سلیم اللہ ہاشمی

ظلم و سربریت ایسی کہ جس کو الفاظ میں بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ کشمیر ہے۔ جس پر بھارت نے اپنی تمام فوج کے آدھے حصے سے قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اس کے مقامی ٹوڈی و تنخواہ دار غلام اکثر اہل اسلام کی پیٹھ میں خنجر گھونپتے رہتے ہیں... گھروں کو آگ لگا دینا گویا معمولی بات ہے۔ جنگلات کو نظر آتش کر دینا۔ باغات کے باغات اجاڑ دینا 'مشرکین کا بنیادی اصول جنگ ہے... راستوں پر کھڑے بھارتی بدمعاش آتے جاتے مسلمان بچوں اور نوجوانوں پر ڈنڈوں سے تشدد اپنا 'قومی فریضہ' سمجھتے ہیں۔ دنیا میں سب سے بڑے جمہوریہ ملک کی فوجی اخلاقیات یہ ہیں کہ خواتین کو اس قسم کی گالیاں چوکوں چوراہوں میں دی جاتی ہیں کہ کوئی شریف انسان اپنی قوت سماعت سلب کر لیے جانے کی خواہش کرنے لگے۔ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کر کے قتل کر دینا بھارتی سپاہیوں کا محبوب کھیل بن چکا ہے۔ ظلم و تشدد سے نہ بوڑھے محفوظ ہیں نہ خواتین۔ آئے روز محاصروں اور تلاشیوں کے ظالمانہ فعل میں گھروں میں گھس کر اہل ایمان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا ہے اُسے بیان کرنا محال ہے۔ وادی جنت نظیر میں آپ کے مسلمان بھائی جن احوال میں زندگی گزار رہے ہیں ان کا حقیقی تصور بالا و زیریں سطور پڑھ کر بھی آپ نہیں کر سکتے۔

کیونکہ بالعموم دیگر خطوں میں موجود مسلمانوں کو اس قسم کی مشکلات کبھی درپیش نہیں آتیں، اللہ ہر مسلمان کو ہر پریشانی سے محفوظ فرمائے، آمین۔ یہاں ہم وادی کے مسلمانوں کے موجودہ حالات کا تذکرہ کریں گے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کشمیر کی موحد قوم کس طرح قیامت خیز مصائب کے باوجود 'شریعت یا شہادت' کے مبارک عَلَم کو تھامے دنیا کی ایک بہت بڑی کفریہ طاقت سے نہتی برسرپیکار ہے۔ اور برصغیر پاک و ہند اور بنگال وغیرہ کے مسلمان تمام تر مصائب کے باوجود بحمد للہ کشمیری مسلمانوں کی نسبت عافیت والی زندگی گزار رہے ہیں۔ کشمیر کی مظلوم ملتِ اسلامیہ کے حالات امت کے لیے دعوتِ عمل ہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ کے دربار میں اگر کوئی اپنا آج کا سوچا کوئی بھی عذر پیش کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کشمیر کی اس مظلوم و مجاہد ملت کو سامنے لا کھڑا کریں گے اور یقیناً آج کا سوچا آپ کا ہر عذر کشمیری مسلمانوں کو آپ سے بڑھ کر لاحق ہے مگر اس سب کے باوجود یہ قوم بالعموم کسی صورت بھی اپنے ایمان کا سودا کرنے، مشرکین کی غلامی پر راضی ہونے کو تیار نہیں ہے اور اپنی پوری قوت سے بحیثیت قوم غاصب مشرکوں سے برسرپیکار ہے۔ یہ سب کچھ کسی قومی آزادی، وطن، حقوق، پکی نالیوں اور پختہ کھمبوں کے لیے نہیں بلکہ اپنے مقصدِ تخلیق کو پہچانتے ہوئے اپنی سرزمین پر اللہ کی شریعت کو غالب کرنے کے لیے ہے۔ انہوں نہ تو اس سب کے لیے کفریہ جمہوریت کو اپنایا نہ ہی اقوام متحدہ کے شرکیہ تسلط و حمایت کو تسلیم کیا۔ کشمیری ملت نے اللہ اور اس کے دین کی خاطر اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتایا ہوا جہاد کا راستہ اپنایا۔ ہتھیاروں کی قلت انہیں گھروں میں بیٹھنے پر مجبور نہ کر سکی، انہوں نے گولیوں کے جواب میں پتھر اٹھا لیے گو کہ پتھر مارنے کے جواب میں لاش وصول ہوتی ہے۔ آنکھ سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں یا جسم کار توس کے چھروں سے چھلنی کروانا پڑتا ہے مگر اس سب کے سنگ باری میں ذرا برابر بھی خلل نہیں آیا کیونکہ لڑائی اسلام و کفر کی لڑائی ہے۔ معرکہ 'دجال و مہدی کے لشکروں کا ہے۔ اور یہ جنگ توحید اور شرک کی ہے۔

آئی ایس آئی جس کا بانی عیسائی میجر جنرل آر کیتھوم تھا، آج بھی اپنی اصل یعنی صلیبی بنیاد پر کھڑا یہ ادارہ اور اس کے تنخواہ دار بہر صورت اپنا اور مسلم قوم کا ایمان کسی نہ کسی کو فروخت ہی کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے پاکستانی زیر قبضہ کشمیر سے روس و چین کو ثالث بنانے کی صدا بلند ہوئی۔ مجاہدین طالبان اور جماعت القاعدہ کے خلاف جھوٹ اور فریب پر مبنی عظیم طوفان کھڑا کیا گیا زمین و آسمان تک کے قلابے اس ضمن میں ملا دیے گئے۔ سپانسرڈ لوگوں کی جانب سے 'کلمے والے سیاہ پرچم لہرانے کے 'جرم' پر کشمیری نوجوانوں کو سخت تنبیہات جاری کی گئیں۔ اور اب تو وادی میں موجود کچھ "چودھری" بذات خود اسلام کے نام پر کی گئی اپنی سالوں کی محنت پر خود ہی پانی پھیرنے کے درپے ہیں۔ دہائیوں جن کے اسلامی نعروں اور شعائر کے سبب نوجوان و بزرگ قربانیاں پیش کرتے رہے ان لوگوں نے راستہ جس پھرتی سے بدلا ہے اس پر اسلامیان کشمیر انگشت بدنداں ہیں۔

کہاں ہیں دانش و افکار والے
کہاں ہیں علم اور اقدار والے
ہم آئے جن کے ارشادات سن کر
عمل وقت ہے یہ بات سن کر
قیادت کوئی تو بڑھ کر سنبھالے
بلادِ دیں سے کافر کو نکالے

اب کشمیری مسلمانوں کی آنکھوں میں وہی دھول جھونکی جا رہی ہے کہ مسئلہ کشمیر تو فقط وطنیت، کشمیریت، آزادی و حق خود ارادیت کا مقامی و سیاسی مسئلہ ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ یہاں شہید شیخ حاجی ولی اللہ (عمران صدیقی) رحمہ اللہ کے وہ قیمتی الفاظ یاد آتے ہیں کہ "ہم نے خود کو اس راستے میں پیش تو کر دیا ہے اب اللہ سے یہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں قبول بھی کر لے!"

یہ حادثات کوئی نئی یا اچھنبے والی بات نہیں ہے۔ کیا روس کے خلاف دادِ شجاعت دینے والا ایک بڑا نام احمد شاہ مسعود 'امارت اسلامیہ کے خلاف جنگ میں کفر کا حلیف و مددگار بن کر مجاہدین ہی کے ہاتھوں جہنم واصل نہیں ہوا؟ کیا ہمارے سامنے دین کی بنیاد پر اہل اسلام کو

اپنے گرد اکٹھا کرنے والے سیاف، ربانی اور حکمت یار کی کفر کے سامنے سپر اندازیاں نہیں موجود؟ کیا ہم اللہ کے مخلص بندوں کی جانب سے فلسطین میں کھڑے کیے گئے ایک عظیم گروہ کو وطنیت و جمہوریت کے تاریک گڑھوں میں گرتا نہیں دیکھ چکے؟ تو کشمیر میں اس حادثے پر حیرت و یاس کیسا؟

مگر اللہ کی سلامتی اور رحمتیں ہوں کشمیر کی مسلم قوم پر کہ وہ اس سب کے باوجود اپنے منہج یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کی جہد سے کسی صورت پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔

ہم نے ماہِ رمضان جانے کن سہولتوں اور آسائشوں میں گزارا۔ تراویح جانے کیسی ٹھنڈی مساجد میں ادا کی۔ مگر کشمیریوں کے میقات الصیام کا جزو لازم تو سنگ باری ہی ٹھہرا۔ سترہ رمضان المبارک کی تراویح ادا کرنے کے بعد بدریوں کی یہ روحانی اولاد جس طرح نہتی ہی مشرکینِ ہند کے معسکرات پر حملہ آور ہوئی... کیا اہل علم و عقل اور کہیں سے اس کی نظیر لا کر دے سکتے ہیں؟ خوشیوں اور رعنائیوں کا دن عید الفطر 'کشمیریوں کا بھارتی فوج سے جنگ میں گزرا۔ مجھے اور آپ کو خوشی جانے کس طرح ملتی ہے! کشمیریوں کی خوشی کفر سے لڑنے میں ہے۔ ان کی عید کلمے والا کالا پرچم لہرانے سے دوبالا ہوتی ہے۔

احباب! یہ کشمیر ہے اور یہاں کے مسلمانوں کو ایک بار فقط اٹھ اور بیٹھک کا موقع چاہیے۔ بس پھر مشرکین سے لڑائی کے علاوہ کس چیز پر اتفاق ہو سکتا ہے! کونسا جمعہ ایسا گزرا جس میں نماز کی ادائیگی کے بعد یہ کفر پر نہ جھپٹے ہوں۔ یہی سنگ باری اور مظاہرے ہی تو ہیں کہ جن میں کشمیری اپنا حقیقی رنگ دکھلاتے ہیں۔ اپنے منہج اور مشن کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی سنگ باری کے دوران ہی تو آپ کو حسن نصر اللہ اور خامنائی کی تصاویر جلتی دکھائی دیں گی۔ کہ اپنے شامی بھائیوں سے اظہارِ یکجہتی جو کرنا ہوئی۔ یہی کلمے والے سیاہ و عقابی پرچم اور 'شریعت یا شہادت' کی عبارات پر مشتمل کتبے دکھائی دیں گے۔ شیخ اسامہ و شیخ ایمن، امام انور العولقی ہوں یا شیخ عمر عبد الرحمن۔ ان سب کی تصاویر اور فرامین پر مشتمل دیو قامت پینا فلکس آپ کو یہیں ملیں گے۔ عامۃ المسلمین کی جانب سے کشمیر کی دیواروں اور دکانوں پر القاعدہ برصغیر سے متعلق جابجا چاکنگ بھی خود ایک کہانی بیان کرتی ہے۔ اور کوئی قوم بھی دنیا میں ایسی موجود ہے جو اس قدر دیوانہ وار خود کو مجاہدین پر نچھاور کرتی ہو۔ کہ یکم جولائی ۲۰۱۷ء کو شہید ہونے والے مجاہد بشیر احمد وانی کو دشمن سے بچانے کے لیے مسلمان مرد و خواتین باقاعدہ ڈھال بن گئے اور مشرک ان مسلمانوں کی لاشوں سے گزر کر مجاہدین تک پہنچ پائے۔ رہے مجاہدین تو وہ چاہے کسی بھی گروہ یا مجموعے سے تعلق رکھتے ہوں، 'شریعت یا شہادت' کے عنوان سے ایک بھی انچ پیچھے ہٹنے کو تیار ہیں اور نہ ہی وطنیت و جمہوریت کو اختیار کرنے پر راضی ہیں۔ تاکیداً یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ سرزمین کشمیر کے ہر مجاہد ہی کی یہ حالت ہے۔ پہلی مثال ترال کے شہید سبزار احمد بھٹ کی ہی لے لیجیے! ان کی شہادت کو مفاد و وطن پرستوں نے بہت کیش کروانے کی کوشش کی۔ 'شریعت یا شہادت' کا منہج اپنانے والے مجاہدین سے ان کے اختلافات کے قصے زبان زد عام کیے گئے۔ مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ان کی شہادت کے بعد دورانِ معرکہ کی یعنی ان کی آخری فون کال وائرل ہوئی۔ جس میں 'شریعت یا شہادت' کے منہج کی وجہ سے انہوں نے اپنے قریبی دوست اور ایک ایسے مجاہد سے اظہار محبت و وحدت کیا جو وطن پرستی و جمہوریت سمیت تمام باطل افکار سے پہلو تہی کا دعوے دار ہے۔ یہ دیکھئے! یہ کاکاپورہ کے شہید ماجد میر رحمہ اللہ ہیں۔ جو لوگ ان کو خود سے منسوب کرتے ہے ہم ان کا تذکرہ تک کرنا یہاں مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر مجاہدین چونکہ صرف اللہ ہی کے سپاہی ہیں اور ان کا منہج 'شریعت یا شہادت' کے سوا اور کچھ نہیں' تو ملاحظہ کیجئے... آپ ۲۲ جون کو کاکاپورہ میں دو ساتھیوں سمیت دشمن کے محاصرے میں آ گئے۔ آپ اپنی بہترین تربیت اور اسلحے کی وجہ سے یہ محاصرہ توڑ کر نکل سکتے تھے مگر دیگر دو ساتھیوں کے پاس پورا اسلحہ نہ ہونے وجہ سے آپ نے بھائیوں کو دشمن کے منہ میں چھوڑنا مناسب نہ سمجھا... کہ یہ اسلامی اخوت و ایمانی محبت کی رُو سے مناسب نہ تھا۔ دورانِ معرکہ آپ کی ایک سینئر مجاہد سے فون پر گفتگو ہوئی۔ جس میں آپ نے 'شریعت یا شہادت' کا منہج اپنانے کا اعلان کیا اور اپنے جنازے پر پاکستانی جھنڈے کے بجائے 'رایۃ التوحید' لہرانے کا کہا۔ مگر مشرک فوج نے دوران معرکہ کیمیائی ہتھیار استعمال کر کے ان بھائیوں کے اجساد ہی کو مکمل طور پر جلا ڈالا۔ مگر یہ کاروانِ توحید اور تحریکِ شریعت ہے! باذن اللہ اس کو روکنے اور دبانے والوں کا خود اللہ نام و نشان مٹا دیتے ہیں۔

کلمے والے پرچم پر شرمندہ کچھ لوگوں نے تو اب باقاعدہ مجاہدین کشمیر کے خلاف مہم چلا رکھی ہے۔ اور خارجی و تکفیری کے دیرینہ سرٹیفکیٹ 'مالِ مفت' سمجھ کر تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ کچھ اور لوگوں کی جانب سے تحریک کو 'آزادی یا شہادت' کا نعرہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانیں کہ ان عناصر کو لفظِ شریعت سے کیونکر اتنا بغض و بیر ہے۔ جب کہ وادئ کشمیر میں شروع کی گئی اہل اسلام کی خلاف جدید جنگ' جس کو غاصب مشرکوں نے "آپریشن آل آوٹ" کا نام دیا ہے۔ اس کے تحت مجاہدین کی کثیر تعداد میں شہادتیں ہوئی اور اس کا اولین نشانہ وادی کے علمائے کرام کو بنایا گیا۔ احباب توجہ کیجئے! یہاں تعصب پر اکساتے اور پاکستان سے الحاق کی دعوت دینے والوں کا نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کشمیر کی خالصتاً نبوی منہج پر تربیت کرنے والے ربانی علما کا ذکر ہو رہا ہے۔ جب تک کشمیری قوم فقط ہند سے آزادی کی پُرامن بات کرتی رہی، پاک و ہند کے طواغیت کے لیے قابل قبول رہی۔ اس جدید دشمنی کا آغاز تو فقط عَلم شریعت اٹھا لینے کے بعد ہوا۔

یہ حسن و تقویٰ کے مجسم پیکر بان پورہ کے مولانا سلیم ڈار ہیں۔ امت کے حال سے واقف اور نبوی منہج کے داعی ہیں۔ جب مجاہدین حلب کا محاصرہ توڑنے کی جنگ لڑ رہے تھے تب ان کی نماز جمعہ میں رب کے حضور آہ و زاریاں کون بھول سکتا ہے۔ ان کو رات دیر گئے ایک چھاپے میں ایس او جی اور خفیہ ایجنسیوں کے اہل کار گرفتار کر کے لے گئے۔ یہ کنز

پورہ کے مولانا عاشق سلفی ہیں۔ 'شریعت یا شہادت' کے عَلم بردار ہیں۔ آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ بزرگ عالم دین مولانا شبیر قاسمی ہیں انہوں نے موجودہ تحریک میں سب سے پہلے 'شریعت یا شہادت' کے منہج کی حمایت کی تھی ان کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں رہائی عطا فرمائیں آمین۔

خدا عصبیت کے بدبودار جھنڈے تلے لڑنے کے بجائے شریعت کے مبارک و سایہ دار پرچم تلے لڑنے کی توفیق دے کہ ساری دنیا میں اہل اسلام کے مفادات پر حملہ آور اور بذاتِ خود کشمیر کے ایک بڑے حصے پر قابض ملحد ملک چین نے ہندوستانی زیرِ قبضہ کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کرنے کی دھمکی کیا دی۔ کچھ 'صاحبان' نے تو باقاعدہ آگے بڑھ کر چین کو خوش آمدید بھی کہہ دیا العیاذ باللہ۔ اور رہی بات دنیا پرست ہندو مشرکوں، ان کے مقامی دم چھلوں اور پاکستان اور بھارت میں قائم نظام کے وفاداروں کی تو ان کے نزدیک کشمیری مجاہدین ضرور بالضرور کسی ملک کی 'پراکسی' ہیں۔ محبوبہ مفتی نے مرکز کے وزیر داخلہ سے ملاقات کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے موجودہ تحریک کا ذمہ دار چین کو قرار دیا ہے۔ اس سے پہلے مکر و فریب اور جھوٹ کا یہ سہرا پاکستان و خلیجی ممالک کے سر باندھا جاتا تھا۔ مگر یہ لوگ کیا جانیں کہ مجاہدین اس تمام کائنات کے خالق و مالک سبحانہ و تعالیٰ کے ملازم و سپاہی ہیں، ان کی کمک و نصرت کو ان کے مالک کی افواج ملائکہ ہر دم مستعد رہتی ہیں۔ ان اللہ والوں کو چین یا پاکستان کی حمایت و ناراضی سے کوئی سروکار نہیں!

یہ تو دیکھیے کہ یہ مجاہد سجاد احمد گلکار ہیں۔ ڈاؤن ٹاؤن سری نگر کے رہنے والے، یہ وہی علاقہ ہے جو شریعت کے سپاہیوں کا مقر و مستقر ہے۔ یہیں سے نوجوان 'شریعت یا شہادت' کے کتبے اور سیاہ اسلامی پرچم سب سے زیادہ لہرانے والے ہیں۔ آپ اپنے دیگر دو ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے محاصرے میں آگئے ہیں۔ آپ کے ساتھ دیگر دو بھائیوں نے کہیں سے ایک پسٹل حاصل کر لیا تھا اور حال ہی میں راہِ عزیمت کے راہی ہوئے تھے۔ ان بھائیوں نے صرف ایک کلاشن کوف اور پسٹل کے ساتھ مشرکین کا دلیری سے سامنا کیا۔ آخر میں بچ جانے والے مجاہد سجاد احمد گلکار ہی تھے جو اسلحہ ختم ہو جانے کے بعد اپنی کمین گاہ سے نہتے باہر نکل آئے اور پتھروں ہی سے کفار حملہ آور ہوئے۔ یہاں ان اہل اسلام کو اللہ کے ہاں پیش کرنے کے لیے آج ہی اپنا عذر تلاش کر لینا چاہیے جو چند بودی اور بے وقعت تاویلوں کے سہارے فریضۂ عظیم کی ادئیگی سے پہلو تہی کیے ہوئے ہیں۔ سجاد احمد گلکار کی شہادت کے بعد ان کے جسد کو جب گھر سے جنازہ گاہ لے جایا جا رہا تھا تو کچھ لوگوں نے آپ کے جسد پر پاکستان کا جھنڈا اڈالنے کی کوشش کی، جس پر شہید کے والد، چچا، اہل خانہ اور اہل علاقہ سخت برہم ہوئے۔ پاکستانی جھنڈا کھینچ کر پھینک دیا گیا۔ جی ہاں! یہ دشمنی اسی نظام پاکستان سے ہے جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کی مہاجر اولاد کو شہید کیا۔ ان کو ڈالروں کے عوض صلیبیوں کے ہاتھ فروخت کیا۔ مہاجرہ بہنوں کی تو کیا ہی خونچکاں داستان بیان کی جائے... کہ اپنی ہی ہم وطن اور ہم قوم بہنوں تک کو نہ ان کو بھی کفر کے حوالے کر دیا گیا۔ تو پھر کیونکر اہل ایمان ایسے مکروہ و باطل نظام سے محبت رکھیں؟ اب مسلمانوں کا محور و مرکز تو وہ اسلامی امارت اور اس کے لشکر ہیں، جس نے اعلائے کلمۃ اللہ کی کوششوں کے جرم میں دنیا بھر سے دھتکارے گئے غربا کو پناہ دی اور پھر وفا بھی کر کے دکھائی۔ اپنے مسلمان مہاجر بھائیوں ہی کی خاطر اپنی سرزمین، گھر بار، بھائی بیٹے قربان کیے۔ شہید گلکار کو کلمے سے مزین سیاہ پرچم میں لپیٹ کر لے جایا گیا۔ اور تو اور جلوسِ جنازہ سے آگے آگے سیاہ پرچم رکھا گیا۔ راستے کی دیگر عمارتیں نبوی پرچم سے سجائی گئیں۔ 'شریعت یا شہادت' کے منہجی مجاہدین کے حمایت میں فلک شگاف نعرے بلند کیے گئے۔ بھارتی فوج کی شیلنگ 'شہدا کے ان وارثین کا راستہ نہ روک سکی۔ شہید کے والد نے نفاذِ شریعت کی جہد میں قربان اپنے جواں سال بیٹے کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔ اور ڈاؤن ٹاؤن کے اس شیر کو آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپردِ خاک کر دیا گیا۔

ذرا ادھر بھی نظر دوڑائیے! شہید قیوم نجارؒ جنھوں نے سب سے واضح انداز میں خفیہ ایجنسیوں کے آگے جھکنے اور بکنے سے انکار کیا۔ جی وہی جو غدار و ایجنٹ، ایسے کتنے ہی القابات لیے جام شہادت نوش کر گئے۔ اکیس جون کو شہید ہونے والے کمانڈر گلزار احمد لون اور باسط میر، یہ دونوں انہی کے ساتھی ہیں۔ ذرا آگے بڑھیے! تین جولائی کو 'شریعت یا شہادت' کے عنوان سے معروف اس جہادی مجموعے کا حصہ یہ تین بھائی جہانگیر، کفایت اور اختر کفار کے محاصرے میں آگئے ہیں۔ دو بھائی معرکے کے آغاز ہی پر شہادت کا رتبہ حاصل کر چکے ہیں۔ یہ لڑائی ایک سے دوسرے دن میں داخل ہوگئی ہے اور ہزاروں سورماؤں کا مقابلہ اختر نامی اکیلا شریعت کا متوالا کر رہا ہے۔ دشمن ایک مقام کو بم باری سے تباہ کرتا ہے تو آپ دوسرا مورچہ سنبھال لیتے ہیں۔ اس طرح دشمن کی بم باری سے عامۃ المسلمین کے چار گھر تباہ ہوئے... اور پھر ادھر دیکھیے کہ یہ شہید مختار لون ہیں آپ نے ۱۵ جولائی کو ترال میں اپنے دو ساتھیوں سمیت شہادت کا جام نوش کیا۔ یہ ان کا روشنی سے مزین لاشۂ پامال تو دیکھیے! کہ پاکستان اور اس کے زیرِ قبضہ کشمیر کے پرچم کے بجائے آپ کو کلمے سے مزین سیاہ پرچم میں لپیٹا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمان عوام نے شریعت کی خاطر برسرِ پیکار مجاہدین کے حق میں نعرے لگائے۔

احباب کشمیر میں تو گویا ان دنوں شہادتوں کی بہار آئی ہوئی ہے۔ آئے دن مومنین میں سے رجال اپنے رب سے کیے گئے وعدوں کو سچا کرتے ہیں اور زیر عرش لٹکی اپنی قندیلوں کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔ (نحسبه كذالك) انہی شہسواروں میں سرفہرست کماندان ابو دجانہ رحمہ اللہ تھے۔ آپ ہندی فوج پر اللہ کا عذاب اور خوف کی علامت تھے۔ آپ کا تعلق گلگت بلتستان سے تھا اور آپ شہید برہان وانیؒ کے بعد مشرکین کی 'موسٹ وانٹد لسٹ' میں تیسرے نمبر پر تھے۔ آپ نے کشمیر میں مشرکین اور ان کے مقامی آلہ کاروں کے خلاف کئی بڑی

کارروائیاں کی۔ آپ ہمیشہ ہی سے ہزاروں کی تعداد میں آنے والے دشمن کے محاصرے توڑ کر نکل جانے والے تھے۔ آپ نے آئی ایس آئی اوراس کے ہرکاروں کا جہادِ کشمیر سے رویہ بھانپ کر 'شریعت یاشہادت' کے عَلم بردار لشکر میں شمولیت اختیار کرلی۔ اور مرتد خفیہ ایجنسی اس کے ایجنٹوں کے ہاتھوں بڑی شدت سے ستائے گئے مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدمی سے نوازا۔ اور آپ تا شہادت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہج سے جڑے رہے۔ دورانِ محاصرہ بھارتی فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے آپ کو فون پر ہتھیار ڈالنے کی لاکھ عرضیاں کی مگر آپ نے کمال شجاعت سے ان پیشکشوں کو رد کیا۔ آپ اپنی شہادت کو سامنے دیکھ کر ہنستے رہے جس پر بھارتی میڈیا اور تجزیہ نگاروں نے شدید حیرت کا اظہار کیا۔ وہ دنیا پرست مشرک 'مومن کو ملنے والی اس فرحت سے کس طرح آشنا ہوسکتے ہیں جن کے اپنے سر کبھی کسی مورت اور کبھی گائے کے جھکتے ہوں! آپ نے شہادت کے سے قبل عامہ المسلمین کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ صبر وثبات کا مظاہرہ کیا جائے۔ شہادت کے بعد کسی قسم کی کوئی ہڑتال نہ کی جائے (کیونکہ مجاہدین مسلمانوں کے غم خوار ہیں نہ کہ ان کی مسائل میں اضافہ کرنے والے) اور اس گھر جس میں آپ مورچہ زن تھے' کے مالکان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور ان کی مالی معاونت کی جائے (کیونکہ مشرک فوج گھروں کو بارود سے اڑادیتی ہے)۔ اس مقام پر آپ کے ساتھ آپ کے انتہائی قریبی دوست بھائی عارف للہاری بھی موجود تھے۔ جن کا تعلق وادی کشمیر ہی سے تھا۔ آپ کو بھی نفاذ شریعت کا منہج اختیار کرنے کے بعد شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے دنیا کے قلیل وقتی آرام کے بدلے اس مبارک منہج سے روگردانی کرنے سے انکار کردیا۔ آپ نے شہادت سے قبل کی اپنی آخری گفتگو میں اپنے جنازے پر پاکستانی جھنڈا لہرانے کے بجائے پرچم توحید لہرانے کا کہا۔ کشمیر میں شریعت یاشہادت کے علمبردار مجاہدین سے اظہار مودت کیا اور آخر میں آپ نے تین مرتبہ تاکیداً اس بات کو دہرایا کہ ہم القاعدہ سے وابستہ ہیں۔ جب دشمن نہ اللہ کے شیروں کو خرید پایا اور نہ ہی جھکا اور ڈرا پایا تو شریعت کے ان دو سپاہیوں کے خلاف ہزاروں کی فوج نے ایک زبردست آپریشن کا آغاز کیا۔ اس فوج کو تازہ اسلحہ وکمک سب میسر تھا مگر دوسری جانب اللہ کے ان سپاہیوں کو بھی اپنی منزل سامنے ہی نظر آرہی تھی۔ جب دشمن اپنا زور لگا کر ان گوریلا کمانڈروں کو زیر نہ کرپایا تو بزدل فوج نے اپنا روایتی ہتھکنڈا استعمال کرتے ہوئے اس مکان کو میزائل اور بارود سے تباہ کردیا۔ سرزمینِ کشمیر میں سالوں نفاذِ شریعت کی خواہش میں سرگرداں رہنے والے دو قائدین بالآخر خلعت شہادت سے سرفراز ہوگئے۔

یاد رہے کہ شہید ابو دجانہؒ اپنی سابقہ ترتیب کی طرف سے پورے کشمیر کے ذمہ دار تھے مگر نفاذ شریعت کی پکار پر نہ تو عہدہ ومنصب آڑے آیا اور نہ ہی مشکلات آپ کا راستہ روک سکیں۔ نفاذ شریعت کی پکار پر لبیک کہنے کے بعد آپ کی غربت واجنبیت کا یہ عالم تھا کہ جائے شہادت پر ان دو مجاہدین سے صرف ایک کلاشن اور ایک پسٹل ہی برامد ہو پایا۔ اور آپ بھائیوں نے ایک مرتبہ پھر مرشد غازیؒ سے اپنا مضبوط اور روحانی رشتہ ثابت کردیا۔ آپ بھائی امام برحقؒ ہی کی طرح آسمانی حقائق کے عارف ہوئے اور اپنی مقدور بھر قوت ہی کو لے کر خود کو نفاذِ شریعت کی جہد میں کھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سمیت تمام شہدا کی شہادت کو قبول فرمائیں۔ یہ بھی ذہن نشین رہے ان مجاہدین کو نفاذِ شریعت کا پرچم اٹھانے بعد جب چہار جانب سے خارجی، تکفیری اور ایجنٹ جیسے القابات کے تیر سہنے پڑے، ان کی شہادت کے بعد وہیں ان کو خراج تحسین کے پھول مل رہے ہیں۔ بقول شہید احسن عزیزؒ

؎ جان سے گزرے جب لیکن

آئے تب اپنانے لوگ

جب کوئی حسرت نہ رہی

بیٹھے پیار جتانے لوگ

یہ دو نوجوان بروز قیامت اللہ کی عدالت میں ان قائدین کے بارے میں کیونکر سوال نہ کریں گے کہ جنہوں نے اپنے لاکھوں جاں نثار کارکنان ہونے کے باوجود خود کو نفاذِ اسلام کی پرامن جدوجہد تک سے محدود رکھا اور صرف اس اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر محاذ پر نفاذ اسلام کی کوشش کرتے مجاہدین سے برسرپیکار ہوئے۔ اللہ پاک ہم سب کو حق کی سمجھ دیں اور پھر اس پر استقامت سے جمادیں، آمین۔ وادی جنت نظیر میں شریعت یاشہادت کے عنوان کی یہ داستان بہت طویل ہے۔ ملاحظہ کیجیے یہ شہید یاور نثار رحمہ اللہ آپ صرف دس دن قبل جہادی صفوں میں شامل ہوئے۔ دشمن کے قافلے پر حملہ کیا اور جنت سدھار گئے (نحسبہ کذالك)۔ آپ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہونے سے پہلے بھی شریعت پر عمل پیرا ہونے میں مثال تھے۔ شہادت کے بعد بھی آپ کو بھی کلمے سے مزین سیاہ پرچم میں لپیٹ کر لے جایا جارہا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں، کشمیر کے اہلیان ایمان نے خالص اللہ کے لیے جنگ کا ابھی آغاز ہی تو کیا تھا کہ شرق وغرب سے حمایت کے لیے مومنین ان کی پشتی بانی پر اتر آئے۔ سرزمین شام میں موجود ہندوستانی اور بنگالی مہاجر مجاہدین کی جانب سے ایک تصویر کے ذریعے 'شریعت یاشہادت' کا منہج اپنانے والے کشمیری مجاہدین کو ہندی اور بنگالی زبانوں میں حمایت و تائید کا یقین دلایا گیا ہے، سبحان اللہ۔ وطنیت کے بدبودار مسکن میں رہنے والا کوئی یا ''آپریشن منی'' کی ذلتیں برداشت کرتا کوئی اس سرور راحت پر کا کیونکر لطف اٹھا سکتا ہے! جن حکمرانوں اور او آئی سی پر ہمارے کچھ نادان بھائیوں کی نظر ہے ن کی صرف بھارت نہیں بلکہ پوری دنیا میں ظالم کفار اخوت ومحبت کا سیاہ سلسلہ ہم سب کے سامنے ہے۔ جب کہ جن اللہ والوں کو اُنس اہل کشمیر سے ہے وہ اپنے ایمان کی وجہ سے تمام عالم کفر کی آنکھوں میں کانٹا ہیں۔ یہ وہی بے سروسامان لوگ ہیں جن کو امریکہ، روس، سعودیہ اور ایران یکجا ہوکر اس روئے زمین مٹا دینا چاہتے ہیں مگر یہ ہیں کہ باذن اللہ بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔ کبھی فلسطین سے ان کی صدائیں بلند ہوتی ہیں تو

کبھی یہ کشمیر سے ابھرتے ہیں۔ یہ اگر ہندوستان میں رہتے ہوں تو سارا مشرک نظام بھی ان کی وفاداری اسلام اور امت سے نہیں ختم کر پاتا۔ کیونکہ قربِ قیامت کا زمانہ انکا کا زمانہ ہے۔ یہ شام میں خود پر کارپٹ بم باریاں بھی اللہ کا انعام سمجھتے ہیں۔ اور صومال وخراسان میں سلطہ ان پر مالک کی اضافی نعمت ہے۔ یہ 'شریعت یا شہادت' کے علاوہ نہ تو کچھ جانتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں۔ چونکہ یہ سرکاری پالیسیوں کے ازل ہی سے مخالف رہے ہیں اور کفر سے مفاہمت اور اُس کے مقابل مداہنت سے سرے ہی سے ناواقف ہیں تو اللہ کے فضل سے ظاہری و پوشیدہ فتح اللہ نے انہی کے مقدر میں لکھی ہے۔

رہے کشمیر میں دین و ملت سے عاری اور باغی مشرکین کے مقامی آلہ کار 'تو ان پر بھی یہ عرصہ اللہ والوں کی طرف سے پیہم لگنے والی ضربوں کے باعث اللہ کا عذاب ہی ثابت ہوا۔ جموں کشمیر پولیس' جو مشرکین مکہ کے عین نقش قدم پر چلتے نفاذِ شریعت چاہنے والے اپنے ہی بھائی بیٹوں کو قتل کرنے درپے ہے اور جس طرح پاکستانی فوج عالمی صلیبی لشکر کے فرنٹ لائنز کا کردار ادا کر رہی ہے، جے کے پی بھی بالکل اس ہی طرح مشرکین کی صف اول کا کردار ادا کرتی ہے۔ ان پر اس عرصے میں ہی پچھلے دس سالوں کی سب سے بڑی کارروائی ہوئی جس میں مجاہدین نے کئی کو قتل کرتے ہوئے پانچ کلاشن کوفیں، پانچ سو سے زائد گولیاں، ایک پیلٹ گن اور تعداد میں دیگر سازو سامان غنیمت کر لیا۔ جب کہ اس سے کم درجے کی عسکری کارروائیاں تو آئے روز ہوتی ہی رہتی ہیں۔ صرف مجاہدین نہیں اب ان کے غاصب اور مشرک آقا جن کی خاطر یہ خود کو دوزخ کا ایندھن بنانے پر تلے ہیں وہ بھی ان پر تشدد اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کرتے ہیں۔ گاندربل میں بھارتی فوج نے ان احمقوں پر حملہ کرتے ہوئے بڑی عمر کے اہل کاروں سمیت کئی کو تشدد کا نشانہ بنا کر ہسپتال پہنچایا۔ یہ صرف وادی میں نہیں بلکہ پاکستانی زیر قبضہ کشمیر میں بھی کفر کی فرنٹ لائنز اور بکرم سنگھ کے مامور باجوہ کی فوج کا مقامی پولیس اہل کاروں کے ساتھ یہی برتاؤ ہے۔ جس کی مثال نیلم میں ہونے والا واقعہ ہے جس میں فوجی اہل کار' پولیس افسر سمیت کئی پولیس اہل کاروں کو اغوا کر کے لے گئے اور تشدد کا نشانہ بنایا۔ ان کی رہائی مقامی آبادی کے احتجاج اور مرکزی سڑک کی بندش کی بعد ممکن ہوئی۔ ہماری ہی قوم سے تعلق رکھتے، ہماری ہی آبادیوں میں رہائش اختیار کیے ہوئے ان ناسمجھ پولیس اہل کاروں کو دی جانے والی ہماری دعوت ہمارے اپنے ذہنوں کی اختراع نہیں اور نہ ہی یہ کسی صاحب عقل کا فلسفہ ہے بلکہ یہ دعوت آسمان سے ایک امانت دار فرشتے نے ذی شان و معطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ اس دعوت کا مصدر و منبع تو کتابِ مسطور ہے جس کو پاکیزہ نفوس کے علاوہ تو کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ کیا دنیا کی ذلت میں دھنسے اور آخرت کی رسوائی کا سامان کرتے ان اہل کاروں کو بذاتِ خود کفریہ مفادات پر ضرب لگا کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی نہیں کر لینا چاہیے؟! کہ عالم اسلام کے لیے ناسور کتنے ہی مشہور و گرامی اہداف فقط ان کی فائر رینج میں ہوتے ہیں۔ وگرنہ اسلام سے براہ راست برسرِ جنگ اس کفریہ نظام سے علیحدگی اختیار کرنا تو کسی صورت بھی دشوار مشکل نہیں الاّ یہ کے فانی دنیا کو ہمیشہ رہنے والی زندگی پر ترجیح دے دی جائے؛ وما توفیق الا باللہ۔

رہے کشمیر کے مظلوم عوام تو وہ کسی طرح بھی مجاہدین سے کم نہیں۔ نہتے ہونے کے باوجود مجاہدین نے رباط سے تو کبھی سستی تو برتی ہی نہیں گئی مگر اب تو عامۃ المسلمین کی جانب سے غاصب کفار پر اقدامی حملے بھی شروع ہو چکے ہیں۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات مقامی ڈی ایس پی کو مسلمان نوجوانوں نے جامع مسجد کے باہر مار مار کر ہی قتل کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی پر اسرار طور پر قتل کیے گئے ایک پولیس اہل کار کی لاش کا ویرانے سے ملنا اور عسکری و اعلیٰ سرکاری عہدے داروں کے گھروں میں مسلمانوں کی جانب سے کی جانے والی آتش زدگی کی کارروائیاں دیگر خطوں کے محبِ شریعت اہل ایمان کو نہتا ہونے کے باوجود نظام کفر اور اس کے سرغنوں پر حملہ آور ہونے کا درس دے رہی ہیں۔ مگر احباب یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجیے کہ کشمیر پر شام و غزہ طرز کی جنگ مسلط کرنے کے تو یہ ابتدائی اقدام ہیں۔ اس سے بھی زیادہ سختیاں و دشواریاں آگے منہ کھول کر کھڑی ہیں۔ اسرائیلی ڈرون تو مجاہدین کے خلاف کارروائیوں میں جزو لازم کب کے بن چکے۔ ہندوستانی فضائیہ بھی اجازت ملنے کے بعد ہر قسم کی تیاریاں مکمل کر چکی ہیں، یہ سب حقائق مسلمانانِ کشمیر سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ مگر اس سب کے باوجود تحریکِ شریعت روز بروز ترقی کی نئی منازل طے کرتی جارہی ہے۔ نوجوان بس شہادت ہی تمنا میں گھر سے نکلتے ہیں۔ فقط وسائل کی قلت ہے وگرنہ ایک ایک بچہ 'مشرک بھارتیوں پر کسی استشہادی کی طرز پر ٹوٹ برسنا چاہتا ہے۔ 'شریعت یا شہادت' کشمیری نوجوانوں کی زندگیوں کا مقصد بن چکا ہے۔ ایسے میں برصغیر کے مسلمانوں کے پاس گھروں میں بیٹھے رہنے اور کفار کے نظاموں سے بغاوت نہ کرنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ کیا ان کی مشکلات کشمیر کے مسلمانوں سے بھی زیادہ ہیں۔ کیا پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے مسلمان اپنے مقصد تخلیق کو بھلا بیٹھے ہیں یا ان پر اللہ کے بجائے کفار کا ڈر غالب آچکا ہے؟ کیا انہوں نے اللہ کے سامنے پیش نہیں ہونا؟ اور اس دن اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد سے سستی برتنے پر یہ اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ کیونکہ کشمیری مسلمانوں کی مبارک تحریکِ شریعت اور قربانیاں ناصرف کفر کو برباد کرنے کا ابتدائیہ ہیں بلکہ یہ مسلمانان برصغیر کے لیے ندائیہ و فجائیہ بھی ہیں۔ اور اس سب کے علاوہ اللہ کی یہ پیشگی وعید بھی اذہان کو لرزا دینے اور عمل پر ابھارنے کے لیے کافی ہے۔

إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا
وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

☆☆☆☆☆

مقصود اصلی ہندوستان پر جہاد ہے

سیف الدین رفیع آبادی

تیرھویں صدی میں تقریباً آج ہی کے مسلمان اکثریتی علاقوں سے چند اہل اسلام کا ایک غریب اور اجنبی گروہ خراسان کی جانب ہجرت کر گیا...ان اجنبیوں کے پیش نظر اپنے ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہند سمیت پوری دنیا میں دوبارہ دینِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ تھا...وہ چاہتے یہ تھے کہ تمام انسانیت دوبارہ خلافت جیسی عظیم نعمت سے متمتع ہو جائے...وہ جانتے تھے کہ ان کی جانب سے عبادتِ جہاد کی ادائیگی مسلمانوں اور کفار' حتیٰ کے چرند و پرند سب کے لیے ہی بابرکت و مفید ہے...

وہ قافلہ جس نے سید احمد شہیدؒ کو امیر المومنین چنا...وہ آج بھی بالکل اسی منہج پر انہی کے طرز راہ ہو بہو انہی کے راستوں پر ویسے ہی رواں دواں ہے... آج بھی انصار قندھاری ہی ہیں اور دورانِ سفر غزنی میں پڑاو بھی پڑتا ہے... آج بھی گزر کابل ہی سے ہوتا ہے اور ہرات سے اہل ایمان آج بھی نصرت کے پیغامات لے کر آتے ہیں... سوات' نفاذ شریعت کی خاطر آج بھی دست وبازو ہیں... مقبوضہ ہندوستان سے خفیہ ہنڈیاں و قافلے آج بھی اسی رفتار سے آرہے ہیں...ہند کے صاحبانِ بصیرت کو محاذوں سے بیداری کے پیغامات کا سلسلہ بھی جاری ہے اور تحریک سے جڑے علما کی بھی اسی طرز پر گرفتاریاں بھی جاری ہیں ... مقامی سرداروں کے امن لشکر آج بھی پنجاب کی ظالم وغاصب حکومت کی خاطر اہلِ اسلام سے برسرِپیکار ہیں...

مقاصد و منہج لفظ بلفظ یکساں ہیں... دوست و دشمن بھی وہی ہیں اور راستے وپناہ گاہیں بھی... مقدس وبابرکت جہاد پر آج بھی ویسے ہی سرکاری اعلامیے فتووں کے نام پر آرہے ہیں ... غرض یہ کہ اگر برصغیر میں جاری موجودہ جنگ سے واقف' ہندوستان کی تاریخ کا کوئی بھی طالب علم ،مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کی تاریخ دعوت و عزیمت کی چھٹی اور آخری جلد کا مطالعہ کرے تو وہ اس عظیم ،مبارک اور فطری مشابہت پر بے ساختہ سخت حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا...

مگر صدیوں سے ایک ہی ڈگر پر چلتا یہ قافلہ آج اپنے بہت سے اعلیٰ وارفع مقاصد حاصل کر چکا ہے...ہندوستان میں نفاذِ اسلام کے خواہش مند سید بادشاہؒ کے عالی قدر مریدان آج ہندوستان میں کئی راستوں سے داخل ہو چکے ہیں... قبائلی و عصبی روایات کو توڑ کر امارت اسلامیہ کی بنیاد رکھنے والے امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کے مامورین کو خود آج ایک منظم و طاقت ور اسلامی امارت میسر ہے... جس میں وہ پناہ بھی لیتے ہیں اور جہاں سے وہ دیگر مقبوضہ خطوں کی طرف پیش قدمی بھی کرتے ہیں...

ہندوستان میں اسلام اور کفر کی جنگ کا ایک شدید ترین مرحلہ شروع ہونے کو ہے...ہندی لشکر ہر جانب سے اہل ایمان کو زِک پہنچانے کے لیے نکل آئے ہیں ...بابری مسجد کی شہادت کا ذمہ دار گروہ بجرنگ دل ایک طویل عرصے کی خاموشی اور تیاری کے بعد انتہائی خوف ناک صورت دھارے دوبارہ منظر عام پر آیا ہے...اس تمام عرصے میں یہ سکولوں اور کالجوں میں عسکری تربیت کے شارٹ کورسز کے علاوہ اپنے تربیتی مراکز میں اعلیٰ فوجی معیار کے عسکری تربیتی کورس کرواتے رہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے...چوکوں اور چوراہوں پر بجرنگ دل اور وشوا ہندو پریشد کے غنڈے برسرعام ہتھیاروں سمیت مسلمان مخالف ریلیاں کرتے نظر آتے ہیں... ہجومی اور بلوائی حملوں میں شہید مسلمانوں کی کچھ خبریں تو میڈیا کے ذریعے دنیا تک پہنچ جاتی ہیں... مگر کوئی ایسا دن بھی تو گزرے کے جب ہندوستان میں کفار کی جانب سے مسلمانوں کی تذلیل نہ کی جاتی ہو...راستوں میں گھات لگائے بیٹھے ہندو دہشت گرد روک روک کر مسلمانوں پر تشدد کرتے ہیں... گائے کا گوبر کھانے اور گائے کا پیشاب پینے پر مجبور کیا جاتا ہے...ایسا کرنے کے باوجود بھی مارا جاتا ہے اور نہ کرنے پر اور زیادہ مارا جاتا ہے اس پُر تشدد عمل میں مرد وخواتین اور جوان وبزرگ کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا...

پورے ہندوستان نے اپنی ٹی وی اسکرینوں پر بجرنگ دل کے غنڈوں کو ایک امام مسجد کو کفریہ نعرے پر مجبور کرنے اور اس کو زدوکوب کرتے ہوئے دیکھا... ہر ہندوستانی تک مسلم خواتین پر ہندوؤں کے تشدد کی خبر پہنچتی ہے... ہر شخص کو پتہ چلا کے کس طرح ہریانہ میں ٹرین روک کر مسلمان خاندان اور تشدد کیا گیا اور شہادتیں ہوئیں... مدھیہ پردیش کی مسلمان آبادی پر بلوے کے دوران آتش زدگی کرنا کس سے چھپا ہے؟ مگر سیاسی خیمے میں بیٹھی مسلمانوں کی قیادت شیشے سے پتھر چکنا چور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے... پُرامن رہنے کا وہی پرانا سبق دہرایا جاتا ہے... اور اگر اسی پر اکتفا کر لیا جائے تو ٹھیک وگرنہ مزاحمت کرنے والوں کو باقاعدہ اپنے دشمن کہا اور گردانا جاتا ہے...ایک "بہادر" قائد نے ٹی وی پروگرام میں کشمیری مسلمانوں کے بطلِ عظیم برہان وانی شہیدؒ سمیت ہر اس مسلمان کو اپنا دشمن کہا جو ہند کی مشرک حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے... مگر اپنوں کے ستم اور بیگانوں ظلم کے اس اندھیرے جھکڑ میں مغربی بنگال سے ۲۴ پرگنہ کے مسلمانوں نے ایک روشن نمونہ پیش کیا... علاقے کے ہندووں نے ایک منظم منصوبے کے تحت مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہا... آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کی گئی...اور احتجاج کرنے والے پُرامن مسلمانوں پر حملہ کر دیا گیا... جس کا بحمد اللہ اہل ایمان کی طرف سے کافی وشافی ،دلوں کو سکون پہنچانے والا جواب دیا گیا... بادوریہ اور بشیر ہٹ کے مسلمانوں نے ہندو بدمعاشی کا جواب دیتے ہوئے بی جے پی کے دفتر سمیت مشرکین کی دسیوں املاک تباہ کر دیا اور فسادی سرغنوں میں سے ایک آر ایس ایس کے مقامی ذمہ

دار سمیت کم از کم چھبیس ہندوں کو قتل اور ۲۵۰ سے زائد کو زخمی کر دیا اور اپنے قلوب و اذہان کی ٹھنڈک آقائے مدنی صلی اللہ علیہ سلم کی شان میں گستاخی کا کمال بدلہ لیا... کیا اس پُر مسرت واقعے کے ساتھ بزدل قائدین کی مسلمانوں پر ہی مذمت کرنے کے احمقانہ واقعے کو بھی بیان کیا جائے؟ یاد رہے کہ ہندوستان کا یہ علاقہ بنگالی مسلمانوں کی اکثریت رکھتا ہے جب کہ خود بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ڈھاکہ کے ایک تعلیمی ادارے میں گائے کا گوشت پکانے پر ہندووں نے کینٹین مالک کو قتل کر دیا...

حکم الٰہی کی تعمیل کی میں آج خراسان وشام اور دیگر خطوں میں موجود مہاجر مجاہدین کی طرح امیر المومنین سید احمد شہید رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنی خوش حال زندگی چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں ہجرت وغربت کی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے والی ایک اہم چیز بلادِ اسلام پر کفار کا تسلط اور امت مسلمہ کی بے بسی وبے کسی تھی...

چنانچہ والی کاشکار شاہ سلمان کے نام اپنے ایک خط میں امیر المومنینؒ لکھتے ہیں؛

"عیسائیوں اور مشرکین نے ہندوستان کے اکثر حصے پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور ظلم وبیداد شروع کر دی ہے... کفر وشرک کے رسوم کا غلبہ ہو گیا ہے اور شعائر اسلام اٹھ گئے ہیں... یہ حال دیکھ کر ہم لوگوں کو بڑا صدمہ ہوا... ہجرت کا شوق دامن گیر ہوا... دل میں غیرتِ ایمانی اور سر میں جہاد کا جوش وخروش ہے"...

اسی طرح آپ ہندوستان کے شرفا وسادات اور علما ومشائخ کے نام لکھے گئے اپنے ایک خط میں کہتے ہیں کہ؛

"اہل کفر وطغیان کی سرکشی حد سے گزر چکی ہے... مظلوموں کی آہ وفریاد کا غلغلہ بلند ہے... شعائر اسلام کی توہین صاف نظر آرہی ہے... اس بنا پر اب اقامتِ رکن دین یعنی اہلِ شرک سے جہاد عامۃ المسلمین کے ذمے کہیں زیادہ موکد اور واجب ہو گیا ہے"...

(تاریخ دعوت وعزیمت... جلد ۶ شق نمبر ا صفحہ ۴۰۲...۴۰۳)

امت کے غم میں کفر پر سختی اور فریضۂ جہاد کا یہ عالم... مگر اہل ایمان کی بابت وہ نظریات کہ الحمد اللہ آج انہی نظریات کی بنا پر القاعدہ میں موجود ان کے مامورین وروحانی فرزند زمانے کے غالیوں اور احمقوں کی تشنیع کا نشانہ ہیں... آپ علما وروسائے سرحد کے نام اپنے عام مکتوب میں لکھتے ہیں؛

"ہمارا جھگڑا اعلما وروسائے اسلام سے نہیں ہے بلکہ ہم کو لانبے بال والوں، بلکہ تمام فتنہ انگیز کافروں سے جنگ کرنا ہے نہ کہ اپنے کلمہ گو بھائیوں سے اور ہم مذہب مسلمانوں سے"...

اور اگر کوئی صاحب بصیرت ہو تو وہ دیکھے کہ خراسان وشام میں موجود ہندوستانی مہاجرین نے تو کیفیات وخیالات تک سید بادشاہؒ اور ان کے معزز قافلے سے اخذ کیے ہیں... مرشد شہیدؒ اپنے محبوب وطن اور غم خوار اقربا کو صرف اس لیے چھوڑ آئے کہ ایک دن ہجرت وجہاد کی ان سرزمینوں سے وہ قافلے اُٹھیں گے کہ جو ہندوستان کو کفار سے چھڑوانے کی ایک فیصلہ کن جنگ چھیڑیں گے... ہندوستان پر دوبارہ سلطان اور نگزیب عالمگیرؒ کی والی حکومت لائی جائے گی جو اراکان کے اپنے مظلوم مسلمانوں کی کمک کو پہنچے گی...

جس کا اظہار سید احمد شہیدؒ نے شاہزادہ کامران کے نام اپنے خط میں کیا... آپ لکھتے ہیں؛

"اس ملک کو مشرکین کی نجاستوں سے صاف کرنے اور منافقین کی گندگی سے پاک کرنے کے بعد حکومت وسلطنت کا استحقاق اور ریاست وانتظام سلطنت کی استعداد رکھنے والوں کے حوالے کر دیا جائے گا... لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ احسانِ خداوندی کا شکر بجالائیں گے اور ہمیشہ اور ہر حال میں جہاد کو قائم رکھیں گے اور کبھی اس کو موقوف نہیں کریں گے اور مقدمات کے فیصلے میں شرع شریف کے قوانین سے بال بھر بھی تجاوز وانحراف نہیں کریں گے... اس کے بعد میں مجاہدین صادقین کے ساتھ ہندوستان کا رخ کروں گا... تاکہ اس کو شرک وکفر سے پاک کیا جائے... اس لیے کہ میرا مقصود اصلی ہندوستان پر جہاد ہے نہ کہ کے ملک خراسان (سرحد وافغانستان) میں سکونت اختیار کرنا"...

تو احباب! ذرا آگے بڑھیے اور پوچھیے اپنے ان بھائیوں سے جو دکن وکیرالہ سے اٹھے اور قندھار اور ارزگان کی خاک چھانتے پھرتے ہیں... جو پیدا تو ممبئی اور دہلی میں ہوئے مگر ان کی قبریں حلب وادلب میں ہیں... جنھیں والدین انہیں یوپی اور اُڑیسہ میں دیکھنے کو ترس رہے ہیں مگر پکتیکا اور خوست کے اجنبی علاقوں میں ان کی سوچوں کا محور ہندوستان میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے...

حضرات! وہ جب یہ سوچتے ہیں تو ان کے راستے میں سب سے پہلے کسی "مدینہ ثانی" کی فوج آن کھڑی ہوتی ہے... ان سے دشمنی کے دعوے' ان کے اپنے ہی کرنے لگتے ہیں... جب وہ کسی نہ کسی طرح اس راستے پر نکل کھڑے ہوں تو پڑوسی "نمبر ون" ہی ان کی خبریں مشرکین کو دینے لگتی ہے... ساری دنیا میں ان کے سر کی قیمتیں لگائی جاتی ہیں... ان کے اہل وعیال کو ہراساں کیا جاتا ہے... ان پر ڈرون امریکی اسرائیلی اور "براق" ڈرون ہر وقت نظریں گاڑے رکھتے ہیں... جو اس بات کے منتظر ہیں کہ ہجرت کی سرزمینوں پر موجود ان کے مورچے سنبھالنے کوئی آئے تاکہ وہ وہاں سے نکل کر ہندوستان کو وہ ہندوستان بنائیں جہاں سے مہدی علیہ رضوان کو کمک روانہ ہو گی...

(بقیہ صفحہ ۸۱ پر)

کیا ترکی کا نمونہ اسلامی انقلاب کے لیے مثالی نمونہ ہے؟

[شیخ ڈاکٹر ایاد قنیبی فک اللہ اسرہ کے مضمون سے استفادہ۔از چودھری فیضان]

ترکی اور اردگان کا نمونۂ عمل کیا ہے اور کیا یہ ایک کامیاب تجربہ ہے؟ کیا یہ تجربہ اتنا کامیاب ہے کہ مسلمان اسے اپنے لیے ایک کامیاب سیاسی انقلابی جدوجہد کے لیے ایک قابلِ عمل اور بہترین حل سمجھنے لگیں؟ اس بحث کے مخاطب وہ حضرات نہیں جو اردگان اور اس کی پارٹی سے غلو پر مبنی محبت وعقیدت کا شکار ہو چکے ہیں بلکہ یہاں اردگان اور اس کی پارٹی کے طریقہ کار پر ایک مثبت مباحثہ و مکالمہ مقصود ہے جس کو بعض لوگ ترکی کی سطح پر اور بعض لوگ عالمِ اسلام کی سطح پر تبدیلی وانقلاب کے لیے ایک بہترین قابل قبول راستہ خیال کرتے ہیں۔

کیا ترکی کا تجربہ ایک کامیاب تجربہ تھا؟ اس کے جواب سے قبل ہم لوگوں سے سوال کریں گے کہ کامیابی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر کامیابی کا مطلب لوگوں کی معاشی حالت اور اقتصادی خوش حالی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تو اردگان اور اس کی پارٹی کی حکومت کے تحت حاصل ہو گئی لیکن وہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہی اقتصادی ترقی اور خوش حالی تو جاپان، جرمنی اور چین نے بھی بدھ مت، لادین اور عیسائی قیادت کے تحت حاصل کرلی ہے۔ اس لیے ہمارے خیال میں معاشی واقتصادی ترقی منہجِ عمل اور طریقہ کار کے مبنی بر شرع ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی واضح کر دیں کہ معاشی واقتصادی خوش حالی وافزائش کا انکار کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم منہج و طریقۂ عمل میں کوئی کھوٹ ثابت کرنا چاہیں کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم نہیں ہیں۔

اگر ہم یہ بات کریں کہ لوگوں کو ان کے بعض حقوق اِس حکومت کے تحت مل گئے ہیں جیسا کہ لوگوں کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لیے ایک عمومی بیت المال کی فراہمی، ہر شخص کو گھر بنا کر دینے کی پالیسی اور ترکی میں مسلمان عورت کا حق واپس دلوانا کہ وہ حجاب پہن سکے تو یہ بھی اردگان اور اس کی پارٹی دینے میں کامیاب ہو گئی ہے مگر یہ سب کچھ تو عیسائیوں کی قیادت اور یورپ کے لادین حکمران بھی فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سپین میں جہاں مسلمانوں کو شدید طور پر دبا کر رکھا گیا اور جگہ جگہ ان کے لیے تفتیشی نکات قائم کئے گئے آج وہاں بھی مسلمان اپنی عبادات ادا کرنے میں آزاد ہیں۔ اس لیے بعض دینی آزادیاں دے دینا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ ان کو حاصل کرنے کا طریقہ کار درست تھا... اور وہیں دوسری طرف ایسی دینی آزادیوں کے حصول سے حاصل شدہ فوائد کو ہم بالکلیہ ٹھکراتے بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اِنہیں طریقہ کار کے اندر کسی قسم کے کھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ وہ دنیاوی کامیابیاں جو اردگان اور اس کی حکومت نے حاصل کی ہیں اس کے حصول کی ایک بڑی وجہ اُن کاموں اور اوامر کا التزام اور پابندی ہے جنہیں پورا کر کے کوئی بھی گروہ کامیابیاں اور ترقی حاصل کر سکتا ہے کیونکہ ترقی کے حصول کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے وضع کردہ تکوینی ضروریات واسباب ہیں، لہٰذا چاہے مسلمان ہو یا کافر جو بھی انہیں پورا کرے گا کامیاب ہو گا۔ مثلاً لوگوں کو زمینی وسائل و اجناس سے مستفید کرنا، زراعت کی بہترین منصوبہ بندی کرنا، قیادت میں قائدانہ شخصی صفات کی موجودگی جیسا کہ سچائی، کھرا پن، تحمل وبرداشت، سیدھا پن اور کرپشن سے پاک ہونا وغیرہ۔

اسی لیے ہمارے اس اصول کہ "دینی جماعتوں کا مروجہ سیاسی عمل میں شرکت کرنا شرعاً درست نہیں ہے" کا اس بات سے تعلق نہیں ہوتا کہ ہم ان نظاموں میں دینی جماعتوں کی شمولیت کے سبب چند قائدین کے ایسے اچھے کرداروں اور پاکیزہ صفات کی حامل بعض شخصیات کے محاسن کا یکسر انکار کر دیں۔

حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھا جائے تو اردگان کی کامیابی کا راز دراصل اُس کا اور اس کی پارٹی کا مغربی جمہوریت کو مکمل طور پر اپنانا ہے اور پھر اس کے ساتھ تمام نافع اسباب اختیار کئے جو کسی بھی ملک میں انقلابی منصوبہ کے لیے کامیابی کا سبب ہو سکتے ہے۔ جب کہ اصلاً لازم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو تھامتے ہوئے اسلامی اصولوں کو اپنایا جائے جو کہ ہمیں درست شرعی اسباب کے اختیار کے ساتھ اللہ کے دین کو نافذ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ بطور مسلمان ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم اس دنیا میں کسی مقصد کے لیے آئے ہیں۔ ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کامل اطاعت وبندگی ہے جس کا اعلیٰ درجہ اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کا قیام ہے۔ اس لیے ہماری کامیابی کے معیارات وہ نہیں ہو سکتے جو ایسے لوگوں کے ہیں جو ہمارے دینِ اسلام کو نہیں جانتے۔ اہلِ ایمان کی اسی خاصیت اور طاعت وبندگی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَO وَمَن يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ
>
> "مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں"

پس کامیابی اور کامرانی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور تسلیم میں پنہاں ہیں جن کی تعلیمات میں اس امت میں اصلاح ،بیداری اور انقلاب کے تمام طریقے بتائے گئے ہیں۔اس لیے یہ جاننے سے پہلے کہ ترکی کا تجربہ کامیاب رہا یا ناکام رہا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا ترکی اُن شرعی اسلامی شرائط پر پورا اُترا ہے یا نہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ 'جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی' کو ترکی کے نظام میں کھل کر کام کرنے کے مواقع تب ہی میسر آئے ہیں جب اس نے سیکولر ترکی کے بیش تر مفادات کی حفاظت کی ضمانت دی۔ کیونکہ ترکی صرف سیکولر افواج پر مشتمل کوئی نظامِ حکومت نہیں رہا ہے ،یہ خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد سے اسلام کا شدید مخالف اور مسلمانوں اور ان کے مذہبی شعائر تک کا دشمن ملک رہا ہے مثلاً حجاب ،عربی زبان ،نماز ،اذان وغیرہ۔

جبر و قہر پر قائم اتاترک کی ریاستِ ترکی سے بعض مذہبی آزادیوں پر مبنی اردگان کے سیکولر ترکی تک:

طیب اردگان اور اس کی پارٹی کو حکومت ملی تو انہوں نے اسلام کے ساتھ معاملہ ویسا ہی رکھا جیسا کہ ترکی میں دیگر ادیان و مذاہب کے ساتھ معاملہ رکھا جاتا تھا۔یعنی اب مسلمانوں کو اُن کے دینی شعائر کی ادائیگی کی مکمل اجازت دی گئی جیسا کہ دیگر ادیان کے حاملین کو حاصل تھی۔اور یقیناً یہ آزادی اسلام اور مسلمانوں کو ترکی میں اس پارٹی کے بر سرِ اقتدار آنے سے قبل تو قطعاً حاصل نہیں تھی۔یعنی اس حکومت نے سیکولرازم کو اس کے اصل مفہوم کے مطابق نافذ کیا گیا ہے جو کہ ریاستی امور میں دین کی در اندازی کی اجازت نہیں دیتا مگر انسان کو اس کی انفرادی عبادات کے معاملات میں (ذاتی practice) کی مکمل اجازت دیتا ہے سوائے ان عبادات کے جو ترکی کے قوانین سے ٹکراتی ہوں۔ یہی معاملہ لوگوں کے لیے شبہہ کا باعث بنا رہا ہے۔لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ صورت حال نہ تو اسلامی ہے اور نہ تھوڑی بہت اسلامی بلکہ یہ ایک مکمل سیکولر طریقۂ حکومت ہے جو کہ اللہ کے لیے تمام اوامر واحکامات کو خالص کر دینے سے صریح متصادم ہے۔جب کہ اسی نظام کو اردگان اور اس کی پارٹی اپنے عوام کے لیے آخری امید اور آخری ہدف قرار دے رہی ہے جیسا کہ اپنے ایک عوامی خطاب میں اردگان نے قاہرہ میں مخاطب ہو کر کہا کہ:

> "ترکی سیکولر جمہوری روایات اور انسانی حقوق کی ادائیگی پر مبنی ریاست ہے اور یہ سیکولر بنیادوں کو قائم کرنے والی ہے اور تمام ادیان کے مابین باہمی ہم آہنگی پر قائم ہے"۔

اسی طرح مشترکہ اسلامی ممالک کی کانفرنس میں اپنے بیان میں کہا کہ:

> "کوئی بھی طریقہ کار یا منصوبہ جس کی بنیادی اساس دین اور مذہب پر قائم ہو،اس منصوبہ کا مستقبل ناکامی پر منتج ہو گا"۔

پس اردگان حقیقی سیکولرازم کو مکمل رضامندی کے ساتھ ترکی میں فروغ دے رہا ہے۔وہ اور اس کی پارٹی چند جزوی دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر مکمل باطل اور شرکی بنیادوں پر مبنی نظام کے نفاذ کی جانب دعوت دے رہے ہیں اور اس میں انہیں کوئی عار نہیں ہے۔ یہ لوگ اس لیے اس نظام کے داعی ہیں تاکہ اللہ سے ماسوا لوگوں کو فیصلہ سازی کا حق سونپا جاسکے۔ یہ لوگ ایک ایسی حکومت کی دعوت دے رہے ہیں جو اللہ کے نازل کردہ اُس اصولی قاعدے کا انکار ہے:

> إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

مغربی مراکزِ فکر[تھنک ٹینکس]کا ترکی کے ساتھ برتاؤ:

اردگان کا ترکی میں تبدیلی کا طریقہ کار سلوکی behavioral ہے بنیادی اساس واصول پر مبنی نہیں ہے،اس لیے اس کی اِس نام نہاد 'اسلامی حکومت' کے قیام کی بنیادیں سیکولرازم پر مبنی افکار ہیں۔جب کہ یہ بات واضح ہے کہ سیکولرازم صرف نظام حکومت پر مبنی فکر نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ گہرائی پر مبنی باطل فکر ہیں جو انسان کی ذاتی زندگی حتیٰ کہ طرزِ فکر تک پر غالب ہوتی ہے۔اور ان کفریہ سیکولر افکار کی تبدیلی ہی در حقیقت ہمارے نزدیک حقیقی شرعی انقلاب یا حقیقی نظام کی تبدیلی کہلائی جائے گی۔اس کے ساتھ ساتھ اردگان 'شریعتِ اسلامی کو بطور قابلِ عمل نظامِ حکومت نہیں مانتا جو کہ در اصل کامیابی اور تبدیلی کا اصل شرعی راستہ ہے۔ترکی میں اردگان حکومت کے اس پہلو کو امریکی مراکزِ فکر[تھنک ٹینکس]بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اسی کا اظہار صلیبی صہیونی تھنک ٹینک "رینڈ کارپوریشن" نے اپنی ایک رپورٹ بعنوان "The rise of political Islam in Turkey" میں کیا ہے کہ 'جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی' ترکی میں شریعت کے نفاذ کے لیے بالکل کوشش نہیں کر رہی اور یہی بات اس چیز کی غمازی کرتی ہے کہ مغرب کو ترکی کیوں اِس حالت میں بھی قبول ہے! حقیقت یہی ہے کہ مغرب خود شدت پسندی پر مبنی اسلام سے پوری دنیا میں خوف زدہ ہے اور اسلامی ممالک بالعموم اور عرب بہار والے ممالک کے لیے بالخصوص ایک معتدل متبادل دینا اس کے لیے ناگزیر ہے۔ یقیناً ترکی مغرب کی نظر میں ایک موثر ریاست کے طور پر ابھرا ہے جو مغرب کے مفادات کو اس خطے میں پورا کرے۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ترک حکومت کے اِس "اسلام نما" نمونے کو تو مغرب قبول کر رہا ہے جب کہ دوسری طرف حقیقی شرعی نظامِ حکومت قائم کرنے والوں کی ادنیٰ سی جھلک بھی مغرب برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے اور کہیں خود اور کہیں اپنے حواریوں کے ذریعے سے ایسی شرعی حکومتوں کو تباہ کرنے کو لپکتا ہے۔اس ضمن میں افغانستان، صومالیہ، مالی وغیرہم کی مثالیں سب کے سامنے ہیں۔

ترکی کے جرائم:

یہاں یہ امر بھی ذہن میں تازہ رہنا چاہیے کہ وہی ترکی جو اسلامی اقدار اور نبویؐ طرزِ حکومت کا راگ الاپتا نظر آتا ہے، اُسی ترکی کے اِسی نام نہاد اسلامی دور میں امریکہ کے بغل بچے اسرائیل کے ساتھ نہایت قربت اور گرم جوشی پر مبنی تعلقات قائم ہیں جب کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے والے اسلامی ممالک کی فہرست میں سب سے پہلا ملک ترکی ہی ہے۔(کوئی سوال اٹھا سکتا ہے کہ یہ تو سیکولر افواج کے اقتدار میں تسلیم کیا گیا تھا۔اس پر ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ آج اردگان کے سامنے اسرائیل کے ساتھ ان تعلقات کو ختم کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟)۲۰۰۵ء میں یہی طیب اردگان اسرائیل گیا جہاں اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون سے گرم جوش ملاقاتیں کیں، عسکری اور تجارتی معاہدے کیے، ہولوکاسٹ کی یادگار پر یہودیوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے طور پر پھول چڑھائے اور اس واقعے کو انسانیت کے خلاف جرم قرار دیا۔یہاں قارئین کو ایک "فریڈم فلوٹیلا" کا واقعہ دھوکہ میں مبتلا نہ کر پائے۔یہی تو اس حکومت بلکہ در حقیقت اس عالمی نظام کا دجل ہے کہ ایک طرف غزہ کے محصورین کی طرف خوراکی مواد اور ادویات فراہم کرنے کے لیے جہاز روانہ کیا اور اسرائیل نے اسے پہنچنے سے روکنے کی خاطر حملہ کیا اور جواب میں یہی ترکی کی حکومت ایک جزووقتی بائیکاٹ کر کے دوبارہ سے اسرائیل کو پسندیدہ ممالک کی فہرست میں شامل کرتی ہے اور آج تک اسرائیل کے ساتھ ترکی کے تعلقات معاشی، عسکری اور اقتصادی میدانوں میں قائم ہیں(جب کہ غزہ کی ۲۰۱۰ء کے بعد ۳ مرتبہ اینٹ سے اینٹ بجائی جا چکی ہے اور آئے روز وہ یہودی مظالم کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے مگر ترکی کا "فریڈم فلوٹیلا" دوبارہ نکلنے کی جرأت نہیں کر سکا)فلسطین پر قابض اور غزہ کے مسلمانوں پر دن و رات تنگ کرنے والا اسرائیل جس کے ساتھ آج بھی ترکی کی افواج کی جنگی مشقیں جاری و ساری ہیں اور باہمی عسکری تربیت اور استخباراتی تعاون کے لیے وفود اور تجارب کا تبادلہ ایک معلوم امر ہے۔

دفع عدو الصائل(یعنی حملہ آور دشمن سے دفاع) کے شرعی حکم کی تائید کرنے والے اور صرف افغانستان، کشمیر اور عراق و شام میں غیر مسلم حربی کافر کے خلاف قتال کو جائز قرار دینے والے ہمارے محترم حضرات کی معلومات کے لیے یہ بات بھی ذکر کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یہی ترکی عرصہ ۱۴ سال سے ہمارے افغانی بھائیوں پر "نیٹو" کے ایک مستقل رکن کے طور پر بم باریوں اور مظالم ڈھانے میں مشغول ہے۔افغانستان کے مغربی صوبے فاریاب، بادغیس، ہرات، اور فراہ میں مستقل ترکی افواج کی یونٹیں تعینات رہی ہیں اور اس علاقے کے مسلمانوں کو خاک وخون میں نہلاتی رہی ہیں۔

پھر یہی وہ ترکی ہے جس نے شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ کے قریبی ساتھی، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور امارت اسلامیہ افغانستان کے کم و بیش تمام میدانی قائدین کے معتمد، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے دستِ راست، امت مسلمہ کے مایہ ناز عسکری قائد اور سپہ سالار شیخ عبد الہادی عراقی فک اللہ اسرہ، جن کے ۲۲ سال افغانستان میں روسی عفریت، شمالی اتحاد اور پھر امریکہ کے خلاف جنگ کی قیادت میں گزرے، کو عراق جاتے ہوئے اپنی سرحد سے گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا اور آج وہ گوانتامو میں قید ہیں۔اور آج یہی ترکی اپنے آقا امریکہ کے ساتھ مل کر شام میں نصیری علوی حکومت اور اس کے نصرانی صفوی اتحاد یا دوسرے معنوں میں صلیبی صہیونی صفوی اتحاد کے ساتھ صف آرا شام کی عوام کو ایک زندہ جیل میں بند کرنے اور اہل سنت کی نسل کشی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

لیکن ترکی نے شام میں اپنے اس کردار کو بھی نہایت دجل کے ساتھ مخفی رکھا ہوا ہے۔ایک طرف شامی مہاجرین کو پناہ دی گئی دوسری طرف انہی شامی مہاجرین کے علاقوں پر "حرب علی الارھاب والتطرف" کے نام پر مستقل بم باریاں یا بم باریوں میں تعاون بھی جاری ہے۔جہاں ایک طرف کردوں اور نام نہاد انٹرنیٹ خلافت "داعش" کے خلاف علی الاعلان بم باریاں بم اور شامی مزاحمت کار مجاہدین یعنی ہیئۃ تحریر الشام، احرار الشام وغیرہ پر بھی بم باریوں میں مستقل تعاون جاری ہے وہیں ترکی بعض جہادی گروہوں کو "اپنی" ریاستی پالیسیوں کے تسلسل اور مفادات کے حصول کی خاطر شام میں مکمل مدد بھی فراہم کر رہا ہے۔غرض ایک لحاظ سے مغربی طاقتوں نے عالم اسلامی کے قلب اور فلسطین کے ساتھ پڑوس میں قائم اس عظیم جہادی تحریکِ شام میں ترکی کا کردار تقسیم کر رکھا ہے۔امریکی ڈرون طیاروں کا سب سے بڑا ہیڈ کوارٹر ترکی میں ہے جہاں سے امریکی طیارے اور جاسوسی طیارے اڑانیں بھر کر شام کے نہتے مسلمانوں اور ان کے دفاع میں جانیں نچھاور کرنے والے مجاہدین پر آگ وخون کی بارش مسلط کر رہے ہیں۔جب کہ دوسری طرف روسی طیاروں کو شام پر بم باری کی کھلی اجازت دی جا رہی ہے اور اسے شام کا داخلی مسئلہ قرار دیا جا رہا ہے۔دجل کی انتہا کہ روسی طیارہ ترکی کی فضا میں داخل ہوا تو اسے ایک بار مار گرایا گیا جب کہ اس سے قبل ہزاروں روسی (سائیز) یا پروازوں سے تجاہل عارفانہ برتا گیا مگر اس کارروائی کی سیکڑوں بار میڈیائی تشہیر کی گئی۔اور پھر کچھ ہی عرصے میں اردگان نے روسی صدر کے ساتھ دوبارہ تعلقات بحال کر لیے۔غرض ایک لحاظ سے ترکی کا خطے میں عسکری کردار نہایت دوغلا اور دجل پر مبنی ہے۔

فاسد سرمایہ دارانہ سودی نظام پر قائم معیشت:

اردگان نے اپنے تمام اصولوں پر سودے بازی نہیں کی بلکہ صرف شرعی احکامات کو ہی پس پشت ڈالا ہے۔ترکی میں اس کو ملنے والی کامیابیاں شریعت سے کوسوں دور رہی ہیں، مثلاً ترکی کی اقتصادی حالت میں بہتری کا ایک جزو اس کی حکومت کی اچھی معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ہی ہے مثلاً فساد کی بیخ کنی اور میرٹ و معیار پر عمل درآمد اور اچھا انتظام لیکن اصل میں یہ اقتصادی نشو نما و ترقی اُسی فاسد سرمایہ دارانہ نظام پر مبنی ہے، جس کا بیشتر اعتماد

ان سودی قرضوں پر رہا ہے جن کے حصول کی اردگان حکومت مستقل کوششیں کرتی رہی ہے اور کر رہی ہے۔ ترکی کی معیشت ایسے غیر شرعی معاہدات پر کھڑی ہیں جو کسی صورت بھی اسلامی شرعی اصول وضوابط کی پابند نہیں۔ جیسا کہ ترکی کے ساحلوں کو عریانی وفحاشی کے اڈوں کے لیے سیاحت کے نام پر اجرت (لیز) پر دے دینا وغیرہ۔ ایک بات جو شاید بہت سے لوگ نہ جانتے ہوں کہ ترکی کے ذمے آئی ایم ایف کے جو قرضے واجب الادا ہیں وہ 367-343 کھرب ڈالر کے قریب ہے اور یہ قرضہ جات اس قرضہ سے سیکڑوں گنا زیادہ ہیں جو اردگان کی پارٹی کے برسرِ اقتدار آنے سے قبل تھے۔ ترکی کی اقتصاد کو سرمایہ دارانہ نظام کے پیمانے پر کامیاب سمجھا جا رہا ہے، اس لیے کہ ترکی کی اقتصادی نشوونما کا لیول اور قومی سرمایہ میں بڑھوتری کا گراف ان قرضہ جات، سودی معاہدوں اور مغربی پشت پناہی کے باعث بہت سے اقتصادی ماہرین اور دین پسند حضرات کو خام خیالی میں مبتلا کر رہا ہے۔ اس لیے ترکی آج یقیناً ایک مضبوط معیشت ہے مگر سرمایہ دارانہ نظام کی بنیادوں پر مکمل طور پر قائم ہے جس سے اس کے لیے الگ ہونا ناممکن ہے۔ مجاہدین کی مسلسل ضربوں کے سبب اس عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی کمزوری کے بعد یہ ہوا میں کھڑا شیشے کا محل بھی زمین بوس ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرۃ:۲۷۶)

ان تمام باتوں اور اس سے پہلے جو گزرا یہ سب ثابت کرتا ہے کہ ترکی کا تجربہ قطعاً کوئی کامیاب تجربہ نہیں ہے اس لیے کہ اس نظام نے فروعات کی خاطر اصولوں کو پیچھے چھوڑ ڈالا ہے۔ اس نظام کو ایک کامیاب تجربہ کے طور پر پیش کرنا ایسا ہی ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دار الندوہ میں پیشکش ہوئی کہ وہ قریش کو ان کے حال پر چھوڑ دیں اور اس کے بدلہ میں کمزور مسلمانوں پر مکہ میں سختیوں میں کچھ کمی کر دی جائے، دعوت دین کی کچھ آزادی دے دی جائے، انہیں مکہ کی معاشی ترقی میں بہتر کردار ادا کرنے کی اجازت دے دی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) اسے قبول فرمالیتے۔ حاشاللہ ولرسولہ۔

ہماری پریشانی یہ نہیں کہ ابھی تک ترکی میں فساد باقی ہے جسے اردگان ختم نہیں کر سکا یا اپنی پوری صورت میں ابھی تک ترکی میں دینِ اسلام قائم نہیں کیا جا سکا جیسا کہ شاید بعض حضرات سوچ رہے ہوں۔ بلکہ ہماری مشکل یہ ہے کہ اردگان کے طریقہ کار میں دین کے چند اہم اور ناگزیر قواعد اور اصولوں کی مکمل خلاف ورزی ہے اور ان میں سب سے اہم اللہ کی شریعت پر مبنی نظام کے قیام کی بجائے عوام کی حاکمیت پر مبنی نظام کا قیام ہے جس سے برأت کے بغیر کوئی فلاح وکامیابی نہیں ہے۔ پھر اس کامیابی کے حصول کا طریقہ کار سرمایہ دارانہ سودی نظام پر مبنی ہے جو کہ سراسر اسلام سے متصادم ہے۔

ان مسائل کو وہی سمجھے گا جس کے سامنے توحید اپنی اصل شکل میں واضح ہو اور جس کے دل میں توحید کی عظمت واہمیت زندہ ہو۔ جہاں تک وہ حضرات جنہیں اقتصادی ترقی اور عوام کے عمومی اور روزمرہ معاملات میں کچھ آسانی مل جانے نے فتنے میں مبتلا کر رکھا ہے وہ توحید کو اس کی اصل شکل میں نہیں پہچانے۔

ہمارے یہاں کہ بعض اہلِ دین وانقلابی جماعتوں کے حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو مذہبی آزادیاں اور اقتصادی قوت 'جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی' نے ترکی میں حاصل کرلی ہیں یہ اللہ کے دین کو ترکی میں اور پھر پورے عالم اسلام میں نافذ کرنے کا ایک ابتدائی قدم، ذریعہ اور راستہ ہے۔ اس استفسار کا جواب ''نہیں'' میں ہے اور اس کی وجوہات ہیں:

پہلی یہ کہ ہم اللہ کی اطاعت کرنے کے مکلف ہیں اور نبوی منہج کے مطابق ہی نفاذ اسلام کی کوششوں کرنا ہمارا فرض ہے، غیر شرعی اور حرام راستوں پر چل کر نفاذِ شریعت کے خواب دیکھنے ہمارے لیے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور:۵۵)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم وپائدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا''۔

ہم جس امر کے مکلف ہیں وہ اس آیت کی پہلی شق پر عمل ہے یعنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے یعنی تبدیلی کی خاطر کسی بھی حرام راستے کو اپنائے بغیر کوشش کی کیونکہ تمکین وکامیابی اللہ کے فیصلوں کے ساتھ مربوط ہے۔ اس سے ہماری مراد حقیقی تمکین ہے نا کہ چند جز وقتی دینی آزادیاں... وہ تمکین جو دنیا کو اس عالمی نظام کے گورکھ دھندے اور فساد سے نکالے اور ''نخرجھم من عبادۃ العباد من عبادۃ رب العباد'' کی سمت گامزن کرے۔ ایسی تمکین نہیں جو:

- ترکی کو عالمی سرمایہ دارانہ سودی نظام کا غلام بنائے رکھے۔
- اسے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں صلیبی مفادات کی ایک ''کمپنی'' بنائے رکھے۔
- افغانستان پر قابض نیٹو اتحاد کا ایک جز وقتی حصہ بنائے رکھے اور اس کے ذریعے سے افغان عوام پر آتش وآہن کی بارش برسوائے۔
- ترکی کو مغربی تخطیط وتحلیل کے مراکز 'معتدل، سیکولر اور جمہوری اسلام کا ایک نمونہ بنا کر عالم اسلام کے سامنے پیش کریں جب کہ اس کے مقابلے میں اصل اسلام کو شدت پسندی پر مبنی اسلام قرار دے کر ترکی اور عالم اسلام کے لیے ایک خطرے کے طور پر پیش کریں۔

ہم تو ایسی تمکین کے خواہاں ہیں جس میں شریعت پر عمل سب سے اہم ترجیح ہو اور ایسے تمام امور سے اجتناب ہو جن سے اللہ کا دین منع کرے۔ مثلاً:

- ❖ کمزور مسلمانوں کی حتی الوسع نصرت کی جائے، حقیقی اور ٹھوس نصرت نا کہ وہ دکھاوے اور فریب پر مبنی نصرت و مدد کہ سالوں گزر جائیں مگر مسلمانانِ شام ترکی کی سرحد کے اس پار ذبح کیے جائیں۔
- ❖ ترکی میں کوئی عریاں ساحل نہ دیکھیں اور نہ ہی انہیں اجرت پر فحاشی و عریانی کی صنعت کے فروغ کی خاطر دیا جائے۔
- ❖ نہایت گرم جوشی پر مبنی نام نہاد ریاست اسرائیل کے ساتھ ایسے سفارتی تعلقات نہ رکھیں جو میڈیا پر نہایت دجل کے ساتھ چھپائے جاتے ہیں۔

یہاں سوال یہ ہے کہ ابو طالب جنہوں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی نصرت فرمائی اور تمام رکاوٹوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتی بانی کی، کیا ان کی یہ نصرت انہیں جہنم کی آگ سے بچا پائے گی؟ اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے اپنے اسی مشرکانہ طریقہ کار یعنی بتوں کی پوجا، شرک اور آباؤاجداد کی رسومات پر قائم رہنے کا مطالبہ فرمایا یا انہیں ان کے آخری سانس تک کلمہ پڑھنے کی ترغیب و دعوت دی؟ کیا یہ ممکن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے ابو طالب کو ایک حفاظت یا cover کے طور پر رہنے دیتے اور ابو طالب سے کہتے کہ آپ اپنے منہج پر قائم رہیں یا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ جان جاتے کہ ان کے چچا کا شرک پر قائم رہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے فائدہ مند ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسلام قبول کرنے کے مطالبے سے رک جاتے؟ ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نہیں میں ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ لیوئید ھذا الدین برجل فاجر و بأقوام لا خلاق لھم۔ (فیض القدیر)

ہمارا مقصد اردگان کو فاجر یا کوئی اور لقب دینے کا نہیں اور نہ ہی اس کا فائدہ ہے کہ اردگان کو ابو طالب کے برابر رکھا جائے جو کہ کافر اصلی تھے، جب کہ اردگان اسلام سے اپنی نسبت کا اعلان تو کرتا ہے۔ مقصد صرف یہ اصول بیان کرنا ہے کہ: کسی شخص یا حکومت (بالخصوص اسلام سے منسوب) میں بعض خوبیوں کی موجودگی اور اس کے وجہ سے حاصل شدہ کامیابیاں منہج و طریقہ کار کے صائب اور برحق ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی طور پر بھی ٹھیک نہیں ہے کہ عالم اسلام اور دینی تحریکات کے لیے ایسے شخص کو نمونے کے طور پر پیش کیا جائے۔

پاکستان کی مذہبی جماعتوں اور دین پسند حضرات سے ایک گزارش:

یہاں ہم مختصراً ترکی کا موازنہ پاکستان سے کرنا چاہیں گے۔ پاکستان میں جن حضرات نے پاکستانی فوج کا مشرقی پاکستان میں کردار اور سیکولر دَور دیکھ رکھا تھا ان کے سامنے ضیاء کے دور میں آنے والی تبدیلیاں نہایت ہی غیر معمولی تھیں۔ ان کے نزدیک پاکستانی فوج نے کلمہ پڑھ لیا تھا، جن طاقوں پر شراب پیش کی جاتی تھی ان پر اب قرآن رکھا جانے لگا تھا۔ تربیتی نصاب میں قران پڑھایا جانے لگا اور 'ایمان تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ' کا نعرہ اسی دور میں زبان زد عام ہوا تھا، لہٰذا ایسے حضرات کو ہم عذر دیتے ہیں کہ چونکہ وہ اپنی آنکھوں سے اس ''تبدیلی'' کا مشاہدہ کر رہے تھے چنانچہ اس وقت وہ پاکستانی فوج کے اس منافقانہ دجل پر مبنی پینترے کو سمجھ نہ سکے۔ اس پینترے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عالمی طاقتوں نے پاکستان کے ہمسائے میں افغانستان میں روسی عفریت کو چڑھتے دیکھا لہٰذا اس جنگ کے اثرات لامحالہ پاکستان پر بھی پڑنے تھے (جو کہ پڑے بھی)۔ لہٰذا ایک ایسے چہرے کی ضرورت تھی جو اس فوج کے سابقہ منفی کردار سے قطع نظر اس کے اسلامی تشخص کو قائم کرے تاکہ عوام بپھر کر اسی فوج کے خلاف نہ کھڑے ہو جائیں۔ مگر وقت نے ثابت کیا کہ فوج میں یہ تبدیلی حقیقی تبدیلی نہیں بلکہ سوچی سمجھی پالیسی کے مطابق تھی اور نام نہاد قومی مفاد کا اس وقت یہی تقاضا تھا۔ چنانچہ مناسب وقت میسر آنے پر پرویز مشرف فوج کو واپس اسی روش پر واپس لے آیا۔ وہی اسلام دشمنی، امریکی غلامی، امریکی تربیتی دورے، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی آوازیں اور اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی ترقی کے ایسے بلند بالا دعوے جو عوام کو وقتی سکون دیتے تھے۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہی تھی کہ امریکہ کو اب دوبارہ افغانستان میں پاکستان کے کردار کی ضرورت تھی۔ پہلا کردار ضیاء کی صورت میں روسی اشتراکیت سے نمٹنے کے لیے اس فوج نے عالم مغرب و امریکہ کے ساتھ مل کر ادا کیا۔ یہاں اللہ نے انہیں مفادات اور مجبوریوں کے چکر میں کچھ ایسے پھنسایا کہ یہ سب جہادی بیداری، امارت اسلامی افغانستان اور القاعدہ کی صورت میں عظیم خیر کا راستہ نہیں روک سکے۔ جب کہ دوسرا کردار امارت اسلامی اور القاعدہ سے افغانستان میں نمٹنے کے لیے اس فوج نے ادا کیا، جہادِ کشمیر سے ناطہ توڑا، اپنی فضائیں امریکیوں کے لیے مسخر کر ڈالیں، پاکستان کو امریکی ڈرون حملوں کی آماج گاہ بنا ڈالا، بلیک واٹر اور ریمنڈ ڈیوس و جوئل کاکس جیسے جاسوسوں کو کھلم کھلا سفارتی استثنیٰ دیا گیا اور تاحال اس فوج کا یہ کردار کسی سے مخفی نہیں۔ مگر فوج کے اس کردار سے خیر' پاکستان میں جہاد کی صورت میں برآمد ہوئی، جس پر آنے والی وقتی آزمائش کے سبب آج پاکستانی فوج کھلم کھلا دین اور اہلِ دین کے خلاف باقاعدہ محاذ بنا چکی ہے۔ توہین رسالت کرنے والوں کو قانونی تحفظ اور قادیانی کو کافر قرار دینے والے قانون کو تبدیل کرنے کے لیے ذہن سازی جاری ہے اور اپنے نظریۂ جنگ کو تبدیل کر کے مسلمان پاکستانی عوام کو امریکی آقاؤں کے حضور دل و جان سے سجدہ ریزی پر مجبور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آج پاکستانی فوج کے کردار اور کل ضیاء کے کردار کو ایمانی بصیرت اور کھلی آنکھوں سے دیکھنے والے اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ ضیاء دور کا جہاد دراصل اس فوج کے لیے ''فی سبیل

الباکستان'' تھا۔ یہ نام نہاد قومی مفاد و پالیسی کا تسلسل تھا(جو دراصل امریکیوں کا خطے میں مفاد تھا) اور مشرف، کیانی، راحیل و قمر کا پاکستان بھی دراصل امریکی مفادات کا اور اب ملحدین، روسیوں اور ہندوؤں کے عسکری و اقتصادی مفادات کا پشتی بان ہے۔

آج ترکی کا کردار بھی بعینہٖ وہی کردار ہے جو ۸۰ء کی دہائی میں پاکستانی فوج کا کردار تھا۔ اسرائیل کی سرحد سے منسلک شام میں جاری اتنے وسیع پیمانے پر امت مسلمہ کی سطح کی جہادی بیداری کا مقابلہ کرنے کے لیے مغرب نے ترکی کو یہ منافقانہ کردار سونپا ہے۔ اور اس سلسلے میں 'مضبوط معیشت' کے وہی بلند بانگ مگر کھوکھلے نعرے برپا کیے جا رہے ہیں جو کسی دور میں پاکستان میں بلند ہوئے تھے۔ تاکہ اس نام نہاد شدت پسندی کے بیانیے کے مقابلے میں متبادل ترکی کا ماڈل پیش کر کے جہاں ترکی کی مسلمان عوام کو شام کے جہاد میں شرکت سے دور رکھا جاسکے، علمائے دین کو ترکی کے شام میں کھلم کھلا کردار کی مخالفت سے روکا جاسکے اور یورپ کے دروازے پر قائم اس جہادی عوامی بیداری کو ایک معتدل راستہ دینے کی کوشش کی جاسکے... وہیں عالم اسلام کے سامنے بھی 'اردگان کے ترکی' کو ہیرو بنا کر خلافتِ عثمانیہ کی روایات کا پاس دار قرار دیا جاسکے اور انہی مذموم مقاصد کی خاطر تمام تر میڈیا پر کنٹرول کے باوجود ایک ناکام فوجی بغاوت برپا کروا کر اردگان کو ہیرو بھی ثابت کروایا گیا ہے اور آگے نہ جانے مزید کتنے ایسے ڈرامے کروائے جائیں گے۔

ایک اہم بات یہ کہ بعض امور ہوتے ہیں جن پر ہم تقدیری طور پر خوش ہوتے ہیں مگر ان پر شرعی طور پر راضی نہیں رہ سکتے۔ 'جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی' کا حکومت حاصل کرنا اور اس کے نتیجے میں ترکی میں بعض مذہبی آزادیوں کا حصول اور مسلم دنیا میں لوگوں کا اس حکومت کو خوش آمدید کہنے کے نتیجے میں ہو سکتا ہے کہ کل کلاں ترکی میں کوئی اور ایسی تبدیلی آجائے جس سے ترکی میں اسلام کی اصل صاف شفاف دعوت دینے کے مواقع پیدا ہو جائیں۔ لہٰذا اردگان اور اس کی پارٹی کی کامیابی 'ایسے امور میں سے ہے جن پر ہم تقدیری طور پر تو خوش ہو سکتے ہیں مگر شرعاً اردگان کا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی عدم تنفیذ پر عامل ہونا ہمیں شرعی طور پر اردگان اور 'جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی' کے منہج کو قبول نہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی لیے اس کے منہج کی تعریفیں کرنا، اس کو مثالی نمونہ قرار دینا، اسلامی تحریکوں کو اپنے اپنے ممالک میں اس قسم کی شخصیات کے پیچھے کھڑا کرنے کا درس دینا اور اس منہج کی مدد و نصرت کو ہم جائز نہیں سمجھتے۔ لہٰذا کچھ امور ایسے ہیں جن کے تقدیراً ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے ہمیں خوشی تو ہوتی ہے مگر شرعی طور پر ہم کبھی ان پر راضی نہیں ہو سکتے۔

آخری بات:

آخر میں ایک بات یہ کہ چونکہ بعض لوگوں کو ترکی کے نمونے نے فتنے میں مبتلا کیا ہے اور یقیناً 'اتاترک کے ترکی' اور 'اردگان کے ترکی' میں زمین آسمان کا فرق بھی ہے اور اس جبری استبدادی قہر پر مبنی نظام سے ترکی آج بتدریج لادینیت (سیکولرازم، یعنی نظامِ حکومت سے اسلام غائب مگر ذاتی مذہبی شعائر کی practice پر کوئی روک ٹوک نہیں) کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو ملنے والی چند مذہبی آزادیاں اور ترکی کے بعض دجل پر مبنی مواقف نے دین سے محبت رکھنے والے ہمارے محترم حضرات کے عقائد اور طرز فکر کو خلط ملط کیا ہے، اسی بنا پر ان کے دل اور زبانیں اس خلافِ اسلام طریقہ کار کو قبول کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کے ترکی کی جانب اس میلان کی وجہ یہ ہو کہ دیگر اسلامی ممالک میں کسی سنجیدہ اسلامی سیاسی انقلاب کے مواقع تا حال ظہور پذیر نہیں ہو سکے۔ اس لیے وہ اس تبدیلی کو ہی best option in a given situation سمجھ رہے ہوں اور لاعلمی میں اسے خلافتِ عثمانیہ سے تشبیہ دینے پر مجبور ہو گئے ہوں **تو ہم انہیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ خلافتِ عثمانیہ 'مسلم امہ کا دفاع کرتی تھی جب کہ آج کا یہ سیکولر ترکی مغربی مفادات کی بنیاد پر ہمیں تقسیم کرتا ہے، امت مسلمہ کو لوٹنے والے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سرزمین 'شام کی تباہی کے ذمہ داران، ملحد روس اور صلیبی امریکہ کو مکمل عسکری کمک فراہم کرتا ہے۔ خلافتِ عثمانیہ اپنے ضعف کی حالت میں بھی امتِ مسلمہ کو غاصب صلیبیوں صہیونوں سے محفوظ رکھتی تھی اور 'تھیوڈور ہرٹزل' جیسوں کی پیشکشیں ٹھکرا دیتی تھی جب کہ آج کا سیکولر ترکی فلسطین و بیت المقدس پر قابض اسرائیل کے ساتھ عسکری، اقتصادی و استخباراتی معاہدے قائم کرتا ہے اور اس غاصب ریاست کو تسلیم بھی کرتا ہے۔ خلافت عثمانیہ امت مسلمہ کے مجاہدین کی اغیار سے حفاظت کرتی تھی جب کہ آج کا سیکولر ترکی ہمیں اغیار کے حوالے کرنے کے درپے ہے۔ خلافت عثمانیہ امت مسلمہ کے وسائل کی محافظ تھی جب کہ آج کا سیکولر ترکی امت مسلمہ کے وسائل اور ان کی فضاؤں کو کفار کے لیے مسخر کر چکا ہے۔**

غرض اگر تو ترکی کا یہ ماڈل حقیقی اسلام تک پہنچنے کی دلیل اور راستہ ہے اور اردگان کی جمہوریت و سیکولرازم لادینیت پر مبنی حکومت کو کوئی تبدیلی کا ذریعہ سمجھتا ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ یہ طریقہ کار مسخ شدہ افکار اور کمزور بنیادوں پر مبنی متبادل سوچ اور فکر ہے۔ ایسی رائے رکھنے والے حضرات کو شیطان 'اسلامی انقلاب و اصلاح کا درست طریقہ کار سمجھا کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل رستے سے برگشتہ کرتے ہوئے انہیں ایک وہم پر مبنی خوش فہمی میں مبتلا کر رہا ہے۔ اللہ ہمیں، ہمارے تمام بھائیوں، اردگان اور اس کی پارٹی کو ہدایت سے نوازے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد و من تبعھم باحسان الی یوم الدین

☆☆☆☆☆

سائبیریا...روس کے زیر تسلط مسلم مقبوضہ خطہ

احید حسن

کون جانتا ہے کہ ایشیا کے انتہائی شمال میں موجود قدرتی حسن و دولت سے مالا مال ایک حسین اور معاشی جنت سائبیریا کبھی وہاں کے اصل تاتار مسلم باشندوں کی سرزمین تھی جس پر روس نے ۱۵۵۵ء میں قبضہ کر کے وہاں کی مسلم آبادی کی نسل مٹا ڈالی۔

۱۳.۱ ملین یعنی ایک کروڑ تیس لاکھ مربع کلو میٹر یعنی اکیاون لاکھ مربع میل کے رقبے پہ وسیع یہ ریاست روسی قبضے کے بعد روس کے مکمل رقبے کا ۷۷ فی صد ہے۔یعنی اگر روس اس مسلم ریاست پہ قابض نہ ہوتا تو روس آج دنیا میں سب سے بڑے رقبے والے ملک کا درجہ حاصل نہ کر سکتا اور اس کا رقبہ پاکستان سے کچھ زیادہ نہ ہوتا لیکن حرص و ہوس اور خون کے پیاسے روسیوں نے ۱۵۵۵ء میں اس مسلم ریاست پہ قبضہ کر کے اسے روس میں شامل کر لیا اور وہاں کے حکمران اور آباد تاتاری مسلمانوں کی نسلیں مٹا ڈالی اور ان کی زمینوں پر زبردستی روس اور یورپ سے عیسائی لا کر آباد کر دیے گئے تاکہ یہ علاقہ کبھی دوبارہ اسلام کی پناہ گاہ نہ بن سکے اور آج یعنی تقریباً پانچ سو سال بعد بھی یہ علاقہ روس کے قبضے میں ہے۔

ایک وقت تھا کہ یہاں کا بنیادی مذہب اسلام تھا لیکن روسی قبضہ کے بعد یہاں مسلمانوں کی نسلیں مٹا کر بچے کھچے مسلمانوں کی زمینوں پر روس اور یورپ سے عیسائی لا کر آباد کر دیے گئے تاکہ یہ علاقہ مستقل روسی سرزمین کی حیثیت اختیار کر لے۔انہی اقدامات اور اس علاقے کے مسلمانوں کی نسل کشی کی وجہ سے آج یہ علاقہ عیسائی اکثریت پہ مشتمل ہے۔ یہاں کی وہ اصل تاتاری نسل آبادی جو یہاں روسی قبضے سے سیکڑوں سال قبل سے آباد چلی آرہی تھی اور جنہوں نے ۱۳۹۵ء میں اسلام قبول کر لیا تھا،انہیں سائبیریائی تاتار کہا جاتا ہے۔روسی قبضے کے بعد اس علاقے کی اصل مالک اس مسلم آبادی کی نسل کشی کے بعد آج اس نسل کے محض چند لاکھ افراد بچ سکے ہیں جو پہلے کبھی پورے سائبیریا میں آباد تھے اب روسی نسل کشی کے بعد ان کی آبادی پورے سائبیریا کی آبادی کا محض دس فیصد ہے۔ ۲۰۰۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق سائبیریا میں پانچ لاکھ تاتاری نسل کے لوگ آباد ہیں لیکن دھوکہ نہ کھائیں۔

یہ سارے تاتاری اصل سائبیریائی تاتار مسلم نسل کے نہیں ہیں جو روسی قبضے سے پہلے اس علاقے میں آباد اور اس کے مالک تھے، بلکہ اس پانچ لاکھ آبادی میں اس تاتاری مسلم نسل کے چار لاکھ لوگ بھی آباد ہیں جن کو روس نے کریمیا سے جلاوطن کر کے زبردستی سائبیریا میں آباد کیا تھا، جس کی وجہ سے ان افراد کی لاکھوں پر مشتمل نسل مٹ گئی اور باقی ماندہ محض چند لاکھ افراد اب سائبیریا میں آباد ہیں۔یعنی وہ اصل سائبیریائی تاتار مسلمان جن کی آبادی آج سے پانچ سو سال پہلے روسی قبضے کے وقت دو سے تین لاکھ تھی اور جن کی آبادی کو نسل میں اضافے کے بعد آج ایک کروڑ کے لگ بھگ ہونا چاہیے تھا،روس کی طرف سے قتل و غارت، ظلم اور نسل کشی کے بعد صرف ایک لاکھ بچی ہے۔یہ ظلم، حیوانگی، درندگی کی وہ تاریخ ہے جس کو کوئی لبرل، سیکولر، ملحد کا نام نہاد دانش ور بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔جن لوگوں کو مسلم ممالک میں ایک پتھر مارے جانے پہ سر سے پاؤں تک آگ لگ جاتی ہے وہ اس ظلم پہ کیوں خاموش ہیں۔اسی لیے میں کہتا ہوں کہ دنیا کے بدترین اور منافق ترین انسان یہی لبرل، سیکولر، ملحد اور ہمارے نام نہاد دانش ور اور دجالی میڈیا ہیں۔

اب سائبیریا پہ روسی قبضے کی کچھ تاریخ ملاحظہ کیجیے۔۱۴۸۳ء میں مسکووی یعنی قدیم روس کے جنگ جوؤں نے سائبیریا پہ پہلی بار فوجی چڑھائی کی اور آخر کار ۱۵۵۵ء میں سائبیریا کی مسلم خان سلطنت جو یہاں کے اصل باشندوں کی حکومت تھی اور جو کسی مسلم حملے کی بجائے مسلم صوفی حضرات کی تبلیغ سے اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تھے، کو شکست دے کر سائبیریا پہ مستقل قبضہ کر لیا۔۱۵۶۳ء میں ان سائبیریائی تاتار مسلمانوں نے کوچوم خان کی قیادت میں روس کو سائبیریا سے باہر دھکیلنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

روس نے قبضے کے فوری بعد اس علاقے میں قلعہ بندیاں شروع کر دیں جن کی وجہ سے روسی اور عیسائی آبادی کے بڑھنے سے بعد میں آج کے سائبیریا کے بڑے بڑے شہر وجود میں آئے۔اس قبضے سے پہلے تک روس جو ایک کینچوے کی مانند تھا،اب ایک مہیب ریچھ کی شکل اختیار کر گیا اور اس کی سلطنت کا رقبہ مغرب میں یورپ اور مشرق میں بحر الکاہل کے جزیروں تک کئی ملین مربع کلو میٹر تک وسیع ہو گیا۔

اس قبضے کے بعد مسلم سائبیریا کی زمینوں پر روس اور یورپ سے عیسائی لا کر آباد کر دیے گئے۔۱۷۰۹ء تک یہاں دو لاکھ تیس ہزار روسی باشندے آباد کیے جا چکے تھے۔یہاں آباد ہونے والے یہ باشندے اپنے ساتھ کئی بیماریاں لائے جن کے خلاف مقامی مسلم تاتار آبادی کوئی مدافعت نہیں رکھتی تھی۔مورخ جان رچرڈز کے مطابق:

> ”ان نئی بیماریوں نے یہاں کی آبادی کو کمزور کر ڈالا جس سے ان سائبیریائی تاتار افراد کی تنگوسک نسل کے ۸۰ فیصد اور یوکاغر نسل کے ۴۴ فی صد افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔بدترین بیماری چیچک تھی جس کے پھیلاؤ اور موت کی شرح بہت زیادہ تھی“۔

بیماری پھیلانے کے علاوہ روسیوں نے سائبیریا کی مسلم آبادی کی نسل مٹانے کے لیے جو دوسرا طریقہ اختیار کیا،وہ بے دریغ قتل عام کا تھا۔کوزیک روسی عیسائی نسل کی طرف سے مسلم سائبیریائی تاتار نسل کے قتل عام اور نسل کشی کی تحریک سے صرف پچاس سال کے عرصے میں سائبیریا کے علاقے کماچاٹکا (Kamachatka) کی دو لاکھ کی آبادی میں سے محض آٹھ ہزار افراد زندہ بچے۔لینا بیسن (Lena Basin) کے علاقے کی یاقوت نسل

کی ۷۰ فی صد آبادی محض چالیس سال کے عرصے میں موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ بچوں کو غلام بنالیا گیا۔ عورتوں کی عزتیں لوٹی جاتی رہیں۔ باقی ماندہ لوگوں کو زبردستی عیسائی بنایا گیا۔ مزاحمت پہ دوبارہ نسل مٹانے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔

روسیوں کی حرص و ہوس اور قتل و غارت کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ کوزیک روسیوں نے اٹھارہویں سے انیسویں صدی کے دوران سائبیریا کے اکثر جانوروں کی کل تعداد کا نوے فیصد محض کھالوں کے حصول کے لیے قتل کر دیا گیا اور ان کی کھالیں ماسکو کی طرف روانہ کر دی گئیں۔ سائبیریا کے جانوروں کی بارہ اقسام مکمل صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ انیسویں صدی میں روسی ماہر علاقیات اوبلاسٹنیکی (Oblastniki) نے خود اس بات کی تصدیق کی کہ سائبیریا میں آباد کیے جانے والے روسیوں کی طرف سے سائبیریا کی اصل تاتار مسلم باشندوں کی وسیع پیمانے پہ نسل کشی کی گئی۔ روسیوں نے اس علاقے کے ان اصل مسلم باشندوں کی نسل مٹانے کے لیے بیماریاں پھیلانے، شراب اور قتل و غارت کا طریقہ اختیار کیا۔ نسل کشی اور ظلم کے یہ حقائق روس نے چھپا لیے، قتل کے شواہد ضائع کر دیے گئے، ان کی باقیات اور نشانیوں تک کو مٹا دیا گیا۔ نسل کشی کر کے ان علاقوں کا اصل اور مسلم تشخص ختم کرنے اور آبادی کا تناسب تبدیل کرنے کے لیے ان کی جگہ روسیوں کو دوسرے علاقوں سے لا کر آباد کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان علاقوں میں اصل سائبیریائی مسلم تاتار بہت کم یعنی محض چند لاکھ اور روسی کروڑوں میں ہیں۔ ۱۸۰۱ء سے ۱۹۱۴ء کے درمیان کئی ملین مزید روسی سائبیریا میں ان سائبیریائی تاتار لوگوں کی زمینوں پر قابض ہو کر آباد ہو گئے جو سنی مسلمان تھے اور جن کی باقی ماندہ آبادی فقہ حنفی کی مقلد ہے۔ سائبیریائی تاتار مسلمانوں پر ظلم کا یہ سلسلہ عیسائی زار روس کے بعد سوشلسٹ کمیونسٹ اور ملحد سوویت یونین کے دور میں اور زیادہ ہو گیا۔ مساجد کو تالے لگا دیے گئے۔ خدا کا نام لینا جرم ٹھہرا۔ جس گھر سے قرآن پاک برآمد ہوتا، اس گھر کے افراد واجب القتل ہوتے۔ مدارس بند کر دیے گئے۔ پہلے سے تعمیر شدہ مساجد یا تباہ کر دی گئی یا ان کو ڈانس ہال اور دفاتر کی شکل دے دی گئی۔ یہ سب ان کمیونسٹوں کی طرف سے کیا گیا جن کے پاکستانی و ہندی چیلے ان سوشلسٹ کمیونسٹ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے سوشلزم کو اسلام کے عین مطابق قرار دیتے ہیں اور منافق بن کر عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ سوشلزم مذہب کے خلاف نہیں۔ نیم سرکاری روسی سوویت اندازوں کے مطابق، جو سوویت سوشلسٹ کمیونسٹ حکومت کے خاتمے تک منظر عام پر نہیں لائے گئے، کے مطابق ۱۹۲۹ء سے ۱۹۵۳ء کے درمیان ایک کروڑ چالیس لاکھ افراد کو گلاگ مزدوری سزا کے کیمپس میں رکھا گیا جن میں سے اکثر سائبیریا میں تھے اور ستر سے اسی لاکھ افراد کو سوویت یونین یعنی سوشلسٹ کمیونسٹ روس کے دور دراز علاقوں جیسا کہ سائبیریا میں جلاوطن کر دیا گیا۔ جن میں سے کئی لاکھ بیماری، سردی اور بھوک سے ہلاک ہو گئے۔ یہ ظلم ان سوشلسٹ کمیونسٹوں کی طرف سے ڈھائے گئے جو خود کو "مزدور دوست اور انسانیت کا ہمدرد" قرار دیتے ہیں اور انسانیت اور مزدور دوستی کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے اور عوام ان کے دھوکے میں آ کر ان کی ہم خیال ہو جاتی ہے۔ یہی دھوکا اب پاکستان میں سندھ، آزاد کشمیر اور بلوچستان کی عوام کو دیا جا رہا ہے۔

اب سوویت یونین کے خاتمے کے بعد بھی یہ صورت حال ہے کہ ان بچے کھچے مسلمانوں کے لیے اپنی تاتار زبان میں تعلیم کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ان کو قبضے کے بعد سے اب تک روسی زبان اور ثقافت اپنانے پہ زبردستی مجبور کیا جا رہا ہے۔ اب تک اس علاقے میں اسلامی مدارس اور ثقافتی مراکز کی شدید کمی ہے۔ یہاں تک کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد بھی کئی بار مساجد تباہ کرنے کی کارروائیاں کی جا چکی ہیں اور وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ علاقے کے مسلمانوں کے لیے مناسب تعداد میں اخبارات اور دینی جرائد کی شدید کمی ہے۔ ۱۹۱۷ء سے پہلے روس میں پندرہ ہزار مساجد تھیں لیکن سوشلسٹ کمیونسٹ ملحدین نے سوویت دور میں مساجد کو تباہ کر ڈالا اور ۱۹۵۶ء میں صرف ۹۴ مساجد باقی رہ گئی تھیں۔ مذہبی تعلیم پر پابندی لگا دی گئی تھی اور علما کا وسیع پیمانے پہ قتل عام کیا گیا۔ کمال ہے ان علاقے کے باقی ماندہ مسلمانوں کا جو ان سخت حالات میں اب تک اپنے مذہب کو دل سے لگائے ہوئے ہیں۔ سرد جہنم کہلائے جانے والے اس ملک سائبیریا میں منفی اکسٹھ ڈگری سینٹی گریڈ کی سردی میں ان افراد کی نماز روزے کی پابندی قابل تحسین ہے۔ سوویت یونین ٹوٹ چکا ہے اور اس کے قبضے سے کئی مسلم ریاستیں محدود آزادی حاصل کر چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی کئی مسلم ریاستیں جیسا کہ چیچنیا، انگشتیا، کرغیزیا، ترکمانیہ، تاتارستان، کریمیا اور کئی دیگر اب بھی ان علاقوں کے افراد کی مرضی کے خلاف روس کے قبضے میں ہیں۔

☆☆☆☆☆

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ ہمارے اسلاف زیادہ سمجھ دار تھے جو امت کے ہیروں کو اکٹھا کر کے بالاکوٹ میں لا کر شہید کرا بیٹھے، یا ہم جو اپنی جانیں بچائے پھرتے ہیں؟ میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کو یہ احساس نہیں تھا کہ انگریزوں کے خلاف ان کا فتویٰ ان کے لیے کس قدر مشکلات کھڑی کر دے گا، کیا ان کو اس بات کا اندازہ تھا کہ ان کے اس عمل سے ہندوستان بھر کے مدارس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ پھر آخر کیا تڑپ تھی جو دہلی کے عظیم علمی کارنامے انجام دینے والے مدارس کو داؤ پر لگا دیا، خود بھی مصیبتوں میں رہے اور مدارس بھی مسمار کرائے؟"

[مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ]

ٹرمپ کی ''باجو کی گلی''

نصرت جاوید

مضمون نگار کی پاکستانی ذرائع ابلاغ سے وابستگی اگرچہ کئی دہائیوں پر محیط ہے لیکن بنیادی طور پر یہ ایک ملحد اور دین دشمن سوچ، فکر کا نا صرف حامل ہے بلکہ اپنے ملحدانہ افکار واعمال کی ترویج کے لیے بھی پوری شدت سے مصروفِ عمل رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذہن میں رہے کہ صحافتی دنیا سے وابستہ اکثر و بیشتر افراد میں جتنے قبیح اور مکروہ خصائص پائے جاتے ہیں وہ تمام کے تمام موصوف کی ذات میں موجود ہیں۔

زیر نظر مضمون چونکہ افغانستان سے متعلق ٹرمپ انتظامیہ کی متوقع پالیسیوں اور اُن کے جائزے پر مشتمل ہے اور کالم نگار نے اس مضمون کی حد تک اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اپنی اسلام اور جہاد دشمن سوچ کی پرچھائی یہاں نہ پڑنے پائے، اس لیے قارئین کے لیے مستقبل کی امریکی پالیسیوں کو سمجھنے کے لیے اس مضمون کو شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے۔ لیکن ہم یہ بات زور دے کر اور کھل کر بیان کر دیں کہ نصرت جاوید کے مضمون کی اشاعت ویسے ہی ہے جیسے بسا اوقات مغربی کافر صحافیوں کے جہاد اور مجاہدین کے حوالے سے مضامین کو شائع کیا جاتا ہے لہٰذا ادارہ نوائے افغان جہاد قطعی طور پر نہ صرف جاوید جیسے سیکولر صحافی کو own کرتا ہے نہ ہی اس کی ہر ہر بات اور تجزیہ کو قابل اعتنا جانتا ہے[ادارہ]

آپ میں سے شاید بہت کم لوگوں کو یہ خبر ہو کہ آج کے دور میں جب کہ ''گارڈین'' اور ''انڈی پینڈنٹ'' جیسے بہترین اخبارات بھی مکمل طور پر صرف انٹرنیٹ ایڈیشنز تک محدود ہو چکے ہیں، امریکہ کا ''وال سٹریٹ جرنل'' بدستور اپنا پرنٹ ایڈیشن شائع کئے چلا جارہا ہے۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی کے اختتام تک اس کی روزانہ ایک کروڑ سے زیادہ کاپیاں پریس سے نکل کر قارئین تک پہنچتی تھیں۔ اس حوالے سے یہ دنیا میں سب سے زیادہ شائع اور فروخت ہونے والے انگریزی اخبارات میں سرِ فہرست سمجھا جاتا تھا۔

''وال سٹریٹ جرنل'' دنیا بھر میں ہوئے کسی بھی واقعہ کو صرف ایک سیٹھ کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس میں چھپے مضامین پڑھ کر لاکھوں افراد یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ کون سی کمپنی کے شیئرز خریدیں۔ کس کاروبار میں سرمایہ کاری کریں اور دنیا کے کس شہر میں ان دنوں سستے داموں بکتی ہوئی جائیدادوں کو خرید کر مستقبل میں بے تحاشہ منافع کمانے کی امید باندھیں۔

سیٹھوں کے اس چہیتے اخبار میں جو کئی حوالوں سے ان کا ذہن ساز بھی ہے، ۳۱مئی ۲۰۱۷ء کو ایک طویل مضمون چھپا ہے۔ Eric اس مضمون کا مصنف ہے۔ یہ شخص کسی زمانے میں امریکہ میں خصوصی مہم جوئی کے لئے تیار کئے Seals کا ایک دلیر افسر ہوا کرتا تھا۔ وہاں سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد اس نے ایک ''سکیورٹی فرم'' قائم کرلی۔ Black Waters اس کا نام ہے۔

پاکستان میں اس فرم کا نام ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۰ء کے درمیان بہت مشہور ہوا تھا۔ اس پر الزام تھا کہ سی آئی اے وغیرہ اپنے ''گندے کام'' اس کمپنی کو ٹھیکے پر دیتے ہیں۔ افغانستان اور پاکستان میں اس کمپنی کے کارندوں نے کئی روپ دھار کر امریکی فوج کے لئے اہم اور حساس معلومات حاصل کیں۔ اس کے ایجنٹوں نے کئی ''دہشت گردوں'' کو اغوا کرکے امریکہ کے حوالے کیا۔ کئی ایک کو پُر اسرار انداز میں قتل بھی کر دیا گیا۔

اخبارات میں اس کمپنی سے جڑی کہانیوں کی مسلسل تشہیر کے بعد بلیک واٹر بہت بدنام ہوئی۔ دھندا اس کا مگر منافع بخش انداز میں چلتا رہا۔ چین جو اپنا یار ہے اور جس پر جان بھی نثار ہے ایک زمانے میں سی پیک کے منصوبوں کی سیکورٹی بھی اس کمپنی کے حوالے کرنے کی جانب بہت سنجیدگی سے غور کررہا تھا۔ ہمیں ہرگز یہ خبر نہیں کہ بالآخر اس ضمن میں حتمی فیصلہ کیا ہوا۔ بہت ہی عیاں حقیقت ہے تو صرف یہ کہ بہت بدنام ہوجانے کے باوجود بھی یہ کمپنی اپنا کاروبار بہت کامیابی سے چلا رہی ہے۔ صدر ٹرمپ کے بھی اس کمپنی سے مراسم بہت قریبی ہیں۔ وائٹ ہاؤس پہنچ جانے کے بعد ٹرمپ نے Eric کی بہن کو اپنا وزیر تعلیم بنا کر اپنے جنونی مداحین تک کو حیران کر دیا تھا۔

بہر حال، ۳۱مئی ۲۰۱۷ء کے دن وال سٹریٹ جرنل میں Eric کا جو مضمون شائع ہوا ہے موضوع اس کا افغانستان ہے۔ نائن الیون کے بعد اس ملک پر حملہ آور ہونے کے بعد امریکہ نے وہاں دائمی امن اور ایک مستحکم اور ''منتخب'' حکومت کے قیام کے لئے اربوں ڈالر ضائع کئے ہیں۔ دو ہزار[2] کے قریب امریکی فوجی اس مشن کو پایہ تکمیل پہنچانے کے نام پر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہزاروں کئی معرکوں میں ملے زخموں کی بدولت عمر بھر کے لئے معذور ہوگئے۔ سیکڑوں امریکی فوجی افغانستان میں تعیناتی کی وجہ سے ناقابل علاج ذہنی مریض بھی بن چکے ہیں۔

افغانستان پر جنگ صدر بش نے مسلط کی تھی۔ اپنے ۸ سالوں کے دوران مگر وہ اس ملک کے لئے طے کئے اہداف میں سے ایک بھی حاصل نہ کرپایا۔ صدر اوباما منتخب ہونے کے بعد عراق کی طرح اس ملک سے بھی جان چھڑانا چاہتا تھا۔ اس کے جرنیلوں نے مگر اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اسے مجبور کیا کہ وہ افغانستان سے امریکی فوجیں نکالنے کے بجائے وہاں Surge کے نام پر مزید فوجی بھیجے۔

---

[2] مجاہدین کے مصدقہ ذرائع یہ تعداد کئی گنا زیادہ بتاتے ہیں، الحمدللہ!

اوباما اپنے جرنیلوں کی بات کافی لیت و لعل کے بعد بالآخر ماننے پر مجبور ہو گیا۔ افغانستان میں مزید ہزاروں فوجی بھیجتے ہوئے البتہ اس نے یہ شرط بھی عائد کی کہ اگر ۲۰۱۴ء کے اختتام تک امریکی جرنیل افغانستان میں اپنے اہداف حاصل نہ کر پائے تو اس ملک میں امریکی فوجیوں کی صرف ایک قلیل تعداد ٹریننگ وغیرہ کے نام پر موجود رہے گی۔ وہاں مقیم فوجی ازخود طالبان کے خلاف کسی جنگی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ افغان فوجیوں کو صرف "گائیڈ" کریں گے یا بہت ہی مشکل صورتوں میں انہیں Air Cover فراہم کیا جائے گا۔

اپنی انتخابی مہم کے دوران ٹرمپ نے افغانستان کا کبھی ذکر ہی نہیں کیا۔ وائٹ ہاؤس پہنچنے کے بعد اس نے اپنی حکومت کے لئے جو اہداف مقرر کئے ان میں بھی افغانستان کا ذکر نہ ہوا۔ ٹرمپ کے اس رویے نے کئی تبصرہ نگاروں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ نومنتخب امریکی صدر "باجو کی گلی" سے افغانستان سے باہر آنا چاہتا ہے۔

اپنا وزیر دفاع مگر اس نے جنرل Mattis کو چنا۔ اس جرنیل نے افغانستان کے کئی فوجی معرکوں میں براہ راست اہم کردار ادا کیا تھا۔ سنا گیا ہے کہ ایک جھڑپ میں وہ بہت زخمی بھی ہوا تھا۔ وزارتِ دفاع Mattis کو سونپ دینے کے بعد ٹرمپ نے ایک اور جرنیل Mc Master کو اپنا قومی سلامتی کا مشیر بنایا۔ یہ جنرل بھی افغانستان میں کئی برسوں تک مقیم رہا ہے۔

افغانستان میں امریکی افواج کی موجودگی کی وجہ سے پھیلی کرپشن کے توڑ کے لئے وہاں دیانت دار مانے افسروں پر مشتمل ایک "انسدادِ رشوت ستانی" یونٹ بنایا گیا تھا۔ جنرل میک ماسٹر اس کا کئی مہینوں تک انچارج رہا۔ اپنی اس حیثیت میں اسے افغان اشرافیہ اور حکومت میں جبلی طور پر موجود ہوسِ زر کی خوب خبر ہے۔

جنرل Mattis اور Mc Master کو دفاع اور قومی سلامتی کے امور سونپنے کے بعد صدر ٹرمپ نے انہیں مکمل اختیار دیا ہے کہ وہ افغانستان کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کریں۔ Mattis نے اس ضمن میں حتمی فیصلہ سازی Mc Master کے حوالے کر دی اور یہ جنرل افغانستان میں کم از کم پانچ ہزار مزید فوجی بھیجنے کو بے چین ہے۔ اس کا خیال ہے کہ "خصوصی مشنز" کے لئے تیار کئے یہ فوجی ازخود کارروائیاں کرتے ہوئے افغانستان میں "امن کے دشمن" گروہوں کا مکمل خاتمہ کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ ٹرمپ یہ فوج بھیجنے کے لئے ابھی تک تیار نہیں ہو رہا۔ امریکی سیاست کو سمجھنے والے مبصرین کی اکثریت کا مگر یہ خیال ہے کہ ٹرمپ بھی اوبامہ کی طرح افغانستان کے معاملے میں اپنے جرنیلوں کی بات بالآخر ماننے پر مجبور ہو جائے گا۔

Eric کا ۳۱ مئی کے دن لکھا مضمون اس تناظر میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس نے اپنے مضمون میں اصرار کیا ہے کہ امریکہ افغانستان میں اس وقت تک اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتا جب تک کسی جرنیل کو وہاں "وائسرائے" بنا کر نہ بھیجا جائے۔ اس "وائسرائے" کے پاس ویسے ہی آمرانہ اختیارات ہونا چاہیے جو دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان کو ایک "پرامن اور خوش حال جمہوری ملک" میں تبدیل کرنے کے لئے شہرۂ آفاق امریکی جنرل میک آرتھر کو دیئے گئے تھے۔

ہمارے لئے بہت ہی اہم بات البتہ Eric کی یہ تجویز بھی ہے کہ افغانستان کو ایک "پرامن اور خوش حال" ملک بنانے کے لئے امریکہ وہی ہتھکنڈے استعمال کرے جو اڑھائی سو برس تک برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان پر اپنا قبضہ مستحکم بنانے کے لئے اپنائے تھے۔

انگریز افسروں کی ایک بہت ہی قلیل تعداد مقامی طور پر بھرتی کئے افراد کو براہِ راست اپنی نگرانی میں رکھ کر مدراس، بنگال اور یوپی کو زیرنگین کرنے کے بعد دہلی تک پہنچی تھی۔ افغانستان میں بھی یہی طریقہ اپنانا ہو گا۔ مجھے شبہ ہے کہ Eric نے اپنا مضمون Mc Master اور ٹرمپ کے ساتھ طویل مشاورت کے بعد لکھا ہے۔ شاید اس ہفتے کے اختتام تک ان دونوں کی افغانستان کے بارے میں بنائی حکمت عملی کو وائٹ ہاؤس سرکاری طور پر اپنا لے گا۔ اس کے پاکستان پر کیا اثرات ہوں گے؟ اس کی خبر مجھے ہرگز نہیں۔ بات مگر گھمبیر دکھ رہی ہے کہ افغانستان کے حوالے سے یقیناً "کچھ ہونے" جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مقصود اصلی ہندوستان پر جہاد ہے

اب آزاد خطوں سمیت خود ہندوستان میں خوابِ غفلت میں سوتے مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ غزوہ ہند کی راہ ہموار کرتے ہوئے خراسان کی راہ اختیار کریں... جہاں سے امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ نصرہ اللہ کے مامورین کی تشکیل کے تحت منظم و جری دستے ہندوستان کی جانب بڑھ چکے ہیں... یاد رکھیے بدلہ صرف بابری مسجد اور گجرات کے شہیدوں کا نہیں لینا بلکہ قرض تو قندوز کی خوب صورت ترین جامع مسجد پر ہندوستانی ہیلی کاپٹروں کی شیلنگ کا بھی چکانا ہے... جس میں کئی بے گناہ مسلمان معصوم پختون بچوں سمیت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے... جہنم سے آزادی کا یہ سستا سودا ہے جس کا معاہدہ خود آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اور اس معاہدے کے گواہوں میں جناب ابوہریرہؓ جیسی معتبر و پاکیزہ شخصیات شامل ہیں...

حضرت ثوبانؓ نے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں اللہ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا... ایک گروہ جو ہند پر چڑھائی کرے اور دوسرا وہ جو عیسی ابن مریمؑ کے ساتھ ہو کر جہاد کرے گا"... (مسند احمد)

☆☆☆☆☆

تین دن میں عظیم فتوحات

سیف العدل احرار

منصوری آپریشن کے تحت ملک بھر میں مجاہدین کے حملوں میں شدت آئی ہے شمالی، جنوبی اور مغربی صوبوں میں جانثار مجاہدین اور اجرتی فورسز کے درمیان شدید جھڑپیں جاری ہیں۔ مجاہدین کی روزافزوں پیشرفت کے باعث سرکاری اہل کاروں کے حوصلے پست ہو گئے ہیں اس لئے وہ مسلسل پسپائی اختیار کر رہے ہیں، حال ہی میں دشمن نے فوجی آپریشن کا اعلان کیا تھا جس کے جواب میں مجاہدین نے عملی طور پر شدید ردعمل ظاہر کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ حسب روایت دشمن کے دعوے محض دعوے ہی ثابت ہوتے ہیں ، مجاہدین نے منظم منصوبہ بندی کے تحت ملک بھر میں نئے حملوں کا آغاز کیا اور دشمن پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اس سلسلے میں جو پیشرفت ہوئی ہے اس کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

۲۱ جولائی کو مجاہدین نے صوبہ بغلان کے ضلع گزر گاہ نور کو پولیس ہیڈ کوارٹر اور تمام دفاعی چوکیوں سمیت فتح کیا اور دو دن لڑائی کے بعد جراب درہ، مکتب اور نیک کلی سمیت پورے علاقے پر اپنا مکمل کنٹرول حاصل کیا اور تمام سرکاری عمارات پر امن اور عدل کا سفید پرچم لہرا دیا، اس کے ساتھ ضلع پل خمری میں بھی متعدد چوکیوں کو فتح کر کے وسیع علاقے پر قبضہ کیا اور دشمن کو تمام ملحقہ علاقوں سے پسپا کر دیا ان دونوں اضلاع کی جھڑپوں میں دشمن کے درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ مجاہدین کو بھاری اسلحہ بھی بطور غنیمت ملا۔

اسی طرح صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب میں بھی مجاہدین نے کئی اہم کامیابیاں حاصل کیں اور متعدد چوکیوں کو فتح کیا اس لڑائی میں کمانڈر ضمیر سمیت ۳۲ اہل کار موقع پر ہلاک اور ۱۴ کو گرفتار کیا گیا، علاوہ ازیں مجاہدین نے ۲۵ عدد کلاشنکوفیں، تین عدد رائفلیں، دو عدد راکٹ اور مختلف النوع اسلحہ برآمد کیا۔

دریں اثنا اسی دن صوبہ فریاب ضلع بل چراغ میں مجاہدین نے چار چوکیوں اور دو بڑے گاوں کو فتح کرنے کے علاوہ کمانڈر علی محمد چار ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا۔ اس سے ایک روز قبل قندوز شہر میں ایک جھڑپ کے دوران میں ۲ امریکی فوجیوں سمیت ۱۰ اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اسی طرح ضلع خان آباد میں چار فوجی مراکز فتح اور چودہ اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۲ جولائی کو صوبہ فراہ کے ضلع پشت کوہ پر مجاہدین نے کلمہ طیبہ کا سفید پرچم لہرا دیا۔ منصوری آپریشن کے تحت مجاہدین نے ضلع پشت کوہ پر تین اطراف سے حملہ کیا ،چار گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی کے نتیجے میں فورسز تمام علاقوں سے پسپا ہو گئیں۔ اس لڑائی میں دشمن کے ۱۶ اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے جن کی لاشیں ملبے تک دب گئی تھیں۔ اس عظیم فتح کے موقع پر مجاہدین کو بھاری مقدار اسلحہ بھی ملا، اس لڑائی میں تین مجاہدین زخمی ہوئے، مجاہدین کے ذرائع کے مطابق اب پورا علاقہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے، فرسودہ نظام کے ستائے ہوئے عوام نے مجاہدین کا پرتپاک استقبال کیا۔

اسی دن قندوز شہر میں ایک جھڑپ کے دوران ۱۳ امریکی فوجیوں سمیت ۱۰۱ اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، اطلاعات کے مطابق قندوز شہر کے مضافات میں مجاہدین اور امریکی و افغان فورسز کے درمیان گزشتہ چند دنوں سے لڑائی جاری ہے جس میں امریکی اسپیشل فورس کا ایک ٹینک تباہ ہوا۔

اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک بار پھر قندوز کے ضلع خان آباد پر آپریشن شروع کیا جس کے نتیجے میں چھ چوکیاں فتح ہوئیں، مجاہدین خان آباد کے شہر تک پہنچ گئے، شہر کے اندر سرکاری عمارات کے اندر مجاہدین اور اجرتی فورسز کے درمیان براہ راست جھڑپیں جاری ہیں، موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے قندوز ، خان آباد اور علی آباد قومی شاہراہوں کو بھی اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے جہاں دشمن آمد و رفت نہیں کر سکتا، اس لڑائی میں بھی دشمن کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں جن کی تعداد کے بارے میں اب تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ادھر جنوبی صوبہ پکتیا کے ضلع پٹھان میں بھی مجاہدین نے آپریشن شروع کیا ہے، ایک چیک پوسٹ اور وسیع علاقے پر مجاہدین نے اپنا تسلط قائم کیا ہے، چھ پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں جب کہ ضلع زازی اریوب میں ۱۳ پولیس اہل کار مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوئے۔ امارت اسلامیہ نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دی۔

صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک پر مجاہدین نے دو اطراف سے حملہ کیا، گرشک قندہار-ہرات قومی شاہراہ پر واقع ہے، اسٹریٹجک لحاظ سے اس کی اہمیت دیگر اضلاع سے زیادہ ہے اسی لیے دشمن بھی ہر قیمت پر اس ضلع کے دفاع کا عزم ظاہر کر رہا ہے۔ جب کہ مجاہدین نے ضلع گرشک اور ضلع گرمیسر پر آپریشن شروع کیا، گرشک کی جنگ میں فدائی مجاہدین نے بھی حصہ لیا جس میں امیر المومنین شیخ الحدیث ملا ہبۃ اللہ اخوندزادہ کے بیٹے حافظ خالد بھی شامل تھے۔ مجاہدین نے تین روز قبل ضلع گرشک پر شمال اور جنوب کی جانب سے آپریشن شروع کیا تین گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی کے نتیجے میں مجاہدین نے بیس چوکیوں سے سرکاری فورسز کو پسپا کر دیا لیکن یہاں موجود ایک اہم اور مضبوط فوجی بیس پر جب آپریشن شروع ہوا تو دشمن نے شدید مزاحمت کی۔

(بقیہ صفحہ ۸۸ پر)

مجاہدین کے کارگر ہتھیار

گل مـــرجان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال:٦٠)

"اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر ہیبت بیٹھی رہے گی"۔

اللہ رب العزت نے جس طرح جہاد کی فرضیت کا حکم دیا اسی طرح دشمنوں کے مقابلے میں قوت حاصل کرنے اور تیاری رکھنے کا حکم بھی دیا استطاعت کے بقدر۔

غزوہ بدر میں چند ٹوٹی تلواروں اور ضعیف ولاغر گھوڑوں کے ذریعے فتح حاصل کرنے کے باوجود نبی الملحمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاری اور قوت کو حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھی اور اس سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دبابہ کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے روم بھی بھیجا۔

جدید آلات حرب و ٹیکنالوجی کو سیکھنے اور قوت جمع کرنے کا سلسلہ اس وقت تک رہا جب تک مسلمان خلفا میں جذبہ جہاد باقی رہا اور یہی وہ وجہ تھی کہ امت مسلمہ عزت کی زندگی گزارا کرتی تھی اور دنیا کے کسی کونے میں بھی کسی کافر کی جرات نہ تھی کہ کسی مسلمان کو بے عزت یا رسوا کرے۔

اگر کہیں دور دراز کے علاقوں میں ایسا کوئی واقعہ پیش بھی آیا تو کبھی معتصم اعلیٰ نسل کے جنگی گھوڑوں پر لشکر کو لے کر اپنی بہن کی مدد کو آناً فاناً پہنچا اور کبھی محمد بن قاسم اپنی کم عمری کے باوجود جدید منجنیقوں کے ذریعے مسلمان بہن کو قید کرنے والے ہندو راجاؤں کی سلطنتوں کو تہہ وبالا کرتے ہوئے مسلمان بہن کی نصرت کو پہنچا۔ جب تک مسلمان اپنے دور کے تقاضے کے مطابق جدید ٹیکنالوجی جنگی چالیں سامان حرب وضرب جمع کرتے اور سیکھتے رہے اسلام کا جھنڈا بلند اور مسلمان شان وشوکت سے زندگی بسر کرتے رہے۔

لیکن جب مسلمان ان سب چیزوں سے غافل ہو کر شمشیر وسناں کو چھوڑ کر طاؤس ورباب کے رسیا ہو گئے تو شان وشوکت بھی گئی اور غلبہ حکومت خلافت بھی چھن گئی۔

طویل وقفے کے بعد جب اللہ رب العزت نے امارت اسلامیہ افغانستان کی صورت میں امت مسلمہ کو ایک سائبان عطا فرمایا تو یہ سلسلہ پھر شروع ہوا۔

واقفانِ حال جانتے ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان کو جدید اسلحہ سے لیس کرنے کے لیے عرب مجاہدین کس قدر فکر مند اور دن رات کوشاں رہتے تھے اور ایک لمحہ کے لیے بھی واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کے فریضے سے غافل نہ ہوئے۔

مگر رب تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، کفری اتحاد افغانستان پر اپنی جدید ترین دجالی ٹیکنالوجی کے ساتھ حملہ آور ہوا تو مجاہدین نے اپنی صفوں کو از سر نو گوریلا وار کے لیے منظم کیا اور دو ٹیکنالوجیاں میدان میں لائے۔

ایک فدائی

اور دوسری ژڑڈبہ (لینڈ مائن)

پہلی ٹیکنالوجی کے ذریعے دنیا کے جدید ترین افواج کے فوجی وعسکری مراکز کو کامیابی سے نشانہ بنا کر ان کے لیے ان کے جدید ترین قلعوں کو غیر محفوظ بنا دیا گیا۔

اور دوسری کم خرچ بالا نشین ٹیکنالوجی ژڑڈبہ (لینڈ مائن) کے ذریعے سے پورے افغانستان کی زمین کو ان پر تنگ کر دیا گیا۔ شہر ہوں یا صحرا، دشت ہوں یا پہاڑ، سڑکیں ہوں یا کچی زمیں، قدم قدم پر انہیں ژڑڈبے سے نشانہ بنا کر اللہ کی مدد و نصرت سے انہیں اپنے قلعوں اور چیک پوسٹ میں محصور کر دیا۔ اور جب انہوں نے قلعہ نما بیسز اور چیک پوسٹ سے نکلنا چھوڑ دیا تو اللہ رب العزت نے مجاہدین کی ایسی ٹیکنالوجی کی طرف رہنمائی فرمائی جو عالم کفر چودہ سال تک مجاہدین کے لیے خلاف استعمال کر تا رہا تھا حتی کے مجاہدین الصادقین اپنی سادگی کے سبب حیران تھے کہ یہ رات کے اندھیرے میں مجاہدین کو کیسے نشانہ بناتا ہے (اس پر بھی عجیب وغریب لطیفے اور قصے مشہور ہیں) پھر اللہ کی مدد و نصرت سے مجاہدین کی توجہ جدید نائٹ وژن دور بینوں کی طرف ہوئی اور اس کا استعمال شروع کیا تو کفار ومرتدین کے لیے ان کے اپنے بیسز موت کا کنواں ثابت ہونا شروع ہو گئے۔

اس ٹیکنالوجی کو سب سے پہلے ہلمند مجاہدین نے بہت کامیابی سے استعمال کیا اور اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ نائٹ وژن دور بینیں اکثر ہی غنیمت میں ملتیں مگر اس کے استعمال پر کسی کی توجہ نہ گئی لیکن جب اللہ کی نصرت سے اس کے استعمال پر توجہ ہوئی تو ہلمند کے مجاہدین کے کامیاب استعمال کے بعد دوسری ولایتوں کے مجاہدین نے بھی پرانے انداز کے اندھے تعارض (جس میں ساری ساری رات گولیوں کے بارش کے باوجود دشمن کے نقصان کا درست اندازہ مشکل بلکہ ناممکن ہوا کرتا تھا) کی بجائے پوری ہوش مندی اور پلاننگ سے اس ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے رات کے اندھیروں میں صلیبیوں کا شکار شروع کیا۔

نائٹ وژن کی تفصیل:

نائٹ وژن دور بین + انفرا ریڈ لیزر + انفرا ریڈ لائٹ

نائٹ وژن دور بین جو کہ رات میں دن کی طرح دکھاتی اور یہی ٹیکنالوجی ڈرون اور جدید جہازوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

نائٹ وژن دو طرح کی ہوتی ہے

۱۔اندھیری رات ۲۔چاندنی رات

اندھیری رات کی دوربین کے ساتھ صرف انفراریڈ لیزر استعمال ہوتا ہے جب کہ چاندنی رات کی دوربین کے ساتھ انفراریڈ لائٹ کی بھی ضرورت پڑتی ہے

انفراریڈ لیزر اور انفراریڈ لائٹ یہ آنکھوں سے نظر نہیں آتے بلکہ صرف نائٹ وژن دوربین کے ساتھ کام کرتے ہیں۔انفراریڈ لائٹ چاندنی رات کی دوربین کو جب اندھیری رات میں استعمال کیا جائے تو پھر اس لائٹ کی ضرورت پڑتی،اور یہ لائٹ اب تو گاڑیوں میں بھی استعمال کی جانے لگی ہے بکتر بند گاڑیوں کے علاوہ افغان کمانڈوز بھی اسے اپنی گاڑیوں میں استعمال کرتے تاکہ ان کی آمدورفت کی کسی کو خبر نہ ہو۔

لیزر:

چھاپہ مار جنگ کا اہم حصہ ہے جس میں نشانہ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ صرف لیزر برابر کرتے ہی فوراً فائر کرکے ہدف کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور تھوڑی سی ٹریننگ سے زبردست نشانچی بنا جاسکتا ہے۔

سادہ لیزر یعنی آنکھوں سے نظر آنے والا دن میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔البتہ انفراریڈ لیزر صرف نائٹ وژن دوربین کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے ، جسے صرف رات میں ہی استعمال کیا جاسکتا۔ان جدید ہتھیاروں کو مجاہدین الحمدللہ اتنی کامیابی سے استعمال کررہے ہیں کہ بڑی سے بڑی قرارگاہ ایک سے ڈیڑھ گھنٹے میں مجاہدین فتح کرلیتے ہیں۔

مجاہدین قرارگاہ یا چیک پوسٹ سے صرف پچاس یا ساٹھ میٹر پر جاکر پوزیشنیں لے کر بیٹھ جاتے اور دشمن کے مورچے میں سے جیسے ہی سر نظر آتا تو پہلے ہی فائر کے ساتھ اس سر میں سوراخ کرکے اس کا کام تمام کردیا جاتا اور اس کی جگہ پر دوسرے آنے والے فوجی کو جب تک صورت حال سمجھ آتی اس وقت تک وہ بھی نشانہ بن چکا ہوتا ہے۔

شروع میں تو جب تک فوجیوں کو سمجھ آتی تھی مجاہدین قرارگاہ میں داخل ہوچکے ہوتے تھے۔ہلمند کے مخلص شہید رحمہ اللہ تو جنگ شروع کرتے وقت یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ اگر کسی بھی مجاہد نے سر کے علاوہ کسی اور جگہ پر گولی ماری یا اضافی گولی فائر کی تو اسے سزا دی جائے گی اور باقاعدہ جنگ کے بعد مرنے والے افغانی فوجیوں کے سروں کو چیک کیا کرتے تھے کہ کہیں سر کے علاوہ تو گولی نہیں لگی ہے۔اسی وجہ سے اگر کسی مجاہد نے سر کے علاوہ کسی جگہ گولی ماری ہوتی تو وہ پہلے ہی بتادیتا کہ ایک فوجی کو میں نے ہاتھ میں گولی ماری اور وہ ضرور کسی جگہ چھپا ہوگا پھر تلاشی لے کر اس فوجی کو ڈھونڈ لیا جاتا۔

اسی نائٹ وژن کے استعمال کے سبب مجاہدین نے پچھلے دنوں قندھار شاہ ولیکوٹ خاکریز اور دوسرے علاقوں میں بھی بڑی بڑی قرارگاہیں اللہ کی مدد و نصرت سے کم وقت اور کم نقصان کے ساتھ بہت آسانی سے فتح کیں۔

نائٹ وژن کے استعمال کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ مجاہدین کی جنگ میں شہادتیں نہ ہونے کے برابر ہیں جب کہ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ گولیاں ضرورت سے زیادہ استعمال نہیں ہوتیں ہیں اور نائٹ وژن کے استعمال کے لیے مجاہدین نے فدائیوں کے ایسے دستے ترتیب دیے ہیں جو فدائی عرصہ دراز سے اپنی باری کے منتظر شہادت کے لیے بے قرار تھے جو جنگ کو ایک کھیل اور موت کو ایک مذاق سمجھتے ہیں شعر کے اس مصرعہ کی طرح

ہم کھیل سمجھ کر لڑتے ہیں

طوفاں کی بھیانک موجوں سے

اللہ تعالیٰ مجاہدین کا حامی و ناصر ہو، آمین یارب!

☆☆☆☆☆

”کیا ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟کیا ہمیں اللہ حی و قیوم سے حیا نہیں آتی؟کیا ہمیں موت کا ڈر نہیں ہے؟کیا قبر کی وحشت سے خوف نہیں آتا؟ہمیں بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا نہ ہی بیکار بنایا گیا ہے!ہمارا مقصدِ تخلیق اللہ کی عبادت اور شریعت کا قیام کرنا ہے...کیا اللہ تعالیٰ کی شریعت ہمارے ملک کے اندر نافذ ہے؟کیا فسق و فجور، نافرمانی اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن محارب جنگی کافروں کو مہمان بنانا ہمارے ملک میں عام بات نہیں؟کلمہ حق کو اعلانیہ کہنے سے ہم کیوں ڈرتے ہیں؟اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام انہیں لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے کیا خوف روکے ہوئے ہے؟کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کو حساب نہیں دینا؟ہم نے اللہ کی شریعت کے نفاذ میں سستی سے کام لیا اور مرتد سرکشوں کے سامنے خاموش رہے ہیں... صلیبی اور فاجر مرد و عورت کے قدموں نے بلادِ حرمین کو ناپاک کیا ہے!کیا اس پر ہمارا محاسبہ نہ ہوگا؟کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کی حفاظت کا یہی طریقہ ہے؟کیا اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سرزمین کی حمایت اسی طرح کی جاتی ہے؟کہ اس سرزمین پر صلیب کے پجاری دندناتے پھرتے ہیں اور ہم دنیا و اس کی زینت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں... ہم کیوں ذلت و رسوائی پر راضی ہوگئے ہیں؟ہم کیوں مجرم سرکشوں کے سامنے جھک گئے ہیں؟ہم یہ سب کیوں نہیں سوچتے؟ہم ان باتوں پر کیوں غور نہیں کرتے؟ہم روزِ حساب کو یاد کیوں نہیں کرتے؟مرد کہاں ہیں؟آزاد لوگ کہاں ہیں؟کہاں ہیں وہ لوگ جو چہروں کے کریہہ ہونے اور دلوں کو مضطر کرنے والے دن سے اپنے رب کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں؟کہاں ہیں سرکشی اور بغاوت کے سامنے کلمہ حق کو بلند کرنے والے؟“

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

مسافرانِ نیم شب

ابو عندلیب

رات کے تین بجے دروازے پر ہونے والی دستک میرے لیے خاصی حیران کن تھی، کیونکہ میرے ہاں آنے والے احباب میں سے کسی کے بھی یوں بے وقت آنے کا رواج نہیں رہا۔ اوپر سے دستک کا انداز بھی خاصا مختلف تھا۔ دستک اس قدر آہستگی بلکہ شائستگی سے دی گئی تھی کہ اگر میں لوڈ شیڈنگ کا ستایا ہوا نہ ہوتا تو شاید نیند میں مجھے اس دستک کا علم ہی نہ ہوتا۔ لیکن اصل حیرانی مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے دروازہ کھولنے سے پہلے دروازے کے سوراخ میں سے باہر جھانک کر دستک دینے والے کا چہرہ دیکھا۔ پورے چھ ماہ تک جس شخص کو کھوجنے اور تلاش کرنے میں میرے اعصاب شل ہو گئے تھے، وہ آج خاموشی سے میرے گھر کے سامنے موجود تھا۔ انتظار کے کرب اور تلاش کی اذیت کے وہ تمام لمحات بجلی کے ایک کوندے کی طرح میری آنکھوں کے سامنے لپک گئے، جو ان چھ ماہ میں اس کی ماں اور بہن بھائیوں پر بیتے تھے اور میں نا صرف ان کا واقف حال تھا بلکہ شریکِ حال بھی تھا۔

ان تکلیف دہ یادوں کے پس منظر میں اس کا یوں اچانک سامنے آجانا اگرچہ میرے لیے بے پناہ خوشی کا باعث تھا، لیکن میرے اوپر بدستور حیرت کا عنصر غالب تھا۔ بہر طور میں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور ایک مرتبہ پھر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ جس شخص کی خوش پوشی کی مثالیں دی جاتی تھیں وہ اس حال میں میرے سامنے تھا کہ پاؤں میں مٹی سے اَٹی ہوئی پلاسٹک کی ایک چپل، میلے جیکٹ، سرمئی رنگ کا شلوار قمیص جو شاید کبھی سفید بھی رہا ہو، سر پر تبلیغی بھائیوں جیسی مخصوص ٹوپی اور کندھے پر دھاری دار رومال کے ساتھ اس کے پورے وجود میں جو واحد شے تروتازہ تھی، وہ تھا اس کا چہرہ، جس پر اس کی دائمی مسکراہٹ بھی بدستور قائم تھی۔

میں کچھ دیر تو ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کو دیکھتا جب کہ وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح مسکراتا رہا۔ قریب تھا کہ میرے ضبط کا پیمانہ چھلک پڑتا کہ اس نے "السلام علیکم" کہہ کر مجھے گلے لگا لیا۔ کافی پر جوش معانقے کے بعد ایک مرتبہ پھر میں اسے گھورنے لگا۔ اب کی بار میں اپنے غصے کا اظہار کرنا چاہ رہا تھا لیکن وہ زبیر ہی کیا جو کسی کے قابو آجائے؛

"بس بھی کریں، نظر لگائیں گے کیا؟" وہ ہنس کر بولا

"اور کوئی مہمان گھر آجائے تو اس کو بٹھاتے نہیں ہیں کیا آپ؟"

"بیٹا تم اندر تو آؤ صرف بٹھاتے نہیں بلکہ تواضع بھی کرتے ہیں تمہاری"۔ میں نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔

اسے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد، میں نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک استری شدہ سوٹ اس کے ہاتھ میں تھما کر اس کو غسل خانے میں دھکیل دیا۔ وہ بھی شاید یہی چاہتا تھا اس لیے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ نہا دھو کر نکلا تو میں اتنی دیر میں اس کا بستر لگا چکا تھا۔ نہانے کے بعد اس نے نماز شروع کر دی اور میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کچن کا رخ کیا۔

فریج کی تلاشی لینے پر جو کچھ بھی برآمد ہوا، میں نے گرم کر کے ٹرے میں رکھا اور بیٹھک میں لے آیا۔ زبیر ابھی وتر پڑھ رہا تھا۔ شاید وہ کسی شدید مصروفیت یا لمبے سفر میں تھا ورنہ وہ نماز میں تو کبھی تاخیر نہیں کرتا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیحات اور اذکار میں مشغول ہو گیا۔ اس کو اس قدر مطمئن دیکھ کر بے اختیار مجھے بے اطمینانی کے وہ چھ ماہ یاد آگئے جو اس کے گھر والوں اور میرے پر بیتے تھے۔ مجھے اب اس پر غصہ آنے لگا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے احساس ہی نہیں ہے کہ اس کے یوں اچانک غائب ہو جانے کے بعد اس کے متعلقین پر کیا بیتی ہے؟

"نواب صاحب، یہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے"۔ میں نے قدرے درشتی سے اسے کہا۔

وہ میری طرف دیکھ کر حسبِ معمول مسکرا دیا اور جائے نماز لپیٹ کر میرے پاس کھانے کی میز پر آبیٹھا۔ اور فرماں بردار بچوں کی طرح خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔ سعادت مندی کا یہ مظاہرہ اس کا پرانا ہتھیار تھا۔ اس کی انتہائی خطرناک قسم کی شرارتوں پر میں جب بھی اس سے ناراض ہوتا تو وہ یوں ہی تابعدار بن کے میرے آگے پیچھے پھرتا رہتا اور بالآخر میں پسیج جاتا اور جیسے ہی میں نارمل ہوتا وہ بھی اپنی شرارتی روش پر لوٹ آتا۔ میں ہر مرتبہ دل ہی دل میں یہ عہد کرتا کہ آئندہ اس کے فریب میں نہیں آؤں گا لیکن وہ ہر بار مجھے چکر دینے میں کامیاب ہو جاتا۔

انجینئرنگ یونی ورسٹی میں جا کر اس کی شرارتیں مزید خطرناک ہو گئی تھیں۔ وہ اگرچہ مجھ سے دو سال جونیئر تھا لیکن میں نے ماں جی کے کہنے پر اس کی الاٹمنٹ اپنے کمرے میں ہی کروالی تھی۔ اپنی انجینئرنگ کے تیسرے اور میرے آخری سال میں تو اس نے حد ہی کر دی۔ یونی ورسٹی کے سالانہ ڈنر کے نام پر ہونے والی تقریب یوں تو ہمیشہ ہی بے مقصدیت اور فضولیات سے بھرپور ہوتی تھی لیکن اس سال یونی ورسٹی کی انتظامیہ کو روشن خیالی کا بخار کچھ زیادہ ہی چڑھ گیا تھا۔ چنانچہ "اینول ڈنر" کو مخلوط طور پر منانے اور ایک مشہور پاپ گلوکار کو بھی بلانے کا پروگرام ترتیب دے لیا گیا۔ زبیر اور اس کے ہم جولیوں کو بھی اس پروگرام کی سن گن مل گئی۔ میں اپنی کلاسیں پڑھ کر کمرے میں آیا تو شریروں کی ٹولی سر جوڑ کر بیٹھی تھی اور سب کے چہروں پر فکرمندی کے آثار تھے۔ مجھے دیکھ کر ساروں نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن میں بھی ان کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا۔ میں مجلسِ شریراں کی اس فکرمندی کے بارے میں جان کر بھی انجان بنا رہا۔ مجلس شریراں کے سیکرٹری عثمان (مجلس شریراں کی یہ فرضی تنظیم میری ذاتی اختراع تھی) سے بالآخر رہا نہیں گیا اور وہ بول اٹھا:

''بھائی! ہم اتنے پریشان بیٹھے ہیں اور آپ لفٹ ہی نہیں کروا رہے''۔

''کیوں، کیا ہوا میرے مُنّوں کو، اللہ خیر کرے پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟''میں نے ماحول کی سنجیدگی کو کم کرنے کی کوشش کی۔

''بھائی جان ام بہت سیریس ہے، پلیز آپ مذاق نہیں کرو، امارا ہیلپ کرو''۔ یہ ایّوب تھا مردان کا رہائشی اور مجلس شریراں کا آپریشنل انچارج۔

''خاں صاحب! کوئی مجھے کچھ بتائے گا تو ہیلپ کروں گا ناں، اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا''اب کے بار میں نے بھی سنجیدہ ہونے کا مظاہرہ کیا۔

''یہ تمہارے صدر صاحب تو گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے ہیں، کچھ بول ہی نہیں رہے''میں نے زبیر کی طرف اشارہ کیا جس کی آنکھوں میں مجھے کسی خطرناک منصوبے کی پرچھائیاں نظر آرہی تھیں۔

''بھائی وہ اصل میں یونی ورسٹی والے اس سال کے اینول ڈنر پر کافی بے حیائی کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ کسی خبیث پاپ سنگر کو بھی بلا رہے ہیں اور پروگرام بھی مخلوط ہو گا''۔ حافظ عمران نے مسئلے کی وضاحت کی۔

''تو؟''

''تو کیا؟ بھائی ہم نے یہ نہیں ہونے دینا۔ امت مسلمہ آج اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہی ہے، اور یہ لوگ نوجوان نسل کو رنگ رلیاں منانے کا درس سے رہے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں کو یونی ورسٹی اس لیے تو نہیں بھیجتے کہ وہ یہاں روشن خیالی کے نام پر بے حیائی اور اور تہذیب کے نام پر فحاشی کا سبق حاصل کریں''۔ حافظ عمران نے اچھی خاصی تقریر کر ڈالی۔

''اچھا تو بیٹا جی! کس لیے بھیجتے ہیں لوگ اپنے بچوں کو یونی ورسٹی؟''میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

''پڑھنے کے لیے بھیجتے ہیں...''

''تو پھر آپ کو بھی آپ کے ماں باپ نے پڑھنے کے لیے بھیجا ہے ناں۔ آپ کو خدائی فوجدار بننے کو کس نے کہا ہے؟ آپ نہ جائیں ڈنر میں اور بس اپنے کام سے کام رکھیں''۔ میں نے بات سمیٹنے کے انداز میں کہا۔

''لو، سن لو! تم لے لو ہیلپ اپنے بھائی جان سے۔ مجھے پہلے ہی پتا تھا ان پروفیسر صاحب سے لیکچر کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ یار ان کو احساس ہی نہیں ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ان سے بات کرنا ہی بے کار ہے''۔ زبیر نے اپنی چپ توڑتے ہوئے، بغیر کسی لحاظ کے توپوں کا رخ میری جانب کر دیا۔ دین کے معاملے میں وہ ایسا ہی حساس تھا۔ اور اس بارے میں وہ کسی کا لحاظ بھی نہیں کرتا تھا۔

''زبیر! یہ بات کرنے کا کون سا طریقہ ہے؟ اگر صحیح بات بھی کرنی ہے تو چھوٹے بڑے کا فرق اور ادب تو نہ بھولو''۔ حافظ عمران نے فوراً مداخلت کی۔ اور ساتھ ہی میری جانب متوجہ ہوا؛

''بھائی آپ کی بات بھی ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو سوچیں کہ اللہ نے ہم پر یہ ذمہ داری بھی تو عائد کی ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں''۔

''بجا فرمایا حافظ صاحب آپ نے! لیکن اس حوالے سے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ جن طلبا تک آپ کی رسائی ہو سکتی ہے ان کو احسن طریقے سے اس پروگرام کے بائیکاٹ پر قائل کریں یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ دینی مزاج رکھنے والے اساتذہ کے ذریعے اس پروگرام کو روکنے کی کوشش کریں''۔

''یہ تو ہم کر چکے ہیں۔ ہم اساتذہ کے علاوہ انتظامیہ میں بھی کئی لوگوں سے ملے ہیں۔ سب لوگ باتوں کی حد تک ہم سے متفق ہیں لیکن عملی طور پر کچھ کرنے کا کہیں تو سب اپنی مجبوریوں کا رونا روتے ہیں، رہے طلبا تو وہ بے چارے تو ہمیشہ ہوا کے رخ پر ہوتے ہیں، اپنی تو کوئی رائے ہی نہیں ہوتی ان کی''۔ حافظ عمران نے خاصی دردمندی سے پوری تفصیل بیان کی۔

''بس پھر دعا ہی کی جا سکتی ہے اس قوم کے لیے...اور تو ہمارے بس میں کچھ نہیں ہے''۔ میں نے ایک دفعہ پھر مجلس شریراں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔

''نہیں بزرگو! مسلمان اتنا بے بس کبھی بھی نہیں ہوتا...ان شاء اللہ کوئی صورت نکل آئے گی''۔ زبیر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی تقلید میں باقی مجلس بھی۔

''میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم لوگ، اگر اس دفعہ کوئی شرارت کی تو میرے سے کسی بھلائی کی امید مت رکھنا''۔ مجھے اندازہ تھا کہ یہ لوگ اب کسی خطرناک اقدام کا ارادہ کر چکے ہیں، لہٰذا میں نے ان کو ڈرانے کی اپنی سی کوشش کی لیکن خوف نام کی کوئی چیز تو ان چاروں کو چھو کر بھی نہ گزری تھی، سوائے خوفِ خدا کے...سو میں چپ ہو رہا اور مجلس شریراں کے تازہ کارنامے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن اینول ڈنر کے موقع پر جو کچھ ہو گیا وہ میرے اندیشوں سے کہیں بڑھ کر تھا... عین اس وقت کہ جب وہ بدبخت گلوکار سٹیج پر ناچ کود رہا تھا، آڈیٹوریم خوفناک دھماکے کی آواز سے گونج اٹھا، سارا مجمع بمع منتظمین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آڈیٹوریم کو فوراً خالی کروا کر تلاشی کی گئی، معلوم ہوا کہ سٹیج کے عین نیچے ایک کریکر نصب کیا گیا تھا جس کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑایا گیا تھا۔ کریکر کی ساخت اور تنصیب ایسی تھی اس کی زد میں آکر کوئی شخص زخمی بھی نہیں ہوا لیکن اس کا دھماکہ محفلِ لہو ولعب کے تمام شرکا کو دہلا گیا۔

میرے علاوہ یونی ورسٹی انتظامیہ کو بھی زبیر اور اس کے ٹولے پر ہی شک گزرا چنانچہ حسب توقع فوراً مجلس شریراں کی تلاش شروع ہوئی، جو کہ تھوڑی دیر میں یونی ورسٹی کی

مسجد میں امام صاحب کے ساتھ فضائل اعمال کی تعلیم میں مصروف پائی گئی۔ تحقیقات کی گئیں لیکن مجلس شریر اں کے کسی بھی رکن کے اس واقعے میں ملوث ہونے کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یونی ورسٹی میں زبیر کے سرپرست کی حیثیت سے میری بھی طلبی ہوئی لیکن میں نے کسی بھی ثبوت کی عدم موجودگی کی بنیاد پر جان چھڑالی۔ اساتذہ اور انتظامیہ کو تو میں نے مطمئن کر دیا لیکن خود میں دل ہی دل میں سخت پیچ و تاب کھاتا ہوا جب اپنے کمرے میں پہنچا تو مجلس شریر اں کے جملہ اراکین نہایت خشوع وخضوع سے کتابیں کھولے بظاہر فائنل ٹرم کی تیاری میں مصروف نظر آئے۔ ان سب کو اس قدر مطمئن دیکھ کر میرا دماغ کھول گیا۔

''دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے تم چاروں''۔ میں دھاڑا تو چاروں سہم جانے اور ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے میری جانب متوجہ ہوئے، اپنی اپنی جگہ سے اٹھے اور جوتے پہن کر چہروں پر سعادت مندی اور مظلومیت طاری کیے کمرے سے باہر جانے لگے۔

اور میں ہمیشہ کی طرح ان کی اداکاری سے دھوکا کھا گیا، عثمان جو سب سے پیچھے تھا، کمرے سے نکلنے لگا تو میں نے پیچھے سے آواز دے کر چاروں کو واپس بلا لیا اور وہ اسی خاموشی کے ساتھ واپس آکر بیٹھ گئے۔

''یہ کیا حرکت کی ہے تم لوگوں نے؟'' کافی دیر کی خاموشی کے بعد بالآخر میں نے ہی سکوت توڑا۔

''بھائی جان، ہم نے تو کچھ نہیں کیا، لیکن ہوا کیا ہے؟'' عثمان نے اس قدر معصوم شکل بنا کر پوچھا کہ مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

''تم لوگ نہیں سدھر سکتے... لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ سب تم لوگوں نے کیا کیسے؟''۔

''کوئی مشکل ہی نہیں تھی، بازار سے آتش بازی والے کریکر لے کر اکٹھے کر کے ٹائمر اور ڈیٹونیٹر کے ساتھ جوڑ دیے، احتیاطاً ان کو ریموٹ کنٹرول سے بھی منسلک کر دیا اور آڈیٹوریم کے سٹیج تک رسائی کے لیے حافظ عمران نے چوکیدار کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر پندرہ منٹ کا درس دیا تو سب رستے ہی کھل گئے''۔ مجھے خوش گوار موڈ میں دیکھ کر زبیر مسکراتے ہوئے جوش میں پوری روداد بیان کر گیا۔

''شرم تو نہیں آتی''۔ میں نے ہلکی سی سرزنش کی۔

''شرم کس بات کی، آپ کو تو ہمیں شاباش دینی چاہیے''۔ اس کا اعتماد قابل دید تھا۔ میں فقط مسکرا دیا۔

... ...

''بزرگو! کدھر کھو گئے ہو، اتنی دیر سے اکیلے اکیلے مسکرائے جا رہے ہو، ہمیں بھی تو پتہ چلے''۔ مجھے احساس ہی نہیں ہوا کہ زبیر کافی دیر سے کھانا ختم کر کے مجھے خیالوں میں کھویا ہوا دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

''تمہارے کارنامے یاد کر رہا تھا، لیکن اسے چھوڑو، یہ بتاؤ کہ کہاں تھے پچھلے چھ ماہ سے؟'' میں نے اپنے اضطراب پر بمشکل قابو پاتے ہوئے نرمی سے اسے اپنے مطلوبہ موضوع پر لانے کے لیے پوچھا۔

''آپ کے دل میں، آپ کو نہیں پتا؟ حیرت ہے''۔ حسب توقع اس نے بات کو چٹکیوں میں اڑانے کی کوشش کی لیکن میرے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہونے کو تھا چنانچہ میں انتہائی ترش لہجے میں اسے دوبارہ مخاطب کیا: ''زبیر! میں اس وقت کسی مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں، تمہارے لیے یہ یقیناً مذاق کی بات ہو سکتی کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ کہ یہ چھ ماہ ہم نے کس اذیت میں گزارے ہیں، تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری بیوہ ماں پر کیا بیتی ہے اور اب وہ کس حال میں ہے؟ لیکن میں نے یہ سب دیکھا نہیں بھگتا ہے اس لیے میں بے حد سنجیدہ ہوں اور مجھے میرے سوال کا صاف اور واضح جواب چاہیے''۔

میری بات سن کر وہ چند ثانیے تک مجھے تکتا رہا اور پھر سر جھکا لیا، کافی دیر بعد سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔

''بھائی! آپ سچ کہتے ہیں، مجھے واقعی آپ کی تکلیف کا ادراک نہیں ہے اور امی جان کی کیفیت کا بھی اندازہ نہیں ہے، لیکن میں کیا کروں مجھے غزہ میں بسنے والی اپنی ماؤں، موصل وحلب کی بہنوں اور قندھار والے کمسن بھائیوں کا دکھ ہی چین نہیں لینے دیتا''۔ اس کے عجیب و غریب جواب سے میں گڑبڑا کر رہ گیا۔ اس کا ایسا ردعمل میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، مگر مجھے فی الوقت اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا، سو میں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے پھر پوچھا۔

''لیکن ان سب کا میرے سوال سے کیا تعلق ہے؟ مجھے تو یہ جاننا ہے کہ تم پچھلے چھ ماہ سے کہاں تھے؟''۔

''دیکھیں بھائی! جو سوالات آپ کے ذہن میں ہیں مجھے ان کا بخوبی اندازہ ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں آپ سے تفصیلاً بات ہو اگرچہ ابھی اس کا موقع نہیں، لیکن آپ کی تسلی کے لیے اتنا بتا دیتا ہوں کہ میں نے یہ وقت اللہ کے رستے میں گزارا ہے۔ مجھے امید ہے اب آپ مزید سوال نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ نے سونا بھی ہے اور یقیناً صبح مزدوری پر بھی جانا ہوگا، اور مجھ غریب کو بھی تھوڑا آرام کر لینے دیں''۔

آخری جملہ کہنے تک اس کے چہرے کی شوخی واپس آچکی تھی۔ میں اس کو ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ تم مسلسل پانچ منٹ سے زیادہ سنجیدہ رہ ہی نہیں سکتے اور وہ ہنس کر کہتا کہ آپ پانچ منٹ کی بات کرتے ہیں، میرا تو دو منٹ بعد ہی ہاضمہ خراب ہونے لگتا ہے۔ یہ الگ بات کہ وہ کبھی دو منٹ کے لیے بھی سنجیدہ ہوتا تو اس کی سنجیدگی کسی طوفان کا پیش خیمہ بنتی تھی۔ اس کی بات اگرچہ مجھے سمجھ نہیں آئی لیکن ایسے ہی کسی طوفان کے آثار آج بھی مجھے اس کے چہرے پر دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ آپ کا پروفیسر پن گیا نہیں ابھی تک؟ بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ بڑھ گیا ہے۔ اس کا کوئی علاج ولاج کروانا چاہیے"۔ مجھے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس کی زبان کو پھر کھجلی شروع ہو چکی تھی۔

"اور تمہارا مسخرہ پن بھی نہیں گیا، اس کا بھی کوئی علاج ہونا چاہیے نا؟" میں نے بھی حساب تو برابر کرنا ہی تھا۔ "چلو صبح سائیکاٹرسٹ کے پاس چلتے ہیں، لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم صبح تک غائب نہیں ہو جاؤ گے؟"۔

"یہ میری سلیمانی ٹوپی آپ ضمانت کے طور پر رکھ لیں، اس کے بغیر میں غائب نہیں ہو سکوں گا"۔ اس نے اپنی میلی سی ٹوپی اتار کر میری طرف بڑھا دی۔

"ہاں یہ ضمانت کافی ہے، ٹھیک ہے پھر سو جاؤ، صبح ملتے ہیں، اللہ حافظ"۔ میں نے ٹوپی اس سے لے کر کہا۔

"ان شاء اللہ بھی کہتے ہیں ناں! یہ بتی بند کر دیجیے گا اور... السلام علیکم"۔ یہ کہہ کر وہ بستر پر لیٹ گیا۔

"و علیکم السلام"۔ میں نے لائٹ بند کی اور اپنے کمرے میں آ کر لیٹ تو گیا مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ذہن پر زبیر اور اس کے خاندان کا ماضی، حال اور مستقبل چھائے ہوئے تھے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: تین دن میں عظیم فتوحات

امارت اسلامیہ کے عسکری رہنماؤں نے جنگی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے فدائی مجاہدین کے گروپ کو ذمہ داری دی کہ وہ اس بیس کے قریب پہنچ کر بموں سے اس کو اڑا دیں، فدائی مجاہدین نے گولیوں کی بارش میں وہاں پہنچ کر فوجی بیس کے ارد گرد بارودی مواد سے اس کو اڑا دیا جس میں درجنوں اہل کار ہلاک ہوئے۔ اس عظیم معرکے میں امیر المومنین کے صاحبزادے حافظ خالد شہیدؒ نے بھی حصہ لیا اور فدائی مجاہدین کے گروپ میں دشمن کے خلاف براہ راست لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے، اللہ تعالیٰ تمام شہدا کے درجات بلند فرمائے۔

دشمن کے فوجی آپریشن کے مقابلے میں مجاہدین کے منصوری آپریشن نہایت موثر ثابت ہوا، ملک بھر میں مجاہدین کی مسلسل پیشرفت کے علاوہ تین اضلاع اور درجنوں چوکیوں کی فتوحات قابل ذکر ہیں جس کے باعث مجاہدین کے حوصلے مزید بلند جب کہ دشمن کا مورال پست ہوا۔

دشمن کو اب یہ یقین کرنا چاہیے کہ یہ مادیات اور اقتدار کی جنگ نہیں بلکہ یہ نظریے کی جنگ ہے جو اخلاقی طور مجاہدین بہت پہلے جیت چکے ہیں، دشمن کی یہ خام خیالی ہے کہ وہ امریکہ اور نیٹو افواج کی حمایت کے بل بوتے پر مجاہدین کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا خواب دیکھ رہا ہے، گزشتہ سولہ برس کے دوران امریکہ اور اتحادی ممالک کے ڈیڑھ لاکھ فوج بھی اس معرکے میں شکست کھا گئی تو چند ہزار منشیات کے عادی اور غیر تربیت یافتہ فوجی اہل کار ایمانی جذبے سے سرشار مجاہدین کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ ۳۰ ہزار کے مقابلے میں چند سو مجاہدین نے ان پر غلبہ حاصل کیا ہے کیوں کہ مجاہدین ایک نظریے کے تحت اسلام کے دفاع اور ملک کی آزادی کے جذبے سے سرشار ہو کر جہاد کر رہے ہیں اور اس راہ میں قربانی دینے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور عوام کی تائید انہیں حاصل ہے انہوں نے جس طرح ماضی میں انگریز سامراج اور سوویت یونین کو شکست دینے کی تاریخ رقم کی تھی آج ایک بار پھر انہوں نے دنیا کی عظیم قوت امریکہ کو شکست دینے کی تاریخ رقم کی اور اپنے اجداد کی عظیم تاریخ کی لاج رکھی۔

افغان اجرتی فورسز اور پولیس کے اہل کاروں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کیوں اور کس لئے قربانی دے رہے ہیں اور سب سے زیادہ وہی قتل ہو رہے ہیں گزشتہ سال سیگار رپورٹ کے مطابق ۷ ہزار اہل کار ہلاک اور ۱۱ ہزار سے زائد زخمی ہوئے اس حساب سے گزشتہ سولہ برس کے دوران کتنے اہل کار ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں اور مزید کتنے ہلاک ہو جائیں گے۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ انہیں بروقت خوراک کا سامان بھی فراہم نہیں کیا جاتا ہے اور مہینوں بعد انہیں تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں جس کے باعث وہ مجبور ہو کر لوٹ مار اور چوری کرتے ہیں، سرکاری تیل اور اسلحہ فروخت کر کے چرس اور دیگر منشیات کی رقم حاصل کرتے ہیں ان کی زندگی کی ذلت اور رہائش گاہیں دیکھ کر ان کے حال پر ترس آتا ہے، فوج میں شامل چھوٹے بچوں پر جنسی تشدد کے واقعات افغانستان کی عظیم تاریخ پر سیاہ داغ ہیں۔

اب امریکہ اور دنیا کے بیش تر ممالک کو یہ یقین ہوا ہے کہ یہ حکومت حالات کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے، حکومت کے اندرونی اختلافات، کرپشن، بدانتظامی اور ہر روز درجنوں اہل کاروں کی ہلاکت ایسی وجوہات ہیں کہ جن کی بنا پر عوام اور دنیا دونوں موجودہ نام نہاد حکومت پر عدم اعتماد کا شکار ہے۔

[بشکریہ: امارتِ اسلامی کی رسمی ویب سائٹ "الامارہ اردو"]

☆☆☆☆☆

"آج کل عام لوگوں کی زبان پر وطن کا نعرہ سنتے سنتے مسلمان بھی اس کے عادی ہو گئے اور اپنے جہاد کو وطن کے لئے کہنے لگے، ہم وطن پرست نہیں، ہمیں اس وطن سے ہجرت کر جانے کا حکم ہے جس میں رہ کر ہم اسلام کے تقاضے پورے نہ کر سکیں"۔
حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب و تدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم جون:

☆صوبہ ہرات کے ضلع ادرسکن میں کٹھ پتلی فوجوں کے کاررواں پر ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 7 ٹینک اور 4 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 18 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں ہونے والے دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 6 مقامی جنگ جو ہلاک ہوگئے۔

2جون:

☆صوبہ ہرات کے ضلع فارسی جانے والے 70 ٹینکوں اور گاڑیوں پر مشتمل کاررواں پر حملہ کیا گیا اور ساتھ ہی دشمن پر شدید دھماکے بھی ہوئے۔ جس کے نتیجے میں 17 فوجی ٹینک، 5 رینجر اور 4 کاماز گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 67 اہل کار ہلاک جب کہ 42 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک راکٹ، ایک ہیوی مشین گن، دو لیزر گن، دو دوربین، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغند آب اور شاہ ولیکوٹ میں مجاہدین نے فوجی مراکز کی فتح کے دوران 11 کٹھ پتلی فوجوں کو گرفتار کر لیے تھے، ان قیدیوں کو خیر سگالی جذبہ کے تحت مجاہدین نے رہا کر دیا۔ رہائی کے دوران مجاہدین نے ہر قیدی کو پانچ پانچ ہزار افغانی خرچہ بھی دیا۔

3جون:

☆صوبہ غزنی کے ضلع آب میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے کیا، جس کے نتیجے میں چوکی تباہ اور وہاں تعینات کمانڈر کمال سمیت 7 شرپسند ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے فوجی ساز و سامان اور اسلحہ بھی غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع خاش میں گذرہ کے علاقے میں پولیس ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار ایک اہل کار ہلاک جب کہ اعلیٰ افسر سمیت شدید 4 زخمی ہوئے۔

4جون:

☆صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب میں مقامی جنگجوؤں، پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ و دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع پچیر آگام میں فوجی کاررواں پر حملے اور دھماکے کے دوران دو ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں پولیس اسٹیشن میں امارت اسلامیہ کے دو رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں پولیس اسٹیشن سربراہ کمانڈر شیر علی ان کا نائب کمانڈر بریتور مجید اور 24 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے جنگجوؤں کے مرکز پر حملہ کیا اور مجاہدین مرکز میں داخل ہوئے، وہاں تعینات جنگجو تہہ خانوں میں چھپ گئے اور مجاہدین نے دشمن کو گرنیڈوں کا نشانہ بنانا، اس کے دوران تازہ دم اہل کار بھی پہنچے اور لڑائی میں شدت آئی، جس کے نتیجے میں 2 جنگجو ہلاک جب کہ ضلعی سربراہ قاسم دیسیوال سمیت 6 شرپسند زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پولیس چیک پوائنٹ میں دھماکہ سے 4 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت 5 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

5جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع غورک میں عالی قدر امیر المؤمنین کے شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کے مطابق مجاہدین نے مختلف علاقوں میں دوبدو لڑائی کے دوران گرفتار ہونے والے کٹھ پتلی انتظامیہ کے 62 فوجی، پولیس اہل کار، مقامی جنگجو اور دیگر اہل کاروں کو رہا کر دیے۔ رہا ہونے والے اہل کار ملک کے مختلف علاقوں کے باشندے تھے اور رہائی کے وقت انہیں کرایہ اور خرچہ بھی دیا گئی۔

☆صوبہ پکتیکا کے انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹر محمد گل وقار کو نادر خان نامی محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر سمیت 4 اہل کار ہلاک اور وہاں کھڑے 2 فوجی ٹینک ٹینک بھی تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع بولدک میں کٹھ پتلی فوجوں پر گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں ایک رینجر گاڑی تباہ اور 2 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار میں ضلع معروف کے فوجی مرکز میں تعینات اہل کاروں میں سے پانچ فوجی فرار ہو کر مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے، جنہوں نے اسلحہ اور دیگر فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کردیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ اعلیٰ کمانڈر بشاش سمیت 6 اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

6جون:

☆صوبہ زابل کے ضلع قلات شہر میں دو فوجیوں نے مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں نام نہاد قومی لشکر کے 10 جنگجوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ سرنڈر ہونے والے جنگجوؤں نے ایک ہیوی مشین گن اور دس کلاشنکوفیں بھی مجاہدین کے حوالے کردیے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں مجاہدین نے پولیس چوکی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 6 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں، دو رائفلیں، ایک رینجر گاڑی، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں واقع فوجی مرکز میں تعینات اہل کاروں میں سے سات فوجیوں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مرکز سے فرار اور مجاہدین سے آملے۔ جنہوں نے ایک کلاشنکوف، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی ساوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کردی۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر حملہ کیا، اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز کا شمالی علاقہ نو آباد کا وسیع رقبہ اور 6 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ ایک ٹینک تباہ اور 9 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں چوکی کمانڈر دریاب، حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے، جنہوں نے ایک فوجی رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں پولیس اہل کار نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور ایک ہیوی مشین گن، ایک سنائپر گن اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین کے سپرد کردیا

7جون:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں واقع فوجی مرکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے مرکز اور دو چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر نورک سمیت 6 اہل کار ہلاک جب کہ 2 گرفتار اور مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گن، چار کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع غزنی شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے سفاک جنگجو کمانڈر جانان کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ پکتیا میں ضلع زرمت میں چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں سفاک جنگجو نقیب اور بل محافظ سمیت حکمت عملی کے تحت بم دھماکہ میں مارا گیا۔

8جون:

☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 12 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع قرغئی میں امریکی فوجی بیس سیلاب قول اردو پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہدف پر گر کر دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے فوجی ٹینک تباہ اور 3 فوجی ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

9جون:

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں فدائی مجاہدنے انٹیلی جنس سروس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ پانچواں زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع بولدک کے مرکز میں پولیس اہل کاروں کے درمیان بارود بھرے موٹر سائیکل کا حکمت عملی کے تحت دھماکہ کروایا گیا اور بعد میں کٹھ پتلی غلاموں

نے فدائی حملے کے خوف سے ایک دوسرے پر شدید فائرنگ بھی کی۔2 کمانڈروں نانی عرف جلال باتی اور کمانڈر بلال سمیت 7 اہل کار ہلاک جب کہ 10 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے فوجیوں اور پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک ہوئے

☆صوبہ اورزگان کے ضلع خاص روزگان میں دشمن کو سنائپر گن حملوں کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

10 جون:

☆صوبہ لوگر کے ضلع ازرہ میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر شیر سمیت 3 جنگجو ہلاک جب کہ 2 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع پل عالم شہر میں مجاہدین نے امید نامی جنگجو کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں مجاہدین نے ایئرپورٹ پر متعدد میزائل داغے، جو کمانڈوز بیرک اور پارکنگ پر گریں، جس کے نتیجے میں 9 کمانڈوز ہلاک جب کہ 6 زخمی ہونے کے علاوہ 20 ٹینک اور 11 گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں مجاہدین نے رودات ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس ڈائریکٹر کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں مجاہدین نے لیزر گن سے 2 فوجی مار ڈالے۔

11 جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں مجاہدین نے جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 جنگجو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجیوں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے 3 ہیوی مشین گن، 2 کلاکوف، 2 کلاشنکوف، ایک سنائپر گن اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

12 جون:

☆صوبہ ننگرہار ضلع غنی میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کی زد میں آکر ایک امریکی بکتر بند ٹینک تباہ ہوا۔ اور اس میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں سفاک ظالم کمانڈر آغامیر کے قافلے پر مجاہدین نے گھات کی صورت میں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 شرپسند ہلاک ہونے کے علاوہ ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ سمنگان کے ضلع درہ صوف میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز اور مقامی جنگجوؤں پر حملہ کیا، بٹالین کمانڈر قربان علی سمیت 15 ہلاک جب کہ جنگجو کمانڈر نعیم کے ہمراہ متعدد زخمی ہوئے اور چار فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک امریکی ہیوی مشین گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں کٹھ پتلی کمانڈوز کو امریکی تعاون سے اتارا گیا۔ جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور ایک ٹینک و ایک کاماز گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر پسپا ہوئے۔ الحمدللہ مجاہدین کا کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں ایئرپورٹ کے قریب مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس افسر ڈاکٹر جلال الدین کو محافظ سمیت مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ میدان کے انسداد دہشت گردی کے افسر جاوید کو دو محافظوں سمیت حکمت عملی کے تحت موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

13 جون:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں امریکی ہیلی کاپٹروں سے کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجی اتارے گئے، اس دوران مجاہدین نے دشمن پر ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا اور ساتھ ہی دشمن پر شدید دھماکے بھی ہوئے۔ لڑائی کے دوران 19 کمانڈوز اور فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک اور 4 گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

14 جون:

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں جنگجوؤں پر گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں جنگجو کمانڈر انار سمیت 4 اہل کار ہلاک اور اس کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں انٹیلی جنس سروس اہل کاروں اور مقامی جنگجوؤں کے اہم مرکز کو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید محمد نسیم تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کا نشانہ بنایا۔ مبارک فدائی حملے کے نتیجے میں مرکز منہدم ہونے کے علاوہ کمانڈر وفادار سمیت 26 اہل کار ہلاک جب کہ 18 زخمی اور متعدد گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار، ایک زخمی اور چوکی تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ کابل کے کابل شہر میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوجی اکیڈمی کے استاد محمد سالم کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں محمد سالم موقع پر ہلاک ہوگیا۔

15جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع معروف میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں 2 ہلاک جب کہ ایک گرفتاراور دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے دو فوجی رینجر گاڑیاں، چار موٹرسائیکلیں، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، تین ہیوی مشین گنیں، تین آرپی جی راکٹ، ایک مارٹر توپ، 6 کلاشنکوفیں، ایک پستول اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پولیس کمانڈر خان آغا سمیت 6 اہل کار ہلاک متعدد زخمی اور دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں امریکی فوجوں کے تعاون سے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 42 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں مرزا احمد خان کلاچہ کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار عبدالنافع کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کردیا۔

16جون:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں واقع دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں فوجی مرکز، دونوں وسیع علاقے اور 25 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ننگرہار ایئرپورٹ کے اندر کمانڈوز ٹریننگ سینٹر سے متصل مجاہدین کی حکمت عملی کے تحت نصب کردہ بم سے شدید دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 9 سپیشل فورس اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا ضلع احمد خیل میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

17جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع نیش میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح وہاں تعینات جنگجوؤں میں سے 2 ہلاک، ایک گرفتار اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 2 ہلاک جب کہ دیگر فرار اور مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، 3 موٹرسائیکلیں، ایک راکٹ، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، کمانڈر نظر سمیت 4 جنگجو ہلاک جب کہ فوجی کمانڈر کے ہمراہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں اور مقامی عمائدین اور علماء کرام کے تگ ودو کے نتیجے میں 9 پولیس اہل کار اور نام نہاد قومی لشکر کے جنگجو مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

18جون:

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ میں مجاہدین نے فوجی بیس اور آس پاس چوکیوں پر ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے گوتپہ نامی فوجی بیس، 12 چوکیاں اور پل مؤمن، مینچقور، زردکمر، قفلاتون اور چچکہ کے علاقے مکمل طور فتح ہوئے، اور معروف جنگجو کمانڈر نور علی سمیت 6 جنگجو ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زازئی آریوب میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں فوجی جنرل پنجشیری سمیت 7 فوجی ہلاک، متعدد زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ سرپل کے صدر مقام سرپل شہر میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر اچانک حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک ہوئے، مجاہدین نے ایک ٹینک، چار کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین کے حملے میں اعلیٰ سیکورٹی افسر محمد اجان ہلاک جب کہ اس کا محافظ زخمی ہوا۔ ایک رینجر گاڑی اور ایک کلاشنکوف نے مجاہدین نے غنیمت کرلی۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں پانچ سرفروش فدائین ملا منصور ہلمندی، ملا صوفی محمد وردک، حافظ محب اللہ زابلی، ملا حفیظ اللہ پکتیکاوال اور ملا ذوالفقار لوگری نے شہر کے وسط میں واقع پولیس سپیشل فورس مرکز پر حملہ کیا۔ سب سے پہلے فدائی مجاہد شہید ملا منصور احمد تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کو مرکز کے مین گیٹ سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا، تو اس دوران ہتھیاروں سے لیس چار فدائی مجاہدین مرکز میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور بلاک نمبر 5 میں موجود حواس باختہ اہل کاروں کا صفایا کیا۔ اس مبارک معرکہ کے دوران مرکز میں تعینات 200 کمانڈوز پولیس اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ مرکز منہدم اور درجنوں ٹینک اور فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

19جون:

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ بہاؤالدین میں چوکی پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گن، پانچ کلاشنکوف، ایک راکٹ، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک ایم فور گن اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنی میں بم دھماکہ سے 3 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں ضلع چخانسور کے سربراہ آغا محمد فضلی کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد میں انٹیلی جنس افسر پیر محمد چنگ کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں مذکورہ افسر شدید زخمی ہوا اور اس کے 2 محافظ ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مجاہدین نے جنگجو کمانڈر اسماعیل کو دو محافظوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

20جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع ڈنڈ میں امریکی فوجوں کا بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ اور اس میں سوار تمام صلیبی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز میں واقع چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات میں سے تین ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔ ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، ایک کلاشنکوف، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں پولیس اہل کاروں کو سنائپر گنوں کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوگئے، مجاہدین نے اسلحہ و فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں بگرام ایئربیس کے محافظوں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 مسلح کارندے ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 3 اہل کار ہلاک، ایک گرفتار جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ، ایک ہیوی مشین گن، چار کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں واقع دو چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کی چوکی فتح وہاں تعینات 4 اہل کار قتل جب کہ دیگر فرار ہوئے، مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، ایک سنائپر گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں فوجی کارروان پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں جنگجو کمانڈر جمعہ خان دوستیار سمیت 8 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور 2 فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

22جون:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع درزآب میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر ہتھیاروں سے حملہ کیا، اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز اور تمام چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ پانچ چوکیوں میں تعینات 60 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ 17 پولیس اہل کار اور جنگجو ہلاک ہوئے ہیں، جن میں اہم کمانڈر بھی شامل ہیں اور مجاہدین نے 2 فوجی رینجر گاڑیاں، 7 راکٹ، پانچ ہیوی مشین گن، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، 50 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں سے کمانڈروں سمیت 23 اہل کاروں مخالفت سے دستبردار ہوگئے

22جون:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں وسط میں انتہائی سیکورٹی زون کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید بشیر احمد ہلمندی تقبلہ اللہ نے بارود بھری مزدا ٹرک گاڑی کے ذریعے کابل بینک کے آس پاس کھڑے اور تنخواہیں وصول کرنے والے فوجیوں، پولیس اور انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ اس فدائی حملے میں 72 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 44 زخمی ہونے کے علاوہ 6 فوجی ٹینک اور 7 رینجر گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔ اس وقت میں بینک میں سرکاری اہل کاروں کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں تھا اور اس دوران تمام اہل کار سویلین کپڑوں میں ملبوس تھے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں شرپسند جنگجوؤں پر یکے بعد دیگرے حکمت عملی کے تحت 2 دھماکے ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے دشمن کو لیزر گن کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 15 شرپسند ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 4 گرفتار اور دیگر فرار ہوئے، اس کے علاوہ ایک رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، 4 رائفلیں، 3 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں جنگجو کمانڈر جمال کے مرکز پر ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر سمیت 3 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، 2 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے آپریشن کا آغاز کیا اور اس دوران دشمن پر حملے اور دھماکے ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے دشمن کے کئی حملوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پسپا کردیے۔ اس آپریشن کے دوران 6 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا ہے۔

24جون:

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں عید سعید الفطر کے آمد کے موقع پر اور عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کے مطابق امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے میدان جنگ سے گرفتار ہونے والے 20 کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کو اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر رہا کردیا۔

25جون:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں ضلعی سربراہ کی گاڑی پر بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار ڈسٹرکٹ چیف چار محافظوں سمیت شدید زخمی ہوا

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں عید سعید الفطر کے آمد کے موقع پر عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کے مطابق مجاہدین نے چند روز قبل ضلع نیش میں دس چوکیوں کی فتح کے دوران گرفتار ہونے والے 16 پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگجوؤں کو اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر رہا کردیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع چشت شریف میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 8 کلاشنکوفیں، 2 ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

26جون:

☆صوبہ نیمروز کے ضلع خاشرود میں فوجی رینجر گاڑی دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار فوجی کمانڈر غفور، پولیس کمانڈر، ایک اور فوجی کمانڈر سمیت 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

28جون:

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک جب کہ 2 گرفتار اور مجاہدین نے ایک موٹر سائیکل، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں واقع چوکی میں تعینات رابط مجاہدین نے کمانڈر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 5 کلاشنکوفوں اور دیگر فوجی سازوسامان کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 3 کلاشنکوفیں، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع اٹغر میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو افسروں سمیت 4 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

29جون:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع پٹان میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

30جون:

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں بم دھماکہ سے جنگجوؤں کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 شر پسند ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشت رود میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 6 ہلاک جب کہ ایک گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 5 کلاشنکوفیں، ایک رائفل گن، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فاریاب کے گورنر ہمایوں فوزی اور ضلع قیصار کے پولیس چیف کمانڈر نظام الدین کے کاروان حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ایک فوجی ہلاک جب کہ دوسرا گرفتار اور مجاہدین نے 2 امریکی ایم 16 گنیں بھی غنیمت کرلی۔

☆صوبہ غور کے صدر مقام چغچران شہر میں دعوت وارشاد کمیشن کی کاوشوں کے نتیجے میں 200 گھرانوں نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے حمایت کا اعلان کیا۔ اس دوران ایک بڑے جلسے کے دوران مولوی مولاداد کی سرکردگی میں مذکورہ گھرانوں نے مجاہدین کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے اپنا تمام اسلحہ بھی مجاہدین کے حوالے کردیا اور سلسلے میں علاقوں کو سفید جھنڈوں سے مزین کیا گیا۔ انہوں نے 80 کلاشنکوفیں، 2 ہیوی مشین، ایک سنائپر گن اور دیگر فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کردیا۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبد الرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۹ مئی: کوئٹہ کے علاقے جیل روڈ کے قریب مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں ڈی ایس پی عمر الرحمن ہلاک اور اے ایس آئی بلال شمس زخمی ہوا۔

۲۹ مئی: پشاور کے نواحی علاقے متنی میں گاڑی پر مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں امن کمیٹی کے ۴ اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۳۰ مئی: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ کے علاقے ذخہ خیل میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں امن لشکر ذخہ خیل کے تین اہل کار مارے گئے جب کہ گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

۳۱ مئی: کرم ایجنسی کے علاقے ق بانگ دار میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکوں کے نتیجے میں ۹ فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

یکم جون: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں پاکستانی فوج کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی اور ۴ فوجی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

۳ جون: خیبر ایجنسی کے علاقے تختہ بیگ میں مجاہدین نے خفیہ ایجنسی کے اہل کار کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

۳ جون: مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی بائزی میں سڑک کنارے نصب بارودی مواد کے دھماکہ میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۷ جون: باجوڑ ایجنسی کے علاقے گرہ آدم خان میں آئی ایس آئی اہل کار فرمان کو مجاہدین نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

۱۱ جون: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ میں پولیس چوکی پر مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں ۳ پولیس اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

۱۶ جون: پشاور کے علاقے چمکنی میں پولیس موبائل پر مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں ۳ پولیس اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۳ جون: کوئٹہ کے علاقے گلستان روڈ پر آئی جی پولیس کے آفس کے سامنے بم دھماکہ کے نتیجے میں ۶ پولیس اہل کار ہلاک اور ۱۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

۲۴ جون: پشاور کے علاقے چمکنی میں گرڈ سٹیشن کے علاقے میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۲ پولیس اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۲۶ جون: خیبر ایجنسی کے علاقے شلمان میں آرمی کی پوسٹوں پر میزائل داغے گئے جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۶ جون: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناوگئی میں مٹاک سر کے علاقہ میں فوجی چیک پوسٹوں پر حملے میں کئی فوجی ہلاک ہوئے۔

۲۶ جون: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی اور تحصیل خویزئی بائزئی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں متعدد پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے۔

۲۷ جون: خیبر ایجنسی کے جمرود سٹیڈیم خر کی خوڑ سے ایم آئی کے مغوی اہل کار مہران آفریدی کی لاش بر آمد ہوئی۔ مذکورہ اہل کار کو کچھ دن قبل مجاہدین نے گرفتار کیا تھا۔

۲ جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں اکاخیل روڈ پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۳ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۲ جولائی: مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی بائزئی میں گوسل پوسٹ پر مجاہدین نے سنائپر، ایم ایم ۸۲ اور دیگر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے اُس وقت حملہ کیا جب فوجی اہل کار باڑ لگانے میں مصروف تھے۔ اس حملے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۴ جولائی: مستونگ کے علاقے اسٹیڈیم روڈ پر مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں لیویز انچارج نائب رسالدار ہلاک ہو گیا۔

۷ جولائی: کوئٹہ کے علاقے کلی اسماعیل میں مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں بلوچستان کانسٹیبلری کا اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۷ جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل کے دتہ خیل بازار میں بم دھماکہ سے امن لشکر کا رضا کار ہلاک ہو گیا۔

۹ جولائی: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابا گلونو میں مائن حملے میں ایک فوجی اہل کار ہلاک ہوا۔ اس فوجی کی لاش کو اٹھانے کے لیے آنے والے آرمی اہل کاروں کو بھی ریموٹ کنٹرول بم حملہ کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں مزید ۳ فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۹جولائی: باجوڑ ایجنسی کے علاقے برچمر کنڈ میں مجاہدین نے فوج کی پوسٹوں پر میزائل اور راکٹوں سے حملے کیے جس کے نتیجے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۰جولائی: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے لاتیکی میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۷ ایف سی اہل کار ہلاک اور ۱۰ زخمی ہوئے۔

۱۰جولائی: چمن میں بوغرہ چوک کے قریب ایس ایس پی کے قافلے پر فدائی حملے میں ایس ایس پی ساجد خان مہمند سمیت متعدد پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۳جولائی: کوئٹہ کے علاقے اسپینی روڈ میں مجاہدین کے حملے میں ایس پی مبارک شاہ سمیت ۳پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۳جولائی: خیبر ایجنسی میں مجاہدین کے حملے میں ایف سی اہل کار اختر شاہ مارا گیا۔

۱۵جولائی: باجوڑ ایجنسی کے علاقے چارمنگ میں بوشکی سرپوسٹ کے قریب فوجی اہل کاروں کو مائن حملے کا نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ۲ فوجی ہلاک ہوگے۔

۱۶جولائی: ضلع ژوب میں کمردین کے علاقہ شعیب نیکہ شرن توئی میں آرمی کے دو کیمپوں پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں فوجی کیمپوں سمیت آرمی کی ۱۱ پوسٹیں مکمل تباہ ہوگئیں، اس حملے میں مجاہدین ذرائع کے مطابق بیسیوں پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے کثیر مقدار میں فوجی سازوسامان غنیمت بھی کیا۔

۱۶جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے کوہی چوک میں آرمی ٹینک کو مائن حملے کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں ۲ فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۷جولائی: پشاور کے علاقے حیات آباد میں باغ ناران کے قریب ایف سی کی گاڑی کو موٹر سائیکل بم کے ذریعے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں میجر جمال اپنے محافظ سمیت ہلاک ہوا اور ۹ ایف سی اہل کار زخمی ہوئے، جب کہ ۲ فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

۱۷جولائی: چمن کے علاقے روغانی میں تالاب ٹو فوجی چیک پوسٹ کے قریب مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بارودی مواد پھٹنے سے ایف سی اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۲۰جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۶ فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۱جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بارودی مواد ناکارہ بنانے کی کوشش میں ۲ فوجی اہل کار شدید زخمی ہوگئے۔

۲۱جولائی: خیبر ایجنسی کے علاقے راجگال میں مجاہدین سے جھڑپ میں ایک فوجی اہل کار مارا گیا۔

۲۲جولائی: دالبندین کے علاقے داؤدآباد میں آر سی ڈی شاہراہ پر مجاہدین کی فائرنگ سے ۲ ایف سی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۲جولائی: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے علینگار میں خاصہ دار فورس کا حوالدار بم دھماکہ کے نتیجے میں ہلاک ہوگیا۔

۲۲جولائی: مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی بائزی میں فوجی کیمپ پر میزائل حملے کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۲جولائی خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۱۲ فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۳جولائی: باڑہ ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں ایف سی چیک پوسٹ کو دھماکہ خیز مواد سے اُڑادیا گیا، اس کارروائی میں متعدد ایف سی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۶جولائی: کوہاٹ میں ہنگو روڈ کے علاقے جواکی کے قریب مجاہدین کی فائرنگ سے سی ٹی ڈی اہل کار ہلاک ہوا۔

۲۷جولائی: خیبر ایجنسی کی تحصیل لوئی شلمان میں فوجی کیمپ پر میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۲ فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

مسلمانانِ ہند اور ہم

ہم سے بچھڑے جو____تم
"اقلیت" رہ گئے!
یوں اکیلے ہی پھر
اتنے غم سہہ گئے!
اور ہم!!!
خواب لے کر آئے تھے
کل جو یہاں!
سَیلِ اِلحَاد وعِصیاں کے طوفان میں
کب کے____وہ بہہ گئے!
بے سُدھ ودَم بخود
ہم جہاں سے چلے تھے
وہیں رہ گئے!

تہمتِ عشق کا سودائی نظر آتا ہے

کلفتِ ہجر کا شیدائی نظر آتا ہے

دل وہ نا عاقبت اندیش کہ جو ہر لحظہ

راحتِ زیست کا ہرجائی نظر آتا ہے

شہرِ الفت کے مکینوں میں جسے بھی دیکھیں

حاملِ ذلت و رسوائی نظر آتا ہے

حال کیا دل کے خرابے کا بتائیں تم کو

ہر طرف غلبۂ تنہائی نظر آتا ہے

استقامت ہے عجب عشق میں پروانے کی

اب بھی جلنے کا تمنائی نظر آتا ہے

خوں میں رلنے کی فضیلت کو وہ کیا سمجھے ، جو

ہر گھڑی محوِ خود آرائی نظر آتا ہے

جس کو عقبیٰ کی نہ ہو فکر وہ غافل ہر دم

شائقِ زینت و رعنائی نظر آتا ہے

جس کو تا عمر نہ ہو دہر سے عبرت حاصل

مجھ کو وہ صرف تماشائی نظر آتا ہے

دار ہر دور میں انجام ہے حآفظ اس کا

جس میں بھی شیوۂ سچائی نظر آتا ہے

حآفظ ابن الامام

ابھی وقت ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم کس کے لشکر میں کھڑے ہیں؟

اے اللہ کے بندو! اپنے نفس اور دین کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔ دنیا کی زندگی اور تعیشات تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں اور قبر کے انجام سے خبردار رہو۔ درحقیقت قبر کا معاملہ بہت اہم ہے۔ آج ہر شخص اپنے آپ میں اس قدر مگن ہے کہ اسے خبر نہیں کہ موت اُس کے سر پر کھڑی ہے۔ کل ہم میں سے ہر ایک کو اس دنیا سے چلے جانا ہے (یہ کل اہلِ نظر کے لیے بہت قریب ہے) اور موت کے بعد قبروں میں پوچھا جائے گا: من ربك؟ وما دينك؟ ومن نبيك؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی صبح اور شام، تین بار یہ کلمات کہے "رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد نبيا" تو اس کا حق ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں۔ (رواہ احمد)

اس کے برعکس جو کوئی اس شریعت پر راضی ہونے کی بجائے اُس کی دشمنی میں پڑا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے اور وہ اس وقت نادم ہو گا، جب کوئی ندامت فائدہ نہ دے گی۔ لہٰذا جو کوئی اسلام کو بطور دین اپنا لینے پر راضی ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ زرداری اور اس کی فوج، جو صرف شریعتِ الٰہیہ کی مخالفت میں کھڑے ہیں، اسے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی استطاعت نہیں ہے تو پھر اپنی زبان سے ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور اگر اس کی استطاعت بھی نہیں ہے تو انہیں اور ان کے اس عمل کو دل سے بُرا جانے (درحقیقت اس سے نیچے ایمان کا کوئی درجہ نہیں)۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

> "اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کی امت میں اس کے حواری نہ ہوں جو اس کی سنت پر عمل کریں اور اس کے حکم کی پیروی کریں اور اس کے بعد ایسے لوگ جو اس کی مخالفت کریں اور کہیں وہ، جو وہ نہیں کرتے اور وہ کریں، جس کا اُن کو حکم نہ دیا گیا ہو۔ جو کوئی اُن سے ہاتھ سے جہاد کرے، وہ مومن ہے، جو اُن سے زبان سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور جو اُنھیں دل سے برا جانے، وہ بھی مومن ہے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے"۔

اے اللہ کے بندو! اگر تم اُن گروہوں کے ساتھ کھڑے ہوئے جو اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے کوشاں مجاہدین کے خلاف لڑ رہے ہیں، جو طاغوت کا ہر حکم مانتے ہوئے اس کی راہ میں لڑتے ہیں اور مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر اُن پر اُسی طرح حملے کرتے ہیں جس طرح وائٹ ہاؤس والے اُن پر حملے کرتے ہیں، تو کل قیامت کے دن اپنے رب کا سامنا کس طرح کر سکو گے؟ تم سے پوچھا جائے گا: "تمہارا دین کیا ہے؟" تو تم کیسے جھوٹ بول سکو گے؟ جب جھوٹ کوئی نفع نہ دے گا، تم کیسے کہہ سکو گے کہ "میرا دین اسلام ہے" جب کہ تم اہل اسلام کی بجائے، دین کے خلاف لڑنے والے اوباما اور زرداری کے جھنڈے کے نیچے کھڑے رہے۔

یقیناً اُس دن لوگ اس بنیاد پر پہچانے اور ممیز کیے جائیں گے کہ وہ کس لشکر کے وفادار تھے۔ سو ابھی وقت ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم کس کے لشکر میں کھڑے ہیں؟ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ زرداری، امریکی طاغوت کی راہ میں شریعتِ الٰہیہ کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے طاغوت کی راہ میں لڑنے والوں کا حال واضح طور پر بتا دیا ہے کہ وہ کافر ہیں اور کفار کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی انھیں مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (النساء:۷۶)
>
> "جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے 'وہ اللہ کی راہ لڑتے ہیں اور جنھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کی شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں"۔

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ